دیوانِ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین
محمد محسن ، اعزاز احمد آذر
نظرِ ثانی:
سیف ذوالقرنین

دیوانِ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

محمد محسن، اعزاز احمد آذر

نظرِ ثانی:

سیف ذوالقرنین

ادارہ پیغام القرآن
042-7323241

نام کتاب	دیوان خواجہ معین الدین چشتیؒ
مرتب:	محمد محسن
دیوان مترجم:	اعزاز احمد آذر
تدوین ترجمہ:	محمد محسن
فارسی پروف ریڈنگ:	محمد اکرام اللہ صابری بی اے او ٹی آنرز ان پرشین
نظر ثانی:	سیف ذوالقرنین
تعداد:	۶۰۰
اشاعت:	۲۰۰۷ء
کمپوزنگ	منور فیروز 300/8076971
پرنٹرز:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت:	26روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز ۴۰ اردو بازار لاہور

نظامی کتب خانہ درگاہ بازار پاکپتن شریف

احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

اشرف بک ایجنسی راولپنڈی

اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

فہرست مضامین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت ہند کے روحانی تاجدار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلند شان عطا فرمائی ہے آپ صاحب کرامات بے شمار اور خوارق لاتعداد ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی نہایت قوی الحال تھے۔ آپ کو خاص قرب الٰہی حاصل ہے۔ آپ مظہر انوار ہیں۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ فریضہ سونپا گیا کہ اے معین اہل ہند کو کفر و شرک کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی سے منور فرماؤ۔ اس لئے آپ نائب رسول اور سلطان ہند کے خطابات سے نوازے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نظر میں وہ تاثیر پیدا فرمادی تھی کہ آپ جس کے حال پر توجہ دیتے وہ فوراً وحدانیت اور رسالت مصطفیٰ پر ایمان لے آتا۔ آپ کی غریب نوازی مشہور زمانہ ہے۔ آپ کے حالات حسب ذیل ہیں۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔

<u>والدین</u>: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام خواجہ غیاث الدین حسن ہے جو سیستان کے علاقہ سنجر میں رہتے تھے اہل عرب سیستان کو سجستان کہتے ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل علم اور صاحب ثروت حضرات سے تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ دارا شکوہ قادری

نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت سجستان میں ہوئی اور نشوونما خراسان میں پائی مخزن چشت میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت با سعادت قصبہ سجز جو کہ سجستان میں ہے کہ جسے سیستان بھی کہتے ہیں میں ہوئی اور وہ جگہ خراسان کے ملک میں ہے جس میں آپ نے نشوونما پائی۔۔

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

آپ کا مادری شجرہ مرآۃ الانساب میں یوں لکھا ہے والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ام الورع الموسومہ بی بی ماہ نور بنت میگہ داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حضرت حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تربیت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے زمانہ میں خراسان ایک سلطنت تھی اسی سلطنت میں صوبہ سیستان تھا جسے سیوستان اور سجستان بھی کہا جاتا ہے اس میں ایک قصبہ تھا جسے سجز کہا جاتا تھا پیدائش کے وقت آپ کے والدین کی رہائی سجز میں تھی اس لئے آپ کو سجزی کہا جاتا ہے لیکن بعدازاں اس قصبے کا نام ونشان تاریخوں میں نہ رہا مگر یہ قصبہ نیشا پور کے قریب تھا۔

آپ کے والدین چونکہ مذہبی ذہن کے لوگ تھے اور آپ کے گھر کا ماحول انتہائی دینی تھا اس لئے آپ کا بچپن ہی سے دین کی طرف از حد لگاؤ پیدا ہوگیا۔ بچپن میں اچھی عادات اپنائیں اور والدین کی اطاعت کا درس گھر ہی سے سیکھ لیا۔

جب ذرا پڑھنے کے قابل ہوئے تو نماز یاد کر کے باقاعدہ نماز پڑھنے لگے۔ آپ کو
بچپن ہی سے نماز پڑھنے کی عادت پڑ گئی۔

نیشاپور اس زمانے میں سلطنت خراسانی کا صدر مقام تھا اور علم و ادب کا گہوارہ
تھا اس لئے آپ کو حصول تعلیم کے لئے نیشاپور میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا اور آپ نے
ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کا آغاز وہیں سے کیا۔

آپ کے والد غیاث الدین حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کام کے
سلسلے میں گاہے بگاہے بغداد میں جاتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب وہ بغداد گئے
ہوئے تھے تو وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ اور انہیں وہیں دروازہ شام کے قریب دفن کیا
گیا آپ کے دو بھائی اور ایک ہمشیرہ بھی تھیں۔ والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر
چودہ سال تھی۔

والد ماجد کا وصال: جب آپ کے والد خواجہ غیاث الدین حسن کا انتقال ہو گیا تو
آپ کی والدہ نے ترکہ کو ان کے ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ صاحب کا ترکہ
میں ایک انگوروں کا باغ اور پن چکی حصے میں آئی۔ والد گرامی کے بعد آپ نے اسی
باغ میں باغبانی کا کام سنبھال لیا باغ کے درختوں کی حفاظت کرنے لگے اور باغ میں
جب پانی دینے کی ضرورت پڑتی تو پانی بھی دیتے غرضیکہ آپ نے باغبانی کو اپنا
ذریعہ معاش بنا لیا۔ باغ سے جو آمدن ہوتی اس سے اپنے اخراجات پورے کرتے
اور جو رقم بچ جاتی اسے راہ خدا میں دے دیتے۔

حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات: ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ معین
الدین چشتی حسب معمول اپنے باغ میں درختوں اور پودوں کو پانی دے رہے تھے۔
کہ اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی گھومتے پھرتے آپ کے باغ
میں آئے ان پر اکثر عشق حقیقی کا غلبہ طاری رہتا تھا جس وقت حضرت خواجہ نے انہیں
دیکھا تو سب کام چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئے نہایت ہی عزت اور احترام کے
ساتھ انہیں ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا ان کو انگوروں کا ایک خوشہ توڑ کر پیش

ہوئے تھے آپ نے انگوروں کا ایک خوشہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور خود با ادب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم قندوزی کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حسن سلوک اور رویہ بہت پسند آیا انہیں نگاہ باطن سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بچہ راہ حق کا متلاشی ہے اس لئے جیب سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اسے دانتوں سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا اور کھانے کے لئے کہا۔ جونہی آپ نے کھلی کا ٹکڑا کھایا تو آپ کے دل میں عشق حقیقی کا جذبہ بیدار ہو گیا اور نور الٰہی سے منور ہو گیا آپ کے دل میں اللہ کی تلاش موجزن ہو گئی اور یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ یہ دنیا اور اس کی دولت کچھ نہیں ہے اس لئے اسے چھوڑ کر اللہ کی معرفت تلاش کی جائے۔

جونہی آپ مجذوب کی توجہ سے اللہ کی محبت میں مغلوب ہوئے تو آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا آپ کی کیفیت بدل گئی آپ کی سوچ میں ایسی تبدیلی آئی کہ آپ باغ اور چکی کو فروخت کر کے تلاش علم کے لئے نکل پڑے۔

حصول علم: اس زمانے میں ترکستان کے علاقے میں سمرقند اور بخارا کے عظیم شہر آباد تھے جو علم و ادب کا گہوارہ تھے خانقاہوں اور مدرسوں میں صوفیاء اور علماء تعلیم دیتے تھے آخر آپ نے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے لئے سمرقند اور بخارا کا رخ کیا طویل سفر طے کرنے کے بعد آپ سمرقند پہنچے آپ نے ایک دینی مدرسے میں داخل ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اس مدرسے میں مولانا اشرف الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم دین کی خدمت میں رہے یہیں آپ نے قرآن حفظ کیا مولانا کی توجہ سے آپ نے چند ابتدائی کتب بھی پڑھنا شروع کیں مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے بخارا کا رخ کیا بخارا میں ان دنوں مولانا شیخ حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بڑی شہرت یافتہ تھی انتہائی قابل اور فاضل عالم تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے تلامذہ میں شریک ہو گئے اور چند سالوں میں قرآن تفسیر حدیث فقہ اور علوم معقول و منقول کی تکمیل کی۔ آخر تکمیل تعلیم پر حضرت مولانا شیخ حسام الدین

نے آپ کو دستار فضیلت بھی عطا فرمائی کہا جاتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے آپ بخارا میں پانچ سال تک رہے۔

تلاش مرشد: ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد آپ کے دل میں اللہ کی محبت کا جذبہ بھڑک اٹھا مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے کے لئے کسی مرشد کامل کی بیعت کرنا ضروری تھا اس سوچ کے تحت آپ بخارا سے جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو مرشد کی تلاش کے لئے چل پڑے ان دنوں نیشا پور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا جسے ہرون بھی کہا جاتا تھا۔ جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ان کی بزرگی کا چرچا دور ونزدیک تھا لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے تھے غرضیکہ اس دور میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ذات اقدس کی وجہ سے روحانی چشمہ فیض بنا ہوا تھا آپ کی ذات بابرکات کے انوار جگمگا رہے تھے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو ہارون یا ہرون پہنچ گئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دل نے گواہی دی کہ یہاں سے اللہ کے کرم کا دروازہ کھل جائے گا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی عظیم المرتبت بزرگ تھے ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور انہیں سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے جب آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو نور باطن سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اس نوجوان کی قسمت میں ولایت ہے اور یہ جوان ایک روز آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بعض اوقات بغداد جایا کرتے تھے اور بغداد میں انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو مرید بنایا۔

بیعت ہونے کا واقعہ: ملفوظات انیس الارواح میں آپ نے خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے دعاء گو فقیر حقیر

کمترین بندگان معین حسن سنجری کو شہر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس وقت معزز مشائخ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ جوں ہی بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر میں نے ادا کیا۔ پھر فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ سورۃ البقر پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا اکیس مرتبہ کلمہ سبحان پڑھ۔ میں نے پڑھا۔ بعد میں خود کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے اللہ عزوجل تک پہنچا دیا۔ جونہی یہ فرمایا قینچی اپنے دست مبارک میں لے کر میرے سر پر چلائی۔ اور چار ترکی کلاہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھی۔ اور خاص گدڑی عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں آٹھ پہر کا مجاہدہ ہوتا ہے۔ آج کی رات اور آج کا دن مجاہدے میں مشغول رہو۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے ایک دن اور ایک رات گزارے۔ جب دوسرے دن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ! اور ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ فرمایا۔ اوپر کی طرف دیکھ جونہی میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ عرش عظیم تک سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ پھر فرمایا۔ زمین کی طرف دیکھ۔ جب میں نے زمین کی طرف دیکھا۔ فرمایا۔ کہاں تک تجھے دکھائی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حجاب عظمت تک۔ فرمایا آنکھ بند کر۔ جب میں نے بند کی فرمایا کھول! میں نے کھولی۔ مجھے دو انگلیاں دکھا کر فرمایا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات۔ جب میں نے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جا! تیرا کام سنور گیا۔ ایک اینٹ پاس رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو الٹ! جب میں نے الٹی۔ تو اس کے نیچے ایک مٹھی سونے کے دینار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسے لے جا کر فقیروں کو صدقہ کر جب میں نے صدقہ کر دیا۔ تو فرمایا کہ چند روز تک تم ہماری خدمت میں رہو۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ

فرمانبردار ہے۔ (انیس الارواح)

خرقہ خلافت: جب بارگاہ الٰہی اور دربار رسالت سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مقبولیت کا پروانہ عطا ہو چکا تو وہ وقت آ گیا کہ مرشد کامل بھی انہیں اپنے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ، مصلے، نعلین چوبی اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا:

"یہ چیزیں ہمارے پیروان طریقت کی یادگار ہیں اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد جس کو ان کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا۔"

پھر خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر کلاہ چہارترکی رکھی اور ان کے سامنے اپنے مرشد حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت دہرائی کہ: یعنی کلاہ چہارترکی سے مراد چار ترک ہیں اول ترک دنیا۔ دوم ترک عقبیٰ یعنی ہر وقت اپنی ذات کے لئے آخرت کی بھلائی نہ طلب کرتا رہے بلکہ سوائے ذات الٰہی کی رضا کے اور کوئی غرض نہ رکھے۔ سوم سونے اور کھانے کا ترک کرنا مگر صرف اسی قدر کہ جس سے زندگی قائم رہے (یعنی کم کھائے اور کم سوئے) چہارم خواہش نفس کا ترک کرنا یعنی جو نفس کہے اس کے خلاف عمل کرنا اور جو ان چار چیزوں کو ترک کرتا ہے وہی کلاہ چہارترکی پہننے کا حق دار (اہل) ہے۔

سیر و سیاحت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ جن علاقوں میں آپ نے بیشتر سفر کئے ان میں خراسان، سمرقند، بخارا، بغداد، عراق، عرب، شام، بصرہ، دمشق، اصفہان، ہمدان، تبریز اور کرمان کے علاقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے کچھ سفر اپنے مرشد کے ہمراہ بھی کئے۔ دوران سفر آپ کو مختلف مقامات پر کئی واقعات پیش آئے ان میں سے چند کا ذکر حسب ذیل ہے۔

سورت فاتحہ کی برکت کا واقعہ: منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے مرشد دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے۔ اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی کشتی نہ تھی حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اپنی

آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو میں نے خود کو اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر پایا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

قبر کی ہیبت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ہم سیوستان پہنچے وہاں پر ایک خانقاہ میں حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ اقامت گزیں تھے۔ ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے کئی دن تک میں ان کی خدمت میں حاضر رہا ان کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی بھی آدمی ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ اس کو اندر سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور لا کر دیتے تھے اور فرماتے کہ میرے حق میں دعا مانگو کہ میں اس دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جاؤں۔ اور جب قبر کی تنگی اور موت کی شدت کا احوال سنتے تو خوف سے بید کی مانند تھر تھر کانپنے لگ جاتے اور مسلسل سات سات دن تک روتے رہتے اور ان کا رونا اس قدر متاثر کن ہوتا کہ دیکھنے والوں کے بھی آنسو نکل آتے اور وہ بھی رونے لگ جاتے تھے۔

جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ گریہ فرما رہے تھے جب طبیعت کچھ سنبھلی تو میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا، اے عزیز! جسے موت آنے والی ہو اور جس کا حریف ملک الموت ہو اسے ہنسنے اور سونے سے کیا غرض؟ اگر تمہیں ان لوگوں کی حالت کے بارے میں علم ہو جائے جو زمین کے اندر ایسی کوٹھڑی میں سوتے ہیں جو بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے تو تم اس طرح سے پگھل جاؤ کہ جس طرح سے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سکوت فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، آج میں تمہیں تیس برس کے بعد یہ واقعہ سناتا ہوں میں ایک دن بصرہ کے ایک قبرستان میں ایک اللہ کے درویش کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے نزدیک

ہی ایک قبر میں مردے کو عذاب دیا جا رہا تھا جب اس مرد درویش کو کشف کے ذریعہ سے عذاب قبر کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایک زبردست نعرہ مارا اور زمین پر گر گئے میں نے آگے بڑھ کر ان کو اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا۔ اے عزیز! اس دن سے مجھ پر قبر کی ہیبت طاری ہے اس لئے بندہ کو دنیا میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہئے کہ وہ حق سے ہی غافل ہو جائے۔

شیخ بہاء الدین سے ملاقات: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک اور اللہ کے فقیر بھی تھے۔ سفر کرتے ہوئے ہم اوش میں پہنچے اور حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جو بڑے صاحب علم و فضل اور واصلین حق میں سے تھے اور ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ جو کوئی بھی ان کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوتا خالی ہاتھ واپس نہ لوٹتا تھا۔ اگر کسی کے پاس کپڑے نہ ہوتے تو حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کپڑے عنایت فرماتے اور یہ سب کچھ پردۂ غیب سے ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ چند دنوں تک ہم ان بزرگ کی خدمت میں حاضر رہے ایک دن انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اے درویش! جو کچھ بھی تمہیں ملے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینا۔ دولت اکٹھی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھانا کھلانا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو جاؤ۔

لکڑی سونا بن گئی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور بھی درویش وہاں پر موجود تھے۔ گفتگو کے دوران یہ بات طے ہوئی کہ سب افراد ایک ایک کرامت دکھائیں وہاں پر میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ علاء الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے سب لوگوں نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کرامت دکھائی اور اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سونے کا ایک ٹکڑا نکالتے ہوئے ایک درویش کو دیا اور اس سے فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے شیرنی لے آؤ۔ حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کو ہاتھ میں پکڑا تو وہ سونا بن گئی اس کے بعد میرے مرشد پاک نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے اپنے مرشد پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے کمبل سے چار روٹیاں نکالیں اور ایک بوڑھے فقیر کو دے دیں۔

حضرت محمد عارف کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جا رہے تھے کہ ہم دمشق میں پہنچے دمشق کی جامع مسجد کے سامنے انبیاء کرام سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور یہاں کے درویشوں سے بھی ملاقات کی۔ ایک روز ہم دمشق کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے پاس ہی کچھ اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے کہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، روز قیامت دولت مندوں سے تو حساب کتاب ہوگا درویشوں سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ ان کی یہ بات سن کر ایک شخص بحث کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت اتفاق سے کتاب کا نام یاد نہیں آ رہا تھا انہوں نے تھوڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ یہ بات جس کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دی جائے۔ چنانچہ کتاب حاضر ہو گئی حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے سامنے وہ کتاب رکھ دی اس نے جب کتاب دیکھی تو اس قدر شرمندہ ہوا کہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔

ایک عابد بزرگ کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کرمان کا سفر کر رہا تھا کہ

میں نے ایک درویش کو دیکھا جو بڑے عبادت گزار اور ہمہ وقت یادالٰہی میں مستغرق رہتے تھے ان جیسا کامل بزرگ اور اللہ تعالٰی کی یاد میں اس قدر مشغول رہنے والا میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے جسم میں صرف روح تھی جسم پر گوشت بالکل نہیں تھا (گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے) وہ بہت کم گفتگو کرتے تھے ہم نے آپس میں یہ بات طے کی کہ ان سے پوچھیں کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟ ابھی ہم آپس میں طے ہی کر رہے تھے کہ اس صاحب کرامت بزرگ نے کشف کے ذریعہ سے ہماری قلبی کیفیت کے بارے میں جان لیا اور خود ہی اپنی حالت کے بارے میں بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، اے درویش! میں ایک دن اپنے ایک دوست کے ہمراہ قبرستان میں گیا اور ہم دونوں ایک قبر کے پاس ٹھہر گئے۔ اتفاق سے میرے دوست نے کوئی ایسی بے ہودہ بات کی کہ جسے سن کر میری ہنسی نکل گئی۔ میرے ہنستے ہی مجھے ایک آواز سنائی دی کہ جس کے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہو اور اس کا گھر زمین کے نیچے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان ہو اس کا ہنسی سے کیا واسطہ؟ یہ آواز سنتے ہی میں آہستہ سے اٹھا اور اپنے دوست کو جانے کی اجازت دی پھر اپنے گھر گیا اس کے بعد وہاں سے میں اس غار میں چلا آیا اور اس جگہ پر سکونت اختیار کی اس روز سے مجھ پر ہیبت طاری ہے اور اس قدر خوف مسلط ہے کہ میری جان منہ کو آ رہی ہے آج اس بات کو چالیس برس گزر گئے ہیں نہ تو میں کبھی ہنسا ہوں اور نہ ہی میں نے شرمندگی کے باعث اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ہے کہ کل قیامت کے دن کیا شکل دکھاؤں گا ہر وقت اپنے گناہوں کی طرف نگاہ کئے رہتا ہوں۔

محمد یادگار کے راہ راست پر آنے کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں میں اللہ کے بندوں کو فیوض و برکات سے نوازتے ہوئے جب شہر بدخشاں میں پہنچے تو آپ نے بدخشاں کے ایک مشہور بزرگ سے ملاقات فرمائی جو بہت زیادہ ضعیف تھے ان کی عمر مبارک تقریباً ایک سو چالیس برس تھی یہ بزرگ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہے چنانچہ ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک عرصہ سے اس خانقاہ میں اعتکاف کی نیت کر کے عبادت الٰہی میں مشغول تھا اور نفسانی مجاہدہ کر رہا تھا ایک روز میرے دل میں کسی دنیاوی حاجت کی غرض سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ابھی میں نے اپنا ایک پاؤں باہر نکالا ہی تھا کہ غیب سے ندا آئی۔ اے دعویٰ کرنے والے! ہمارے ساتھ عہد کر کے بھلا دیا۔ اس آواز کا سننا تھا کہ میرا دل بے چین ہو گیا میں نے اسی وقت چھری اٹھائی اور اپنا پاؤں کاٹ کر پھینک دیا۔

فرمانے لگے کہ میرے دل میں اس دن سے یہ تصور جم کر رہ گیا ہے کہ کل قیامت کے روز اپنا یہ چہرہ لے کر کس طرح درویشوں کے سامنے جاؤں گا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ تھوڑی دیر تک ان کی صحبت میں رہے اور پھر ان سے اجازت لے کر چل دیئے۔ سفر کرتے کرتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سبزوار میں پہنچے تو وہاں کا حکمران نہایت بے دین، بدکردار اور بدعقیدہ تھا اس کا نام محمد یادگار تھا یہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا برائی کی دلدل میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس نے سیر و تفریح کرنے کی غرض سے شہر سے باہر رہنے کے لئے ایک خوبصورت اور عالی شان باغ تعمیر کرا رکھا تھا اس باغ میں نہایت خوبصورت حوض بھی تھا فوارے بھی لگے ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے یہاں پر کچھ دیر رکنے اور قیام فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ سفر کے باعث کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے غسل کرنے کی غرض سے حوض پر تشریف لائے اور حوض کے صاف ستھرے پانی سے غسل فرمایا اس کے بعد نماز پڑھی اور پھر قرآن پاک کی تلاوت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس دن اتفاق سے محمد یادگار بھی اپنے باغ کی

سیر کرنے کے لئے اپنی قیام گاہ سے چل پڑا اس کی آمد کا اعلان اس کے شاہی کارندوں نے شہر میں کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بھی یہ منادی سن لی۔ چنانچہ وہ خادم بھاگتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اب باغ سے باہر نکل کر قیام پذیر ہو جائیں خادم کی شکل سے گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی آپ نے خادم کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو تم چلے جاؤ اور اس درخت کے نیچے جا کر ٹھہر جاؤ میں تو یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ خادم آپ کے فرمان کے مطابق وہاں سے چلا گیا اور جس درخت کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا تھا اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں شاہی کارندے قالین لے کر حوض کے کنارے پر پہنچ گئے انہوں نے جب یہاں ایک اللہ کے فقیر کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے دل پر ہیبت سی طاری ہو گئی وہ چاہتے تھے کہ آپ کو آگاہ کریں کہ محمد یادگار باغ کی سیر کرنے کے لئے آرہا ہے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں مگر ان کو یہ بات کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہی سبزوار کے حکمران کے لئے قالین بچھا دیا اسی اثناء میں محمد یادگار بھی آن موجود ہوا اس نے اپنے قالین کے پاس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا شاہی کارندوں کو برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ تم لوگوں نے اس فقیر کو یہاں سے نکال کیوں نہیں دیا اس کی یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کیا آپ حالت جلال میں تھے۔ جلال کی ایسی نگاہ اس پر ڈالی کہ محمد یادگار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگ گیا اور اسی حالت میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ شاہی کارندوں نے اس کی جب یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر گئے اور عجز و انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ حضور!

ان کی گستاخی معاف فرما دیں ان کو علم نہیں تھا کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ لوگ رو رو کر محمد یادگار کے لئے آپ سے معافی مانگ رہے تھے یہ دیکھ کر آپ کو ان پر رحم آ گیا۔ اب جلال کی شدت بھی کم ہو گئی تھی اور جو خادم درویش آپ کے حکم کے مطابق سامنے ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا قریب بلایا اور حکم فرمایا کہ اس حوض سے تھوڑا سا پانی لو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس شخص کے چہرے پر چھینٹا مار دو۔

اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس درویش نے محمد یادگار کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا تو اسے ہوش آ گیا اب اس کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا، حضور! میں نے آج سے تمام غیر شرعی کاموں کو چھوڑ دیا اور آپ کے دست حق پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شفقت فرمائی اور اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر بٹھا دیا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کی پیروی نہ کرنا بڑی عجیب سی بات ہے پھر آپ نے ان کے سامنے ایسے مدلل اور پر اثر انداز میں اہل بیت اور خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب بیان فرمائے کہ محمد یادگار اور وہاں پر موجود دیگر لوگوں کے قلوب پر رقت طاری ہو گئی اور وہ سب رونے لگے محمد یادگار بھی اٹھا اس نے حوض کے پانی سے وضو کیا اور اسی جگہ پر دو رکعت نفل نماز شکرانے کی ادا کرنے کے بعد آپ کے سامنے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا آپ نے اسے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا اور پھر ایک ہی نگاہ کامل سے اس کی قلبی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا وہ محمد یادگار جو لحہ پہلے اولیاء اللہ کا گستاخ تھا ایک دم سے اولیاء اللہ کا محب اور عقیدت مند بن گیا تھا آپ کے فیضان نظر سے وہ راہ راست پر آ گیا۔

<u>حقیقت اور معرفت کی روشنی:</u> حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب

اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ رہ کر سلوک کی منازل طے کر چکے تو مرشد نے آپ کو اپنے پاس سے رخصت کر دیا۔ آپ مختلف شہروں میں اولیاء اکرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے اور اللہ کے فقیروں اور درویشوں کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے جب بلخ میں تشریف لائے تو حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ چند یوم تک یہاں پر قیام فرمایا آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ سفر کے دوران طباق، نمکدان اور تیر و کمان اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ جب بھوک کی شدت محسوس ہوتی تو جنگل میں سے پرندہ شکار کرتے اور اس سے اپنی بھوک مٹاتے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی کہ آپ کو ایک کونج دکھائی دیا فوری طور پر کمان پر تیر چڑھایا اور اسے شکار کر لیا ذبح کرنے کے بعد خادم کو دیا تا کہ وہ اسے صاف کر کے بھون لے اور خود نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے اس کے نزدیک ہی اس وقت کے ایک مشہور فلسفی اور حکیم مولانا ضیاء الدین کا گھر تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خادم کونج کا گوشت بھون رہا تھا۔ مولانا ضیاء الدین کا ادھر سے گزر ہوا جو کہ اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ جہاں پر دور دراز سے طالب علم تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور خادم کو گوشت بھونتے ہوئے دیکھا تو خادم سے دریافت کیا کہ یہ کباب تم کس کے لئے تیار کر رہے ہو؟ اور یہ بزرگ کون ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں؟ خادم نے بتایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حکیم ضیاء الدین کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اولیاء کرام کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور ولایت اور کرامات کو نہیں مانتے تھے جب بھی کبھی کسی اللہ کے بندے کا تذکرہ کرتے تو مذاق اڑانے کے انداز میں کرتے۔

اسی اثناء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھ لی آپ نے مولانا ضیاء الدین کی طرف ایک نگاہ کی۔ نگاہ کے پڑتے ہی مولانا کی حالت غیر ہو گئی زمین پر گر گئے اور تڑپنا شروع کر دیا۔ سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مولانا کی حالت سنبھلی ہوش وحواس درست ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا آپ نے ان کو تسلی و تشفی دی۔ اسی اثناء میں خادم بھی کونج بھون کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور اس کی ایک ٹانگ مولانا ضیاء الدین کو دے دی پھر دوسری بھنی ہوئی ٹانگ پر گوشت اتار کر خود کھانے میں مشغول ہو گئے۔ باقی خادم کو دے دیا۔ مولانا ضیاء الدین نے ابھی ایک ہی لقمہ گوشت کا کھایا تھا کہ ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ قلبی کیفیت میں ایک دم سے نکھار آ گیا عقل اور فلسفہ کے زعم کے باعث جو فاسد خیالات دل و دماغ میں سمائے ہوئے تھے ایک دم سے دور ہو گئے حقیقت و معرفت کی روشنی سے دماغ اور سینہ منور ہو گیا۔ اپنے سابقہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے پھر آپ کے دست حق پر بیعت کی اور اپنے شاگردوں سمیت آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد مولانا ضیاء الدین کی دل کی دنیا ہی کچھ اور ہو گئی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی نگاہ کرامت سے حقیقت و معرفت کی منازل طے کر لیں آپ نے مولانا ضیاء الدین پر اپنی خصوصی شفقت فرمائی انہیں روحانی و باطنی فیوض پہنچا کر درجہ ولایت پر پہنچا دیا پھر ان کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کی اس کرامت کی خبر جب اہل شہر کو ہوئی تو وہ بھی عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا شروع ہو گئے اور شہر کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو

گئی۔

ہندوستان آنے کا حکم: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سلوک و عرفان کی منزل طے کر چکے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو پھر اپنے وطن تشریف لے گئے وطن میں قیام کئے ابھی تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ قلب اطہر میں بیت اللہ اور روضہ انور کی زیارت کے لئے تڑپ پیدا ہوئی چنانچہ سفر پر نکل پڑے سفر کے بعد اپنے دل کی مراد پوری کی قلب کو تسکین ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس کئی دنوں تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ انور سے آواز آئی، معین الدین! تو ہمارے دین کا معین اور مددگار ہے ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا جا او اجمیر میں جا کر اپنا قیام کر اس لئے کہ وہاں پر کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے تیرے وہاں پر ٹھہرنے سے کفر کا اندھیرا دور ہو گا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت سے یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئے ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ہندوستان میں اجمیر کس جگہ پر ہے کہ اچانک آنکھ لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرا دی اور اجمیر کے پہاڑ کو بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیاء کرام کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے اور ضرورت کے مطابق کرامات کا اظہار کرتے ہوئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بھی حاضری کے لئے اپنے ارادت مند ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور مزار مبارک کے سامنے چلہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ آج بھی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے عین سامنے ایک حجرہ کی شکل میں موجود ہے۔ حضور داتا گنج بخش

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلہ کرنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ یہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ نے دہلی کی طرف سفر شروع کیا چند روز تک دہلی میں قیام فرمایا اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اجمیر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر شریف پہنچے تو آپ نے آبادی سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اس جگہ پر اجمیر اور دہلی کے حکمران راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے راجہ کے ملازم جب رات کے وقت اونٹ لے کر آئے اور ایک درویش کو اس جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے اس لئے آپ یہاں سے اٹھ جائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا، ہم یہاں سے اٹھ جاتے ہیں تم شوق سے اونٹوں کو یہاں بٹھا لو۔ چنانچہ آپ یہ فرمانے کے بعد وہاں سے اٹھے اور تالاب انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں پر آپ کا چلہ مبارک بنا ہوا ہے اس جگہ پر بہت سے مندر بھی تھے۔

راجہ کے ملازمین ۔۔ ں جگہ پر اونٹوں کو بٹھا دیا صبح کے وقت جب ساربانوں نے ان اونٹوں کو وہاں سے اٹھانا چاہا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اونٹ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے انہوں نے کافی کوشش کی کہ اونٹ کسی بھی طرح وہاں سے اٹھ جائیں مگر ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی انہوں نے اونٹوں کو مارا پیٹا بھی لیکن پھر بھی اونٹ وہیں پر بیٹھے رہے۔ ادھر ادھر سے راہ گیر بھی وہاں پر اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ بھی اونٹوں کو اٹھانے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے ان ساربانوں میں سے کسی نے جا کر راجہ سے یہ بات کہہ دی سن کر راجہ بھی حیران ہوا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ تم لوگ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگو ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔ ساربان اس کے حکم کی تعمیل میں آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا، جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہو گئے یہ سنتے ہی ساربان واپس ہوئے میدان میں آ کر دیکھا کہ راجہ کے اونٹ کھڑے ہیں اس بات کی خبر پرتھوی راج کو پہنچائی گئی تو وہ مزید حیران ہو گیا اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اناساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گایوں کی بچھڑیاں ہیں اور ان میں کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک بچھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس بچھڑی کا دودھ دوہ کر لاؤ۔ گوالہ بڑا حیران ہوا مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق بچھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا۔ اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

اناساگر جھیل کا پانی خشک ہو گیا: اناساگر ایک ایسا مقام ہے جہاں پر ہندوؤں کے بے شمار مندر تھے ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پجاری مندروں میں رہتے تھے ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ ہر روز ساڑھے تین من تیل بھیجا کرتا تھا ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا جسے راج مندر کہتے تھے اس کے اخراجات کے لئے راجہ نے کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ صرف راجہ، اس کے امراء، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی ان مندروں کے نزدیک ہی پانی کا تالاب تھا جس کے کنارے بیٹھ کر حضرت خواجہ

معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی وضو کیا کرتے تھے وہاں کے رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی تھی ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس بات کی شکایت مہاراجہ سے کی کہ ایک مسلمان فقیر اور اس کے ساتھی اناساگر کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ان کی موجودگی سے ہمارا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے۔ اس پر پرتھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے ان لوگوں نے آپ کے خادموں کے ساتھ سختی کا سلوک کیا آپ کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بتایا سن کر آپ جلال میں آ گئے اور حکم دیا کہ اناساگر سے ایک پیالہ پانی لے کر آؤ پیالہ ابھی بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے تالاب بالکل خشک ہو گیا۔

اس بات سے برہمن خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے پھر راجہ سے شکایت کر دی اب پرتھوی راج نے پولیس کے آدمیوں کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ سختی سے کام لے کر آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا دیں۔ پولیس اور برہمن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ کو فوری طور پر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر آپ خود نہیں جائیں گے تو ہم آپ کو زبردستی نکال دیں گے آپ نے ان کی بار، سنی ان سنی کر دی یہ دیکھ کر پولیس اور برہمن آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے آپ نے ایک مٹھی بھر خاک اٹھائی اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونک ماری اور ان لوگوں کی طرف پھینک دی اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا یہ دیکھ کر تمام ہندو خوفزدہ ہو گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا چند لوگ راجہ کے دربار میں پہنچے اور اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

<u>شادی دیو کے قبول اسلام کا واقعہ:</u> پرتھوی راج سمجھ گیا تھا کہ ایک مسلمان درویش سے اس طرح مقابلہ کرنا اس کے حق میں ٹھیک نہ ہو گا اور وہ اس طرح سے

اس معاملہ میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوگا بے بس ہو کر اس نے دوسرا طریقہ استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس نے آپ کا مقابلہ کسی بڑے ہندو پجاری سے کرانا مناسب سمجھا اس کا خیال تھا کہ ہندو مہنت آپ کی کرامات کا مقابلہ آسانی سے کر کے آپ کو شکست دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے پرتھوی راج نے اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا اور اس سے اس کام کو کرنے کے لئے کہا۔ رام دیو جو کہ ہندوؤں کا بہت بڑا مہنت تھا اور جادوگری کے اسرار و رموز بھی جانتا تھا اس نے راجہ کو یہ جواب دیتے ہوئے اس کام ۔کے کرنے سے معذوری کا اظہار کیا کہ جس درویش کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے اس کا مقابلہ میں نہیں کر سکتا۔ راجہ نے اس کے باوجود بضد ہوتے ہوئے رام دیو کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ رام دیو نے کہا، البتہ یہ بات ہو سکتی ہے کہ میں اس درویش سے جادوگری سے مقابلہ کروں۔ راجہ اس پر بھی راضی ہو گیا چنانچہ رام دیو نے اپنے ساتھی تمام پجاریوں کو جادو کے کچھ منتر بتائے اور ان کو کہا کہ جب ہم اس فقیر کے سامنے جائیں تو میرے ساتھ تم بھی ان منتروں کو پڑھنا اس طرح اس فقیر کو ہمارے ساتھ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اس کے بعد رام دیو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اناساگر کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچ کر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے اس بات کی اطلاع آپ کے ایک خادم نے آپ کو دی۔ آپ نے فرمایا، ان کا جادو اثر نہ کرے گا یہ دیو سیدھے راستے پر آ جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد رام دیو اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آ گیا آپ نے نماز مکمل کر لی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے جیسے ہی ان پر ایک نگاہ ڈالی وہ تمام اپنی اپنی جگہ ٹھہر گئے ان کی زبانیں بند ہو گئیں رام دیو پر پڑنے والی ایک ہی نگاہ سے اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔اس کی زبان سے رام رام کی بجائے رحیم رحیم نکل رہا تھا۔وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہ رہا تھا مگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

اس کے ساتھی ہندوؤں نے جب اس کو رام رام کی بجائے رحیم رحیم کہتے ہوئے سنا تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے اسے نصیحت کرنے لگے مگر رام دیو کے دل میں انقلاب برپا ہو چکا تھا اس کی کیفیت دیوانوں جیسی ہو گئی اس نے پجاریوں پر حملہ کر دیا۔اس کے ہاتھ میں لکڑی، ڈنڈا یا پتھر جو کچھ بھی لگا اس سے اس نے ان کے سر پھاڑ دیئے۔ پجاریوں نے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔اس کی حالت دیکھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو پانی سے بھرا ہوا پیالہ دیا کہ رام دیو کو دے۔رام دیو نے وہ سارا پانی پی لیا پانی پیتے ہی اس کی حالت ٹھیک ہو گئی وہ اسی لمحے آپ کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے حضور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کا نام رام دیو سے تبدیل کر کے آپ نے شادی دیو رکھ دیا۔

جے پال جوگی کے مسلمان ہونے کا واقعہ: پرتھوی راج کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ جسے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے وہ وہاں جا کر ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔ پرتھوی راج اب بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ اصل بات کیا ہے چونکہ ہندوستان میں جادو عام ہے اس لئے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک جادوگر ہی سمجھ رہا تھا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ یہ کام جادو کے ذریعہ ہی ممکن ہے اس لئے آپ کے مقابلے کے لئے کسی بہت بڑے جادوگر کو لایا جائے۔اس زمانہ میں ہندوستان میں جے پال جادوگر کا خوب شہرہ تھا۔ جے پال جادو کی تمام باریکیوں کو

جانتا تھا اس کے سینکڑوں چیلے اور شاگرد جادو کے کام میں ماہر تھے وہ ان تمام چیلوں کا استاد تھا اس کے علاوہ وہ پرتھوی راج کا خاندانی گرو بھی تھا راجہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ راجہ نے فوری طور پر جے پال کو اجمیر طلب کیا اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے کے لئے آمادہ کیا۔

جے پال کو اپنے جادو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا اس نے اس کام کے کرنے کی حامی بھر لی اور راجہ کو بھی تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو یہ کام تو میں فورا کرلوں گا اور اس فقیر کو اجمیر سے نکال کر ہی چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چیلوں کو جمع کر کے تیاری شروع کی ادھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جے پال کی سرگرمیوں کی خبر ہو گئی۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے گرد اپنے عصا مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی دشمن اس دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکیں گے۔ جے پال نے وہاں پہنچتے ہی جادو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لا سکیں۔ جے پال کی اس حرکت کا علم حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جیسے بھی اس تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر کرلے آؤ۔ شادی دیو جو کہ آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکا تھا آپ کے حکم کے مطابق دیوانہ وار گیا اور تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر لیا۔ اس نے جیسے ہی تالاب سے پانی کا پیالہ بھرا تالاب بالکل خشک ہو گیا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تالاب میں کبھی پانی تھا ہی نہیں شادی دیو نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا آپ اور آپ کے ساتھیوں کو جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی اس پیالے سے لے لیتے جس قدر بھی پانی استعمال کرتے اس پیالے میں سے کم نہ ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پانی کا پیالہ تالاب

سے بھرنے سے تالاب تو خشک ہوا ہی تھا اجمیر شہر کے تمام کنوئیں خشک ہو گئے۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے۔ شہر میں انسان اور جانور پیاس کی شدت سے بے چین ہو گئے۔ راجہ کے محل میں بھی ایسی ہی صورت حال تھی۔ جے پال جادوگر کا جادو کسی کے کام نہ آسکا۔ وہ خود بھی پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ آخر کار آپ کے دائرہ حصار کے پاس کھڑا ہو کر آپ سے مخاطب ہوا، اللہ کی مخلوق پیاس کی شدت سے تڑپ رہی ہے اور آپ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں آپ تو فقیر آدمی ہیں اور فقیر رحم کرتے ہیں ظلم نہیں کرتے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مخلوق خدا کو پیاسا مرنے سے بچا لیجئے۔ جے پال کی آہ و زاری اور التجا سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آ گیا اور آپ نے شادی دیو سے فرمایا کہ جاؤ اور اس پیالہ کا پانی تالاب میں ڈال دو۔ چنانچہ تالاب میں پیالہ کا پانی ڈالتے ہی تالاب پانی سے بھر گیا اور شہر کے کنوؤں میں بھی پانی آ گیا۔

ہندو چونکہ بڑی عیار اور مکار قوم ہے وہ اس کرامت کو دیکھ کر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئے انہوں نے جب دیکھا کہ تالاب پانی سے بھر گیا ہے تو انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی استعمال کیا اور جب تازہ دم ہو گئے تو پھر سازش شروع کر دی۔ جے پال کو چونکہ اپنے جادو پر بہت گھمنڈ تھا وہ اس بات میں اپنی سبکی محسوس کرتا تھا کہ ناکام واپس جائے وہ جادوگروں کا سردار تھا۔ اپنے جادو کے بل بوتے پر وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شکست دینے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے ایک اور پینترا بدلتے ہوئے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ اب تم لوگ جادو کے منتر پڑھ کر اپنی کارکردگی دکھاؤ۔ چنانچہ ان کے جادو کی بدولت پہاڑ کی طرف سے ہزارہا سانپ آپ کے کھینچے ہوئے حصار کی طرف دوڑے لیکن جو بھی سانپ دائرے کے نزدیک آتا آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ لاتعداد سانپ دائرے کے گرد آ کر رہ گئے تھے یہ دیکھ کر جے پال کو بڑی ندامت ہوئی اس کے دل پر ایک طرح کی ہیبت طاری ہوگئی وہ سوچ رہا تھا کہ شہر کے تمام ہندوؤں اور خود راجہ کی نظریں اس کی طرف

گئی ہوئی ہیں اور کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہیں ہو رہا اب کس منہ سے لوگوں کا سامنا کروں لوگ تو مجھے بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہیں مگر یہاں پر میرا کوئی بھی بس نہیں چل رہا۔ اس سوچ کے بعد جے پال نے ایک اور حربہ آزمانا چاہا اس نے اور اس کے چیلوں نے جادو کے زور پر آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ یہ آگ اس قدر برسی کہ زمین پر آگ کے ڈھیر لگ گئے۔ بہت سے درخت آگ کی لپیٹ میں آ کر جل کر راکھ ہو گئے لیکن آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکی اور آپ کو کسی طرح بھی گزند نہ پہنچا سکی۔

یہ دیکھ کر جے پال نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے غضب ناک ہو کر کہا اے فقیر! اب میرا اور تمہارا مقابلہ ہو گا تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ تم ابھی اجمیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ میں آسمان پر جا کر تم پر اس قدر بلائیں نازل کروں گا کہ تم سے سنبھالا نہ جائے گا اس کے ساتھ ہی جے پال نے ہرن کی کھال بچھائی اور اس پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑنا شروع ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر اپنی کھڑاؤں اتاری اور ہوا میں اچھالتے ہوئے فرمایا کہ جا اس بدبخت کو زمین پر اتار کر لا۔ حکم سنتے ہی کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئی اور جے پال کے سر کے اوپر جا کر اس نے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ جے پال نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کھڑاؤں کی ضرب سے بچ جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا برا حال ہو رہا تھا کھڑاؤں نے اس کو مار مار کر زمین پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ زمین پر آتے ہی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے اسے ایک پیالہ پانی پینے کے لئے دیا جو اس نے پی لیا۔ جے پال تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں عاجز ہے مگر دنیاوی رکھ رکھاؤ اور اس کی عظیم جادوگر ہونے کی شہرت اسے اعتراف شکست نہ کرنے پر مجبور کر رہی تھی لیکن اب وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اپنی شکست کا برملا اظہار کر رہا تھا۔ وہاں پر موجود لوگ بھی اس کی بے بسی اور شکست کا نظارہ کر

رہے تھے۔ جے پال نے آپ سے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس نے سچے دل سے آپ کے سامنے توبہ کی۔ آپ نے بھی اسے معاف کردیا۔ اسے کلمہ اسلام پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کرتے ہوئے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ پھر عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اپنی تمام زندگی گزاری اور اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بسر کرنا شروع کردیا۔

اجمیر شہر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو اجمیر شریف سے نکالنے کی پرتھوی راج کی ہر کوشش ناکام ہوگئی تھی۔ ہر حربہ اس نے اختیار کرکے دیکھ لیا تھا اب اس نے چند دنوں تک خاموشی اختیار رکھی۔ اس دوران شادی دیو اور جناب عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تجویز پیش کی کہ یا حضرت! اب یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام شہر کے اندر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو سکے۔ آپ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر کوئی مناسب سی جائے قیام تلاش کرے چنانچہ آپ کے خادم نے وہ جگہ پسند کی۔ جس جگہ پر آج آپ کا مزار مبارک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ آپ کے مرید شادی دیو کی تھی۔ بہر حال آپ اس کے بعد اناساگر کے کنارے سے شہر میں تشریف لے آئے اور اس مقام پر قیام پذیر ہوگئے۔

پرتھوی راج کو دعوت اسلام: پھر آپ نے پرتھوی راج کو باقاعدہ تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ بھیجا جس میں تحریر تھا، اے پتھر دل راجہ جن لوگوں پر تیرا یقین تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اگر تو اپنی بہتری چاہتا ہے تو تو بھی اسلام قبول کرلے ورنہ تو ذلیل ہوگا۔

آپ کی اس دعوت کا پرتھوی راج پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوا قاصد ناکام واپس آ گیا پھر آپ نے مراقبہ کیا اور کافی دیر تک مراقبہ کی حالت میں رہے اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا، یہ بدبخت اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لایا تو اس کو میں

زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کردوں گا۔ پرتھوی راج کو اب اس بات کا بھی غصہ تھا کہ آپ نے اجمیر شہر میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ یہ بات اسے اور اس کے درباریوں کو بہت ناگوار گزری مگر وہ آپ کی عظمت اور کرامت دیکھ چکے تھے اور ان میں ہرگز یہ جرأت نہ تھی کہ وہ آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ان کا اور تو کوئی بس نہ چل سکا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ انہی دنوں پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ رائے پتھورا کو جب یہ علم ہوا کہ اس مسلمان کی عقیدت و تعلق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تو اس نے اس مسلمان کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور اس کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ اس مسلمان نے اس ظلم کی شکایت حضرت خواجہ سے کی آپ نے اس مسلمان کی سفارش رائے پتھورا سے کی مگر رائے پتھورا پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے آپ کی سفارش اور فرمان کی کوئی پرواہ نہ کی اپنے ظلم کو اس نے جاری رکھا بلکہ اپنے درباریوں سے کہنے لگا، یہ فقیر جو کہ اس جگہ پر آیا ہے اور غیب کی باتیں بتاتا ہے اب ہم پر بھی حکم چلاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کسی تدبیر سے یہاں سے چلا جائے۔

پرتھوی راج کی یہ بات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ آپ کی زبان حق سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے "ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔" پرتھوی راج کی پے در پے ناکامی اور آپ کی کرامات کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ان کی عقیدت و محبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت ہی زیادہ ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتا تھا دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہ دیکھ کر پرتھوی راج بڑا پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا طریقہ کامیاب ہو کہ وہ جس پر عمل کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر شریف سے نکالنے کی اپنی دلی خواہش پوری کر سکے

مگر اس کے تمام ارادے اور سوچیں بیکار ثابت ہو رہی تھیں وہ اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا ہو کر اسی سوچ میں مگن تھا کہ اس نے دیکھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں تشریف فرما ہیں۔ عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے گرد اکٹھا ہے یہ دیکھ کر پرتھوی راج کو بہت غصہ آیا اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ جائے اور ان تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے لے آئے اور اس فقیر کو سختی کے ساتھ اس بات کا حکم دے کہ وہ کل تک اجمیر خالی کر دے ورنہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی رائے پتھورا نے منادی کو بھی حکم دیا کہ وہ سارے شہر میں یہ منادی کر دے کہ کسی بھی شخص کا مسلمان فقیر کے پاس جانا منع ہے جو کوئی بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی اور اس کا گھربار لوٹ لیا جائے گا۔ رائے پتھورا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے راجپوت سردار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے وہاں پر موجود آپ کے تمام عقیدت مندوں کو گرفتار کر لیا اور آپ کو راجہ پتھورا کا اجمیر سے نکل جانے کا حکم بھی سنایا یہ سن کر آپ جلال میں آگئے اور زبان حق سے ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ پرتھوی راج کیوں ہمارے کام میں دخل اندازی کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہہ دو کہ تمہیں تین دن کے اندر اندر پتہ چل جائے گا کہ اجمیر سے تم نکلتے ہو یا میں؟ اس وقت آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ رائے پتھورا کی یہ حرکت آپ کو ناگوار گزری۔ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک مصلے پر ہی تشریف فرما رہے پھر روزہ افطار کیا اور نماز کی ادائیگی کے بعد مراقبہ میں چلے گئے۔

جب آپ نے مراقبہ سے اپنا سر اٹھایا تو حاضرین جو آپ کے پاس موجود تھے آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رائے پتھورا کی حکومت

شہاب الدین کے حوالے کر دی۔ آپ کی زبان حق سے نکلے ہوئے الفاظ کی عملی صورت اس طرح سے ہوئی کہ رائے پتھورا آپ کو اجمیر شریف سے نکل جانے کا حکم دینے کے اگلے روز اپنے قلعہ کی اسی برجی پر کھڑا ہو کر یہ دیکھنے میں مشغول تھا کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے چلے گئے ہیں یا نہیں کہ اچانک اس کی نظر دور ایک گھاٹی کی طرف پڑی اس نے دیکھا کہ وہ سانڈنی سوار نہایت تیزی سے اس کے قلعہ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس نے اندازہ قائم کیا کہ یہ سانڈنی سوار کھانڈے راؤ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ضرور کوئی اہم اطلاع لے کر آ رہے ہیں۔ اب وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنا بھول گیا اور عجلت میں قلعہ سے نیچے اتر آیا اور اپنے محل میں بیٹھ کر قاصدوں کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ قاصد آن پہنچے اور انہوں نے رائے پتھورا کو کھانڈے راؤ کا ایک خط پیش کیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کی طرف سے بھیجا گیا اعلان جنگ بھی اسے پڑھایا۔

حضرت خواجہ کی دعا سے اجمیر فتح ہوگیا: رائے پتھورا بری خصلت کا آدمی تھا اس نے فوری طور پر اس بارے میں حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کھانڈے راؤ کے نام ایک خط لکھوایا جس میں تحریر تھا کہ شہاب الدین غوری کا مقابلہ کرنے کے لئے اردگرد کے تمام راجاؤں کو اپنے ساتھ ملاؤ اور ان سے کہو وہ سب مل کر مقابلے کی تیاری کریں اور خود بھی جنگ کی فوری تیاری کرو۔ اس خط کو روانہ کرنے کے بعد رائے پتھورا نے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ جس دن آپ کی زبان حق سے یہ الفاظ نکلے کہ "ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا" اسی رات کو خواب میں سلطان شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ وہ ہندوستان میں ایک بزرگ کے سامنے مودب کھڑا ہے اور بزرگ اس سے فرما رہے ہیں کہ شہاب الدین! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی حکومت عطا فرمائی ہے فوراً ہندوستان کا رخ کرو اور اس بدبخت

راجو کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دو۔ سلطان شہاب الدین غوری جب خواب سے بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہے ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ ہندوستان سے شکست کھا کر خراسان واپس آیا تھا اس نے اپنے چند دانش مند اور صاحب علم ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا ان نیک افراد نے سلطان کا خواب سن کر خوشی کا اظہار کیا اور سلطان شہاب الدین غوری کو ہندوستان کی حکومت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہوئے اسے فتح و نصرت کی نوید سنائی۔ سلطان بھی چونکہ ہندوستان سے شکست کھانے کے بعد بڑے پیچ وتاب کھا رہا تھا وہ اس شکست کو بھولا نہیں تھا بلکہ وہ ہندوستان پر ایک بھرپور حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ اس شکست کا بدلہ نہیں لے لیتا نہ تو وہ نئے کپڑے پہنے گا اور نہ حرم سرا میں بستر پر سوئے گا۔

اس خواب کی صورت میں اسے فتح و نصرت کی نوید مل گئی تھی۔ اب اس نے زیادہ جوش وخروش سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک ہی ہفتہ کے بعد اس نے اپنی فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سلطان اسلامی لشکر کے ہمراہ پشاور پہنچا اور وہاں کے پٹھان سرداروں سے ملاقاتیں کیں ان کو اعتماد میں لے کر اپنے ساتھ ملایا ان کو مناسب عہدوں پر تعینات کرنے کا وعدہ کیا پھر ملتان کا رخ کیا اور وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد وہاں ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو شکست اٹھانی پڑی تھی اب وقت آ گیا ہے کہ اس کا بدلہ لے کر حساب چکا دیا جائے۔ تمام سرداروں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری لاہور کی طرف تیزی سے روانہ ہوا۔

لاہور پہنچنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنا ایک سفیر رائے پتھورا کے پاس بھیجا۔ سفیر نے اجمیر پہنچ کر سلطان کا ایک خط پرتھوی راج کو دیا جس میں تحریر تھا، رائے پتھورا کو جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے لکھا جاتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے اور ملک کو انسانوں کی قتل گاہ نہ بنائے ورنہ یہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی کا حکم

اور تلوار کا فیصلہ کرے گی۔ خط پڑھ کر رائے پتھورا بہت آگ بگولہ ہوا اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے سلطان کے خط کا جواب بہت سخت الفاظ میں دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کے نام ایک تحریری فرمان فوری طور پر جاری کر دیا کہ سلطان شہاب الدین غوری آن پہنچا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر لو۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی رائے پتھورا کے پاس تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ پرتھوی راج نے مزید انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی فوج کو لے کر سرسوتی ندی کے کنارے پر آن پہنچا۔ دوسری طرف سلطان شہاب الدین غوری بھی اپنے لشکر کے ساتھ ندی کے دوسرے کنارے پر آ موجود ہوا۔ دونوں فوجوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تھی جبکہ رائے پتھورا کے تین لاکھ لشکر کے علاوہ بھی بہت بڑی تعداد میں فوجی جتھے اس کے جھنڈے تلے چلے آ رہے تھے۔ اس سے اس کا گھمنڈ مزید بڑھ گیا تھا۔ مغروریت اور تکبیرین کے عالم میں اس نے سلطان شہاب الدین غوری کے نام ایک خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ "مسلمانوں کے سینا پتی کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس بات کی اطلاع مل گئی ہو گی کہ اپنے دھرم کی رکھشا کے لئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ فوج موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے کونے کونے سے دھرم رکھشک چلے آ رہے ہیں ان میں ایک سے ایک بڑھ کر بہادر راجپوت ہے۔ ان بہادروں کی تلوار سے کابل اور قندھار نے بھی پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں کی جوانی پر ترس کھا ان پر کرپا کرو اور یہاں سے واپسی کی راہ لو ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے انتہا جنگی ساز و سامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ بچ کر واپس نہیں جائے گا۔"

رائے پتھورا کا خط پڑھ کر سلطان شہاب الدین غوری نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنی فتح و نصرت کا کامل یقین تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لئے صف بندی کرنی شروع کی۔ ہندو راجپوتوں نے

جنگ کا آغاز کرتے ہوئے اسلامی لشکر پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ اس پر جنگ کا باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی دو پہر تک دونوں فوجیں آپس میں لڑتی رہیں۔ پرتھوی راج کو یہ امید نہیں تھی کہ لڑائی اس قدر طول پکڑ لے گی وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ ایک ہی حملے میں اس کی فوج مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گی مگر یہ اس کی بھول تھی اس کی اپنی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر لیں گے اس نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام سرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہوں نے تلسی کے پتے چبا کر اس بات کی قسم کھائی کہ چاہے مر جائیں مگر میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے ساتھ ہی لڑائی کا میدان مزید گرم ہو گیا۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری اپنے گھوڑے پر بیٹھا میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو لڑتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اسی عالم میں اس پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہے سلطان بھی نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد کسی نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا، معز الدین! اٹھو، یہ وقت سونے کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے میدان جنگ کی طرف دیکھا تو جو اسے نظر آیا کہ جو بزرگ اسے فتح و نصرت کی نوید سنا رہے تھے وہ بذات خود میدان جنگ میں موجود ہیں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ محرم کے دنوں میں ہو رہا تھا اس دن گرمی بھی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ میدان جنگ بھی خوب گرم تھا۔ شہاب الدین غوری نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر رائے پتھورا کے لشکر پر بھر پور حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کھانڈے راؤ میدان جنگ میں جہنم واصل ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے ان کے بدمست ہاتھی اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے پیچھے کی طرف بھاگے۔ شہاب الدین غوری نے ان بھگوڑوں کا پیچھا

کرتے ہوئے ان کو قرار واقعی سبق سکھایا۔ بہت سے ہندو راجے اور سردار مارے گئے۔ پرتھوی راج بھی دریائے سرسوتی کے کنارے گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آگے بڑھا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب دیولی پہنچا تو وہاں پر میدان جنگ میں مارے جانے والے راجاؤں کے بیٹے استقبال کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کا ایک فاتح کی حیثیت سے استقبال کیا اور سلطان کی خدمت میں بہت سے تحائف پیش کرتے ہوئے سر تسلیم اطاعت خم کیا! اجمیر شریف کی حکومت سلطان نے پرتھوی راج کے بیٹے کو دے دی۔ سلطان شہاب الدین غوری جب اجمیر شریف میں داخل ہوا تو نماز کا وقت تھا۔ سلطان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت نماز ہو رہی تھی، اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ سلطان نے بھی ان کے پیچھے نیت باندھ لی جب نماز کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کرنے کے لئے مقتدیوں کی طرف چہرہ مبارک کیا تو سلطان کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو خواب میں فتح کی بشارت دے رہے تھے اور یہی بزرگ میدان جنگ میں مسلمانوں کی فوج کے ہمراہ کفار کے مقابلے پر تھے۔

سلطان شہاب الدین غوری دعا کے فوراً بعد آپ کی قدم بوسی کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر سلطان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ شہاب الدین غوری کافی دیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک سے اپنے گال کو لگائے کھڑا رہا اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا جذبات کی شدت سے اس کا دل مغلوب ہو رہا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کا کندھا سہلایا اور اس کو دعائیں دیتے ہوئے بیٹھ جانے کے لئے کہا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے

لئے اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی ڈھارس بندھائی سلطان کی حالت کچھ سنبھلی تو بڑے ادب سے عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔ عرض کیا، حضور! میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی غلامی کا شرف عطا فرمایا جائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شہاب الدین غوری کو اپنا مرید بنالیا۔ اس طرح شہاب الدین غوری بھی آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

ارشادات عالیہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات علم و عرفان کے انمول موتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ اہل سلوک اور اہل محبت اس اعتبار سے ایک ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس خوف کے باعث کہ کہیں دور نہ کردیئے جائیں۔

☆ قبرستان کی علامت یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا مطیع نہ ہو اور کسی سے ڈر کر اس کے حکم پر نہ چلے۔

☆ شقاوت کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ تو مقبولان خدا میں سے ہوگا۔

☆ مصیبت اور سختی کا آنا صحت اور ایمان کی علامت ہے۔

☆ حسد بہت بری شے ہے اسے ہرگز دل میں جگہ نہ دو۔

☆ اگر عشق خرد کا رہنما نہ ہو تو وہ کبھی منزل کو نہیں پا سکتی۔

☆ دانا دنیا کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔

☆ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم رہے۔

☆ کائنات میں صرف ایک چیز موجود ہے یعنی نور خدا اور تمام غیر موجود۔

☆ جس نے بھی نعمت پائی اس نے سخاوت کے عوض پائی۔

☆ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں اور لقائے الٰہی چاہتے ہیں۔

☆ سورۂ فاتحہ تمام دردوں اور امراض کے لئے شفا ہے جو مرض کسی بھی علاج سے رفع نہ ہوتا ہو وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ کائنات کی کثرت سے فریب نہ کھاؤ۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو اس نے بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔

☆ ہنسی اور قہقہہ کبیرہ گناہ ہے اور قبرستان میں ہرگز نہیں ہنسنا چاہیے کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے ہنسی کا مقام نہیں۔

☆ دانا وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہ رکھتا ہو۔

☆ پیر مرید کے سنوارنے والا ہے، مرید کو پیر جو فرمائے چاہیے کہ اس پر عمل کرے اس لئے کہ پیر جو کچھ فرمائے گا وہ مرید کے کمال کے لئے ہی فرمائے گا۔

☆ حق تعالیٰ کے پہچاننے کی علامت خلق سے بھاگنا اور معرفت میں خاموش رہنا ہے۔

☆ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوا اسے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں ہے۔

☆ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل اور بے عزت کرنا۔

☆ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

☆ دشمن کو دل کی مہربانی اور احسان سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔

☆ حقیقت میں متوکل وہ ہے کہ جو اپنی تکلیف لوگوں سے ہٹا لے۔

☆ اگر تم اپنی قوتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرو گے تو بعد میں ہمیشہ افسوس کرو گے۔

☆ سچا دوست وہ ہے کہ جو دوست کی بھیجی ہوئی مصیبت کو خوشی سے قبول کرے اور دم نہ مارے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسی طرح حاصل ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن جانتا ہے ان چیزوں کو بندہ بھی دشمن سمجھے۔

☆ عارف ایک قدم اٹھا کر عرش پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا اٹھا کر واپس آجاتا ہے۔

☆ جو مسلمان قرآن پاک کی طرف ادب و تعظیم کی خاطر دیکھتا ہے اس کی آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہیں آتیں اور نہ ان میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

☆ علماء اور مشائخ کے چہرہ کی طرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

☆ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو عجیب کام قدرت کا ظہور پذیر ہوتا ہے ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے وہ غیب کی باتیں ملاحظہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

☆ اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی شرط یہ ہے کہ کم کھائے تاکہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے کم سوئے تاکہ عبادت میں مشغول رہے۔

☆ عارفین کا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

☆ اہل عشق نماز فجر ادا کرنے کے بعد مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے تو پھر مصلے سے اٹھتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔

☆ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اول سخاوت دریا کی طرح دوم شفقت آفتاب کی طرح سوم تواضع زمین کی طرح۔

☆ مومن وہ شخص ہے کہ جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ فاقہ، درویشی اور موت۔
☆ مرد وہ ہے کہ جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھی نظر نہ رکھے اور دنیا و آخرت میں مبتلا نہ ہو۔
☆ اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین صرف ایک ہی حجاب حائل ہے جس کا نام نفس ہے۔
☆ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس قدر نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہئے۔
☆ مومن کی معراج نماز ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔
☆ اصل متوکل وہ ہے کہ جو لوگوں سے مدد نہ مانگے اور تکلیف کے موقع پر شکایت نہ کرتا پھرے۔
☆ مرید فقیر کے نام کے پانے کا مستحق اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ عالم فانی میں باقی ہو جائے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے کہ جب گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ بیس برس تک اس کا گناہ نہ لکھے۔
☆ اس راہ میں سکون حاصل کرنے کے لئے دو چیزیں ہیں ایک عبودیت اور دوسرے حق تعالیٰ کی تعظیم۔
☆ بھوکے کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اور دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرنا نفس کی زینت ہے۔
☆ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔
☆ جس نے بھی کچھ پایا خدمت ہی سے پایا۔
☆ اللہ تعالیٰ خیر مجسم ہے اور اس کی تقدیرات ہم خیر۔
☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی اس کے گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور وہ اپنے خاندان کو ویران و برباد کرتا ہے۔
☆ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ موت کو عزیز رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا

اور کسی شے سے اسے چین نہیں آتا۔

☆ تمام مشائخ عظام، اولیاء کرام اور اہل طریقت کا مسلک یہی رہا ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان تمام مصیبتوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

☆ انسان جس قدر دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ سفر در پیش ہے زادراہ اور سفر کے سامان کی تیاری کر لو وہ دن بہت جلد آنے والا ہے اس دن ایمان کی سلامتی کی ضرورت ہو گی۔

☆ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اس کے اور جہنم کے مابین سات پردے حائل ہو جاتے ہیں ہر ایک پردہ کی زیارت پانچ سو کوس کی مسافت ہے۔

☆ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے شریعت کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنا واجب ہے، ذرہ برابر بھی کسی حکم سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے یہاں بھی استقلال شرط ہے طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کو اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے اور اس کے قلب پر تجلیات کا ظہور ہونے لگتا ہے تو اس کی رسائی مرتبہ حقیقت تک ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے جب انسان اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر جو کچھ وہ چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

☆ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا قرآن پاک پڑھے تو اس کا دل موم ہو جائے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو جائے، ایمان اور یقین میں زیادتی آ جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یا قرآن پاک سننے سے اس کا دل موم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن پاک

میں ہے کہ سچے مسلمانوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کی یاد میں اگر سویا ہوا ہو تو دوست کے تصور میں عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا رہتا ہے وہ دم بھر کے لئے بھی دوست کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

☆ آدمی کے جسم پر ہر بال کی جڑ میں ناپاکی ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ غسل جنابت کرتے ہوئے ہر بال کی جڑ میں پانی پہنچائے اور بالوں کو خوب اچھی طرح گیلا کرے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو قیامت کے روز جسم کا اس سے جھگڑا ہو گا۔

☆ عارف اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام جہان کو جانتا اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان کر سکتا ہو اور محبت کے تمام حقائق کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت بحر معانی میں تیرتا رہے تاکہ اسرار الٰہی اور نور الٰہی کے انمول موتی نکالتا رہے اور دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے اور وہ ان موتیوں کو دیکھیں اور پسند کریں تو بے شک آدمی عارف ہے۔

☆ صحبت کے اثرات ضرور ہوتے ہیں اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ تو نیک ہو جاتا ہے اگر نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے تو برا ہو جاتا ہے اس لئے کہ نعمت نیکیوں سے ملتی ہے جو ملتا ہے صحبت سے ملتا ہے اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

☆ جو لوگ اپنی منشاء اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے ہیں ان کو بہشت کی راحت سے کیا سروکار ہے ان کو تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مطلوب ہے۔

☆ راہ طریقت پر چلنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں یعنی طلب حق، مرشد کامل کی طلب، ادب، رضا، محبت و ترک فضولیات، استقامت، تقویٰ، نماز، روزہ، دنیا سے علیحدگی، گوشہ نشینی، کم کھانا اور کم سونا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اور کسی بھی حال میں اس کو نہ بھولے اسی سے قربت حاصل کرے اس کے بعد وہ جو چاہے گا ہو جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں اگر انسان ان میں غور کرے تو ایک دم دیوانہ ہو جائے اور دنیا کے کام کا نہ رہے۔

☆ مسلمان بھائی کو بلاوجہ ستانا کبیرہ گناہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون ہو گا تو گھر قائم ہو گا جب ستون نکل جائے گا تو چھت فوراً گر جائے گی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز ستون کا کام دیتی ہے اس لئے جب نماز کے اندر فرض، سنت، رکوع و سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت میں اسلام اور دین میں نقص واقع ہو گا۔

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سانپ کے منہ سے نکالیں چنانچہ اس وقت دوزخ کی آگ مزید بھڑکایا جائے گا اور دوزخ اس وقت ایک سانس لے گی تو تمام عالم حشر دھوئیں سے بھر جائے گا جو چاہتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چاہئے کہ ایسی اطاعت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر اطاعت نہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ایسی اطاعت ہے؟ ارشاد فرمایا، ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنا، بھوکوں

کو پیٹ بھر کر کھلانا اور مظلوموں کی فریاد رسی کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا اہل عرفان کی زبان پر اور کوئی لفظ نہیں آتا وہ دوست کی محبت میں دنیا کی ہر بات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے معمولی بات ہے ایسے لوگوں کی مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت خاموش اور غمزدہ رہتے ہیں۔

<u>تصانیف:</u> اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو با کمال ولایت سے نوازا اور اس کے ساتھ ہی ظاہری و باطنی علم و فضل سے مالا مال کیا۔ آپ فقیر کامل معین الحق زبدۃ العرفاء اور سلطان المشائخ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عرفان بصیرت و حکمت میں یگانہ روزگار بنایا۔ آپ کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم تصوف پر بھی کامل شناسائی تھی آپ کی تصانیف آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

<u>(۱) انیس الارواح:</u> حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انیس الارواح آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس کتاب کی اصل زبان فارسی ہے یہ کتاب 28 مجالس پر مبنی ہے اس کے بارے میں حضرت خواجہ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہم سفر کرتے ہوئے دوبارہ بغداد آئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے فرمایا کہ میں کچھ یاد الٰہی کے لئے خلوت یعنی معتکف رہوں گا اس دوران تم روزانہ مجھ سے ملاقات ضرور کیا کرنا اور جو باتیں میں تجھے بتاؤں انہیں یاد رکھنے کے لئے لکھ لینا چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ سنا اسے قلمبند کر لیا اور اس کا نام انیس الارواح رکھا۔ یہ کتاب سالکان طریقت کے لئے مشعل راہ ہے جس کے اس کے پڑھنے والے کو جمعیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ چشتیہ کی تعلیمات کی تدریج کے سامنے عیاں ہو جاتی ہے۔

ذخیرۃ الانبیاء میں حضرت مخدوم جلال الدین نے لکھا ہے کہ انیس الارواح کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔

سر العارفین میں محمد ناگوری نے تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ عالم واکمل تھے آپ کی تصانیف بہت تھیں لیکن ان میں سے انیس الارواح اور دیوان شریعت باعث افتخار ہیں۔

شیخ عبدالواحد بلگرامی نے لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ علم میں کمال درجہ رکھتے تھے اوران کی تصانیف خراسان میں بہت مشہور ہیں۔

(۲) دیوان معین: مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین کو شعر کہنے کا ملکہ حاصل تھا اور آپ کے کہے ہوئے اشعار دیوان معین کی صورت ہمارے سامنے موجود ہیں اس کے بارے میں کتاب سیر السالکین از شجاع الدین میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ شعراء کے گروہ میں نابغۂ روزگار تھے۔اصناف شعر،قصیدہ،غزل اور رباعی میں کمال درجہ رکھتے ہیں آپ کے کلام کا مجموعہ عرفان جو فی الواقع گراں بہا ہے اس میں سات آٹھ ہزار شعر مرقوم ہیں زمانہ کی دست برد سے آپ کا بیشتر کلام ضائع ہوگیا۔اس میں بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔

اس دیوان میں ایک سو اکیس غزلیات اور تقریباً ساڑھے گیارہ سو ابیات ہیں۔اکثر غزلیات اور ابیات نہایت بلند پایہ اور عارفانہ ہیں۔آپ کا کلام فارسی میں ہے۔

(۳) گنج الاسرار: کہا جاتا ہے کہ کتاب گنج الاسرار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم اور تربیت کے لئے لکھی۔ یہ کتاب قیام دہلی کے دوران فارسی زبان میں تحریر کی گئی اس کتاب میں حصول معرفت کا طریقہ کار بیان ہوا ہے۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے احوال اور اقوال درج ہیں یہ کتاب اصل میں تصوف کا بیش بہا خزانہ ہے اس لئے اسے گنج الاسرار کہا جاتا ہے۔

یہ کتاب پچیس معرفتوں پر مبنی ہے۔ جس سے مراد پچیس عنوانات ہیں یعنی شریعت کا جاننا اور دریافت کرنا۔ ظاہری و باطنی طہارت، علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت، اصلاح باطنی اور راہ حقیقت میں استقامت، توحید اور رسالت، بیان قرآن، اطاعت رسول، اقسام کفر و توبہ عرفان مذہب، حنبلی دریا متن جمعہ علم توحید دانستن معرفت تعین مرشد کامل ذکر فی القلب مرشد کی ضرورت قلبی اعمال عبادت جلی اور خفی فیض صاحب دل حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی دلی میں آمد مقام عالم تحیر و محویت پوشش مستی سماع در بار رسالت خواجگان چشت کے چودہ مقامات چودہ علم ......اور بقا ہیں۔

اصل کتاب گنج الاسرار نایاب ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ مخزن الانوار کے نام سے موجود ہے۔

(۴) حدیث المعارف: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی نادر الوجود ہے۔

(۵) رسالہ وجودیہ: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب نادر الوجود ہے۔

(۶) رسالہ آفاق نفس: آپ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ قلمی نسخہ ملتا ہے۔ اس میں تصوف کے بعض نکات پر بحث کی گئی ہے۔

(۷) رسالہ تصوف الہامات: حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی فارسی میں ہے۔ قلمی کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ یہ کتاب آپ کے بلند افکار اور طرز شاعری کی آئینہ دار ہے۔

(۸) کشف الاسرار: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی فارسی میں ہے۔ اس کو معراج الانوار بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب تصوف پر ہے۔ اس کتاب میں چہار دہم، حبس دم اور ذکر خفی پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب قلمی ہے۔

چہار دہم کہاں سے آتے ہیں؟ ذکر خفی کی تعلیم، خداوند تعالی نے اپنے نور سے

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔

اول منزل ناسوت ہے۔ دوسری منزل ملکوتی ہے۔

تیسری منزل جبروت ہے۔ چوتھی منزل لاہوت ہے۔

مقام محمودہ، انوار جلال، نور جمال، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور احمد ایک ہیں۔ محمود، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد، واحد ایک ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے اربعہ عناصر کے چار وجود پیدا کئے اور چار نفس پیدا کئے۔

(۹) مکتوبات: آپ کے خطوط کا بھی ایک مجموعہ ہے جو آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو لکھے ان مکتوبات میں شریعت اور علم و عرفان کی بہت اچھی باتیں کہی گئیں۔ اگر کوئی ان باتوں پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اسے عجیب کیف و مستی حاصل ہوگی اور وہ بہت جلد راہ حق کا مسافر بن جائے گا۔

ازدواجی زندگی: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کا زمانہ ریاضت و عبادت اور زہد و تقویٰ کی بنا پر تجرید یعنی بلا شادی گزر گیا اس لئے جب عمر زیادہ ہوگئی تو آپ نے سوچا کہ زندگی کا زیادہ حصہ تو گزر گیا ہے اس لئے شادی نہ کی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ نے آخری عمر میں ازدواجی زندگی اختیار کر لی اور اجمیر کے قیام کے زمانہ میں دو شادیاں کیں۔

امتہ اللہ سے شادی: اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی عمر زیادہ ہوگئی کہ ابھی تک آپ کی شادی نہ ہوئی تھی ایک رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آں حضرت نے ارشاد فرمایا:

"معین الدین تم میرے دین کے معاون ہو مگر میری سنتوں میں سے ایک سنت کو کیوں ترک کر دیا ہے؟ اتفاقاً اسی رات قلعہ بٹلی کے حاکم (ملک خطاب) نے کافروں پر حملہ کیا (ان پر غالب آ کر مہاراجوں اور ان کی اولاد کو مال غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا) اس مال غنیمت سے راجہ کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بھی

تھی جسے ملک خطاب نے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ نے اسے قبول کر لیا۔

جس لڑکی کو آپ نے قبول کیا پہلے اسے مسلمان کیا اور اس کا نام امتہ اللہ رکھا پھر اس سے شادی کی اسی بیوی سے حضرت خواجہ کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔

بی بی عصمت اللہ سے شادی: آپ کی ایک اور شادی سید وجیہ الدین مشہدی کی بیٹی سے ہوئی اور اس کا نام بی بی عصمت اللہ تھا۔ اس کے بارے میں سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی عصمت حضرت وجیہ الدین مشہدی کی صاحبزادی تھیں جو کمال عفت کے باعث آراستہ و پیراستہ تھی جب سن بلوغت کو پہنچی تو (حضرت مشہدی کو) ان کے نکاح کے لئے تجسس لاحق ہوا، ایک رات خواب میں حضرت سید نام امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ فرزندم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی صاحبزادی کا خواجہ معین الدین حسن سجزی سے نکاح کر دو۔

اور سید وجیہ الدین حضرت خواجہ سے پیوستہ (متعلق) تھا جب متذکرہ واقعہ خواب حضرت خواجہ صاحب سے بیان کیا تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بابا وجیہہ الدین میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لہٰذا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قبول کرتا ہوں۔

آپ کی بیوی عصمت اللہ سے آپ کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) خواجہ فخر الدین ابو الخیر (۲) خواجہ حسام الدین ابو صالح (۳) خواجہ ضیاء الدین ابو سعید

آپ کی دوسری بیوی امتہ اللہ سے آپ کی ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں۔

آپ کے بیٹوں اور بیٹی کے حالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے

صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۵۹۱ھ مطابق ۱۲۲۱ء میں ہوئی۔ آپ موضع مانڈل میں زراعت کرتے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ آپ بتاریخ ۵ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۳ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پر انوار واقع سروار شریف مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس بڑے تزک و احتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔

(۲) <u>خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ</u>: آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے جو حضرت خواجہ کی بیوی عصمت کے بطن سے پیدا ہوئے دینی اور روحانی تربیت اپنے والد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حاصل کی جوانی کے عالم میں یاد الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ دنیا سے دور ہو کر ابدالوں کی صحبت میں رہنے لگے۔ اور والد گرامی کے کافی عرصہ بعد ان کا وصال ہوا۔

(۳) <u>خواجہ ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ</u>: آپ بھی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں سے ہیں آپ کی والدہ عصمت اللہ تھیں آپ نے خواجہ صاحب کے بعد کافی عرصہ تک مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سر انجام دیا۔ انتہائی نیک زاہد اور عابد تھے آپ نے شادی کی اور آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خواجہ احمد تھا۔ آپ کی عمر پچاس سال تھی جبکہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ان کا مزار درگاہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لب جھالدہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۳ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

(۴) <u>بی بی حافظہ جمال</u>: آپ حضرت خواجہ غریب نواز کی اکلوتی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام بی بی امت اللہ تھا جو راجہ کی بیٹی تھیں۔ بڑی زاہد و عابد تھیں قرآن کی حافظہ تھیں۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی

شادی ضی الدین شرف بدھ جو قاضی حمید الدین ناگوری کے لڑکے تھے سے ہوئی
او دو صاحبزادے ہوئے جن دونوں بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے آپ اپنے
شوہر نامدار کی انتہائی تابعدار تھیں آپ کا مزار مبارک ایک کمرے میں حضرت خواجہ
غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پائنتی کی جانب ہے نور چشمے پر آپ کا چلہ بھی ہے آپ کا
سالانہ ختم شریف ۱۷ رجب کو درگاہ شریف میں ہوتا ہے اور ۱۹ رجب کو چشمے پر ہوتا
ہے۔

وصال و تدفین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ دین کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے سالہا سال کی تبلیغی جدوجہد سے آپ نے کفر زار ہند میں توحید کو روشن کیا بے شمار مخلوق خدا کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ آخر اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کا وقت آن پہنچا اور وقت آ گیا کہ آپ اس عالم فانی سے تشریف لے جائیں۔

جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس رات چند اولیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کا دوست ہے اور ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

آپ کا وصال کا واقعہ یوں ہے کہ جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہونے والا تھا اس رات عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے اور اندر سے حجرے کا دروازہ بند کر لیا حسب معمول حجرے کے باہر چند درویش بیٹھے ہوئے تھے حضرت خواجہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اب دنیا سے جانے کا وقت بالکل قریب ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ کے دل میں اللہ سے ملنے کی محبت انتہا تک پہنچ گئی حتیٰ کہ آپ اللہ کی محبت اور جدائی میں تڑپنے لگے اللہ کی نورانی تجلیات آپ کی روح پر پوری طرح نازل ہو رہی تھیں آخر محبت اتنی شدید غالب آئی کہ آپ اللہ کی محبت میں

کھو گئے اور ملک الموت نے اپنا فریضہ ادا کر دیا یعنی آپ کا وصال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجرے کے باہر جو درویش بیٹھے ہوئے تھے رات کے وقت انہوں نے حضرت کے حجرے سے ایسی آوازیں سنیں جیسے کہ زور زور سے زمین پر پیر مارنے کی آواز آ رہی تھی مگر رات کے پچھلے پہر یعنی تہجد کے وقت پیر مارنے کی آوازیں بند ہو گئیں فجر کی نماز کے وقت خادموں نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا چنانچہ کسی طرح دروازہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہو چکے ہیں۔ خادموں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو آپ کی پیشانی پر یہ الفاظ نمایاں تھے۔ حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اللہ کی محبت میں واصل ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ کے مریدین خلفاء عقیدت مندوں اور اجمیر کے رہنے والوں کے لئے انتہائی دل سوز سانحہ تھا آپ کے وصال کی خبر بہت جلد اجمیر اور اس کے گرد و نواح میں پھیل گئی اشک بار ہو کر لوگ جوق در جوق آئے آخر کار آپ کے جسم مبارک کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے فخر الدین نے پڑھائی اور آپ کو آپ ہی کے حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ کا مزار اقدس صدیوں سے اجمیر میں مرجع خاص و عام ہے اور بعد ازاں آپ کی قبر مبارک پر انتہائی خوبصورت روضہ مبارک تعمیر کر دیا گیا۔

آپ کا وصال ۶ رجب بروز پیر ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا اس وقت ہندوستان پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۷ سال تھی اور سر زمین اجمیر میں آپ کا قیام چالیس سال رہا۔

دیوان خواجہ پر اعتراضات

اُردو ادب کے ممتاز ادیب حافظ محمود شیرانی نے اپنے مقالہ کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ دیوان خواجہ معین الدین چشتیؒ صاحب کا نہیں ہے۔ بلکہ ملا معین ہروی کا ہے یہ ثابت کرنے کے لیے انہوں نے حوالہ ایک غیر مطبوعہ تذکرہ مخزن الغرائب کا دیا۔

حافظ محمود شیرانی نے درج ذیل دلائل پیش کیے۔

۱۔ تاریخ خواجہ معینؒ کی شاعری اور اُن کے دیوان میں ناواقف ہے۔

۲۔ اس دیوان میں پیش کی جانے والی زبان خواجہ صاحب کی نہیں ہے۔

۳۔ دیوان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی رو سے اُس کا تعلق خواجہ صاحب سے قائم کیا جائے۔

۴۔ دیوان سے اس قدر ظاہر ہے کہ اس لکھنے والا کوئی واعظ ہے۔

۵۔ چونکہ داخلی شہادت سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی واعظ کا کلام ہے اس لیے واعظین کے سلسلہ میں اس کے مصنف کی تلاش کرنا چاہیے۔

قارئین ان دلائل پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ اعتراف ضروری ہے کہ حافظ محمود شیرانی صاحب پہلے ادیب ہیں جنہوں نے کلام معینؒ پر یہ لکھا کہ یہ کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے بلکہ ملا معین ہروی کا ہے اُس کے بعد سوانح نگاروں نے بھی یہ لکھنا شروع کر دیا تو کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے انہوں نے اس سلسلے میں کوئی تحقیق نہیں کی اُنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ حافظ محمود شیرانی صاحب یہ فیصلہ کر گئے ہیں کہ یہ کلام خواجہ صاحب کا نہیں ہے اس لیے ہر ایک نے لکھنا شروع کر دیا۔

شیرانی صاحب کی پہلی دلیل یہ ہے کہ تاریخ خواجہ صاحب کی شاعری اور اُن کے دیوان سے واقف نہیں ہے۔

پہلی دلیل کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ادبیات فارسی خواجہ صاحب کی شاعری سے واقف نہیں۔

اس لیے ہم سب سے پہلے ادبیات فارسی کو دیکھتے ہیں۔ برصغیر میں تاریخ ادبیات کا آغاز مولانا شبلی نعمانی کی شعر العجم، سخن دان فارسی (آزاد) اور غیر ملکی مصنفین میں مشہور زمانہ مشرق ایڈورڈ براون کی تاریخ ادبیات ایران سے ہوتا ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں فارسی شعرا کے جس قدر تذکرے لکھے گئے وہ سب کے سب بارہویں یا تیرہویں ہجری سے تعلق رکھتے ہیں دسویں یا گیارہویں ہجری میں کوئی مستند تذکرہ فارسی شعرا کا مرتب نہیں ہوا۔

ایسے تذکروں میں ''خزانہ عامرہ'' مرتبہ آزاد بلگرامی اور ''شمع سخن'' مرتبہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم ہیں ان کے بعد قابل ذکر تذکرہ ''روز روشن'' مرتبہ مظفر علی ہے اور آخر الذکر تذکرہ تو اتنا مستند مانا گیا ہے کہ ایران میں ''مکتبہ رازی طہران'' نے اس کو خاص اہتمام سے شائع کیا۔

برصغیر کے ان تین تذکروں میں سب سے مقدم ''خزانہ عامرہ'' ہے جسے آزاد بلگرامی نے لکھا اس تذکرے کے تمام ماخذ بھی انہوں نے تحریر کیے اس کے بعد انہوں نے ردیف وار شعراء کا دو چار سطروں میں ذکر کر دیا اور چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے۔ ردیف ''م'' کے تحت انہوں نے صرف معزی نیشاپوری، محتشم کاشی، مجدالدین ہمگر میر ماج (اسی) مجی لاہوری، مائلی تبریزی، مروی، ملک قمی، مسیح کاشی، ماہر اکبر آبادی میرزا مقیمائے، مخلص، متین اصفہانی، اور منیر امعز الدین اصفہانی کا ذکر کیا ہے یعنی ذکر معین سے یہ تذکرہ خاموش ہے خواہ وہ ملا معین ہروی ہوں یا خواجہ معین الدین چشتیؒ ہوں۔

''خزانہ عامرہ'' کے بعد تذکرہ ''شمع انجمن'' مرتبہ نواب صدیق حسن صاحب قابل ذکر ہے یہ تیرہویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔ سال تالیف ۱۲۹۲ھ ہے۔ (یادگار

شاعران روزگار داستان شائستہ اُس کے تاریخی نام ہیں) شمع انجمن ۸۷۷ شعراء کے ذکر اور نمونہ کلام پر ہے۔ شمع انجمن میں ردیف "میم" کے تحت معین شاعر کا ذکر اس طرح ہے۔

معین الدین سنجری چشتی زبدۃ الاولیاء قدوۃ الاصفیا است از غایت شہرت محتاج ترجمہ نیست دیوانش بملاحظہ در آمد چند بیت از آنجا است۔

زپیش خویش بر افگن نقاب دعویٰ را   ببیں بدیدہ صورت جمال معنی را

☆☆☆

اے ترا بر طور دل ہر دم تجلائے دگر   طالب دیدار تو ہر لحظہ موسائے دگر

☆☆☆

من چگویم کہ مرا نا خفتہ مدہوش آمد   بردلم ضابطہ عشق فراموش آمد

نکتہ با دوش دلم گفت و شنید از لب یار   نہ ہرگز بزباں رفت و نہ در گوش آمد

☆☆☆

یہ منتخب اشعار وہی ہیں جو خواجہ معین الدین چشتی کے موجودہ دیوان مطبوعہ نول کشور اور مجیدی میں موجود ہیں۔ شمع انجمن کے بعد اس برصغیر کے تذکروں میں قابل اعتبار تذکرہ "روز روشن" ہے۔

شمع انجمن مرتبہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے خواجہ صاحب کے صاحب دیوان ہونے کا جو اقرار کیا ہے اور نمونہ کلام پیش کیا ہے۔ تذکرہ روز روشن میں تفصیل کے ساتھ معین کے تحت سوانح بھی بیان کیے گئے ہیں۔

"حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری خلف الصدق خواجہ غیاث الدین بلخی سنجری است۔ تولد آنحضرت در شہر بلخ و نشو و نما در خراسان بودہ۔ بعد وفات والد ماجد خود خانہ و اثاثہ را فروختہ تحصیل علم و فضل سوئے سمرقند و بخارا رخت کشید۔

درزمان دارائی رائے پتھورا بہ ہند شرف ورود ارزانی فرمود از برکت قدوم خواجہ بیخ کفر مستاصل گشت و اصول اسلام در زمین ہندریشہ دوانید و سادس رجب ست ثلث و ثلثین وستمایہ (۶۳۳) بعمر نود و ہفت سال بجوار رحمت ایزدی رسید۔

مزار فایض الانوارش در شہر اجمیر بجہت یزارو متبرک ہے۔ دیوانے مختصر از ملفوظات آں قدوہ عرفاء اکرام و اسوہ اولیاء عظام پیش نظر است وایں چند اشعار منتخب ازاں مختصر کہ درو ئے جائے معین وجائے معینے تخلص می فرمایند"۔

اس کے بعد مصنف نے تقریباً ۱۸۰ اشعار بطور نمونہ کلام پیش کیے ہیں۔
دررہِ عشق۔ تنگہ فصل بہار آید۔ دل بے غم۔ مژدگانے کہ مرا۔ راہ بکشائے۔ ایں چہ نوراست۔ تاز خود بیگانہ گشتم آشنائی یافتم۔ آہ سوزاں کہ از جان غم آلود گذشت۔ اے کہ اندر معین۔ یا معینے گفت ہر سو کے الفاظ سے غزل شروع ہوتی ہے۔
اشعار کے بعد مولف نے متعدد رباعیاں بھی نقل کی ہیں ان میں ایک رباعی یہ ہے:۔

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ ای کہ نیکوست کند
ماجرم و گنہ کنیم و او لطف وعطا ہر کس چیز یکہ لایق اوست کند

☆☆☆

ابراہیم علی آذر کا "آتش کدہ" جس کا سال تالیف ۱۱۷۴ھ گویا بارہویں صدی عیسوی کا ایک بہت ہی جامع تذکرہ ہے ہم اس کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔
آتش کدہ دورہ صفویہ اور قاچاریہ کی نثری تالیفات میں ایک بلند پایہ حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا مصنف ابراہیم علی المتخلص بہ آذر خود ایک لائق اور قابل احترام شاعر تھا۔ اس نے یہ تذکرہ چالیس سال کی عمر میں تصنیف کیا یہ تذکرہ ہندو پاکستان اور ایران کے

شعرائے نامی گرامی کے ذکر پر مشتمل ہے اور اس میں مصنف نے ۸۴۲ شعراء کا تذکرہ کیا ہے ہر شاعر کی مختصر سوانح حیات اور نمونہ کلام اس میں موجود ہے۔

"آتش کدہ" یہ برصغیر ہندو پاک اور ایران کے شاعروں کے ذکر پر مشتمل ہے چنانچہ ہندوستان کے عظیم شاعروں میں وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا ذکر کرتا ہے۔

مختصر سوانح حیات کے بعد صاحب آتش کدہ نے آپ کی یہ دو رباعیاں نقل کی ہیں۔

عاشق ہر دم فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ کہ نکوست کند
با جرم و گنہ کلیم او لطف و عطا ہر کس چیز یکہ لائق اوست کند

☆☆☆

صاحب آتش کدہ نے دوسری رباعی یہ پیش کی ہے۔

اے بعد نبی برسرتو تاج نبی اے دادہ شہاں زتیغ تو باج نبی
آئی تو کہ معراج تو بالا تر شد یک قامت احمدی ز معراج نبی

(منقبت حضرت علیؓ)

تذکرہ آتش کدہ کی مکمل عبارت یہ ہے:۔

اس صورت میں یہ کہنا کہ تاریخ (تذکرہ الشعراء اور تاریخ ادبیات) اس سلسلہ میں خاموش ہے حرف غلط کی طرح باطل ہو جاتا ہے آپ کے سامنے تاریخ کے حوالے پیش کر دیئے گئے تذکرہ شمع انجمن، روز روشن یہ دونوں تذکرے بنیادی ہیں) ایرانی تذکروں میں آتش کدہ کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

آتشکدہ ۳۳۳ ص:۔ ہندوستان ----- دہلی

"خواجہ معین الدین چشتی" از اکابر صوفیہ و از سلسلہ علیہ چشتیہ و مرید او سلطان شمس الدین و سلطان شہاب الدین و مرقدش در دیار اجمیر است و از وست"۔

اب ایک اور ایرانی تذکرہ کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مشہور زمانہ تذکرہ مجمع الفصحا!
مصنفہ رضا قلی ہدایت یہ تذکرہ اتنا وقیع اور قابل اعتماد ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے جو
ہندوستان میں فارسی ادبیات کے واحد نقاد اور مبصر ہیں اور مستشرقین میں پروفیسر براؤن
دونوں حضرات نے اس پر اعتماد کیا ہے اور اس کے بیان کو مستند گردانا ہے۔ حضرت خواجہ
غریب نوازؒ کے سلسلہ میں صاحب مجمع الفصحا یوں رقمطراز ہے:۔

معین الدین چشتی از خواجگان سلسلہ چشتیہ واز اصحابش سلطان شمس الدین وشہاب
الدین الدین غوری از آنجناب است۔ رباعی۔

سیل رانعرہ واز اں ست کہ از بحر جداست وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد
نکتہ ہادوش بہم گفت وشنید ازلب یار کہ نہ ہرگز بزباں رفت ونہ در گوش آمد

☆☆☆

ولہ

عاشق ہمہ روز فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ ای کہ نیکوست کند
ماجرم و خطا کنیم او لطف و عطا ہر کس چیز یکہ لائق اوست کند

در مدح شاہ اولیاء علی صلوٰۃ اللہ

اے بعد نبی برسر تو تاج نبی اے دادہ شہاں زتیغ تو باج نبی
آنی تو کہ معراج تو بالا ترشد یک قامت احمد ز معراج نبی

(رضا قلی ہدایت ص ۱۲۴)

☆☆☆

میں نے جن تذکروں کا ابھی حوالہ پیش کیا اور جن پر ناقدینفن شاعری یا مورخین
ادبیات فارسی کا اتفاق ہے وہ خزانہ عامرہ شمع انجمن روز روشن فارسی مصنفین کے قابل
قدر تذکرے جن سے علامہ حسین آزاد علامہ شبلی پروفیسر براؤن نے اپنی تحقیقاتی کتب

میں استفادہ کیا ہے اُن کو مستند تسلیم کیا ہے وہ چہار مقالہ دولت شاہ سمرقندی کا تذکرہ الشعراء آزر کا آتش کدہ اور مجمع الفصحاء ہے ان تذکروں میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری کے مکمل نام اور تخلص اور مختصر سوانح کے ساتھ کلام درج ہے۔

حافظ محمود شیرانی نے اپنے مقالہ میں کتاب کو بنیاد بنایا وہ ہے "مخزن الغرائب"

اب اس کتاب کی طرف چلتے ہیں۔ "مخزن الغرائب" کے نام سے جیسا پتہ چلتا ہے یہ ایک بیاض ہے جس میں مشاہیر شعرا کا پسندیدہ کلام موجود ہے حافظ صاحب نے اس کتاب کا کوئی سنہ تالیف اور نہ ہی مولف کا نام لکھا ہے اور اُن کے بعد کے نقادوں نے بھی اِس کتاب کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ دیوان خواجہ صاحب کا نہیں ہے اُنہوں نے اس سلسلے میں تحقیق سے کام نہیں لیا۔ تحقیق کے مطابق یہ تذکرہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ اس بات سے انکار نہیں ہے کہ یہ بیاض یا کشکول حافظ صاحب کی نظر میں قابل سند ہے۔ وہ صرف واحد ناقد ہیں جنھوں نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ کی کتب میں اِس کتاب کا ذکر نہیں ملتا۔ خزانہ عامرہ کی تالیف کے وقت آزاد بلگرامی نے تقریباً ایک سو تذکرہ کو سامنے رکھ کر تذکرہ لکھا اور اپنی کتاب کے مقدمہ میں اُن کتابوں کا ذکر بھی کیا لیکن مخزن الغرائب کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ ایک غیر معروف کتاب حوالہ بنا کر پیش کرنا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ ایک ٹھوس دلیل دیوان خواجہ معین الدین چشتی کو ثابت کرنے کے لیے کہیں زیادہ وزنی اور قابل اعتبار ہے۔

ڈاکٹر شیخ محمد اکرم جن کے مشہور کتاب "آب کوثر" ہے وہ اپنی کتاب میں دیوان کا ذکر کرتے ہوئے سیر السالکین کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

> "حضرت ایشاں در زمرہ شعرائے نامدار از مقتسمات روزگار اند در اصناف شعر قصیدہ و غزل مرعی دارند۔ محمد کلام عرفان آنحضرت کہ گنجینہ معرفت اس بیش از ہفت ہزار بیت بودہ از دس تا مہرانی از میاں رفت اند کہ ازاں ماند (آب کوثر ۳۰۹)

ترجمہ: آپ کے ذات گرامی مشاہیر شعراء کے زمرے میں شامل ہے اور آپ معتمات روزگار سے ہیں۔ اصناف سخن میں قصیدہ اور غزل میں آپ نے طبع آزمائے فرمائی ہے۔
آپ نے کلام معرفت نظام کا مجموعہ سات آٹھ ہزار اشعار پر مشتمل تھا لیکن دوست ہر کہ زمانہ تے باعث اب اس میں سے کچھ باقی ہے۔

''سیر السالکین'' کی اس واضح شہادت کو محبت کا حصہ نہیں بنایا۔ سیر السالکین ''مخزن العرائب'' سے کہیں زیادہ مشہور ہے یہ کتاب مطبع مجتبائی میں چھپی تھی لیکن آج ناپید ہے۔ لیکن عجب کی بات یہ ہے کہ حافظ محمود شیرانی صاحب نے اسی غیر معروف کتاب ''مخزن العرائب'' کو بحث کا حصہ بنایا۔

اب ایک ٹھوس ثبوت بیان کروں گا۔ جس سے یہ انکشاف بہت حد تک دور ہو جائے گا۔

برصغیر میں صوفیاء کرام کا تیسرا دور چراغ نصیر محمود دہلویؒ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کا اسم مبارک محمود اور نصیر الدین محمود گنج چراغ کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں آپ کا تعلق حسینی سادات کے ایک مقتدر خاندان سے تھا۔

باطنی علوم کی تکمیل کے لیے آپ حضرت محبوب الٰہیؒ کے پاس تشریف لائے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کا عہد خلافت مبارک ۷۲۶ھ سے شروع ہو کر ۷۵۶ھ پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کے بہت سے خلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بھی آپ کے خلیفہ ہیں آپ کی تصانیف عربی اور فارسی زبان میں موجود ہیں۔ آپ کی بعض تصانیف آج بھی ترجمہ کی صورت میں دستیاب ہیں۔

حضرت شاہ محب اللہ قدس سرہ آپ کے محبوب خلفاء میں سے ہیں انہوں نے آپ کی چند مجالس مقدسہ کے افکار قدسیہ کو ''مفتاح العاشقین'' کے نام سے جمع کیا ہے اور یہ مجموعہ ملفوظات فارسی زبان ہی میں ہے۔ بعد ازاں اس کے کئی اردو تراجم بھی ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ محب اللہ قدس سرہ اس برصغیر کے مشہور صوفیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کو بہت عزیز تھے آپ کی مجلس مبارک میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ انہی چند مجالس کو آپ نے "مفتاح العاشقین" کے نام سے جمع کیا ہے جس کا سنہ تالیف ۷۵۱ھ ہجری کے لگ بھگ ہے۔ مفتاح العاشقین کی ساتویں مجلس میں حضرت شاہ محب اللہ قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی ۔۔۔ کسے رازش نمی داند زباں در کش زباں در کش

☆☆☆

جب خواجہ صاحب نے شعر پڑھا تو میں نے آداب بجا کر لا کر التماس کی کہ مجھے شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز کا قول (غزل) یاد آیا ہے اگر حکم ہو تو پڑھوں فرمایا پڑھو۔

از مطلع دل زد علم یک لمعہ از رخسار او ۔۔۔ شد ذرہ ذرہ منعکس در پردہ انوار او

با آنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد ۔۔۔ یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پرتو رخسار او

حسنش چو آید جلوہ گر طاقت ندارد چشم سر ۔۔۔ از دیدہ دل کن نظر تا بنگری دیدار او

بگذار کوے آب و گل در رو بقصر جان و دل ۔۔۔ با سر خود بیں متصل سرے ہم از اسرار او

اظہار حسن دلبری می بین ز ہر مہ پیکرے ۔۔۔ پیدا است ز ہر مظہرے آں حسن آں اظہار او

خواجہ کند در خور نظر اندیشہ سازد از بشر ۔۔۔ بازش کند زیر و زبر حیرانم اندر کار او

گر شد جہاں یکسر ازو شد نیک و بد مظہر ازو ۔۔۔ موبد ازو کافر ازو در قید نور نار او

ترسا سویش بشتافتہ بو از چلیپا یافتہ ۔۔۔ زلف تو برہم تافتہ آں حلقہ از زنار او

مسکیں معینؔ در یک غزل بر خواند اسرار ازل ۔۔۔ بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

☆☆☆

جب میں نے (مصنف کتاب) یہ غزل پڑھی تو خواجہ صاحب اشک بار ہو گئے اور

فرمایا کہ اے درویش مجھے اچھی طرح یاد ہے پھر بہت تعریف کی اور بارانی جبہ اور چار ترکی کلاہ عنایت فرمائی الحمدللہ علی ذالک"۔

حضرت شاہ محب اللہ قدس سرہ العزیز نے یہ غزل ٧٢٦ھ اور ٧٥٧ھ کے عرصہ میں کسی روز خدمت والا میں پیش کی کہ یہ بیس سال کا زمانہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت چراغ دہلویؒ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ خلافت پر رونق افروز رہے ہیں چونکہ حضرت محب اللہ صاحب نے اپنے ملفوظات میں حاضری کی تاریخ کا تعین نہیں کیا ہے اس لئے ہم نے یہ طویل مدت چوبیس سال یا کچھ کم وبیش ہے تسلیم کرلی ہے۔ کہ اسی مدت میں آپ نے حضرت چراغ دہلوی کی خدمت میں کسی روز یہ غزل پیش کی ہوگی۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر ہم حضرت چراغ دہلویؒ کی حیات مبارکہ کا آخری سال یعنی ٧٥٧ھ بھی اس غزل کی ساعت کے لئے تسلیم کرلیں تو معارج النبوت کی تصنیف ٨٩٠ھ سے ایک سو تینتیس (١٣٣) سال قبل ہے۔ اب اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جو کلام ملا معین ہروی سے ایک سو تینتیس سال قبل پیش کیا گیا اور سنا گیا وہ کس طرح ملا معین کے نام سے موسوم کیا جا سکتا۔

اب اس کے بعد کس شک وشبہ کی گنجائش اس سلسلہ میں باقی نہیں رہتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا کلام آٹھویں صدی ہجری میں زبان زد عام تھا اب دیکھیں کہ زیر بحث شاعر یا صاحب معارج النبوۃ نے اپنے شاعر ہونے کے بارے میں کیا کہا ہے۔ یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے۔ یہ اس دلیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ کلام سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی مجالس میں پڑھا جاتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب خواجہ گیسو درازؒ نے غزل سنا دی تو اُس کے بعد چراغ نصیر محمود دہلویؒ اشک بار ہو گئے اور اُنہوں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ اِس بات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت چراغ نصیر محمود دہلویؒ نے کلام کی تصدیق کر دی ان الفاظ کے ساتھ ہاں مجھے یاد ہے۔ یہ

ہمارے پاس ٹھوس دلیل ہے۔ ایک اور جو کلام ملا معین کی پیدائش سے کافی سال پہلے پڑھا جارہا ہو وہ کیسے ملا معین ہروی کا ہو سکتا ہے۔ ملا معین ہروی کی تصانیف میں بعض مصنفین نے معارج النبوۃ کا بار بار ذکر کیا ہے ان کی یہی ایک کتاب جو طبع اور شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ بھی ہوا ہے۔

اگر ملا معین ہروی شاعر یا صاحب دیوان ہوتے تو جہاں "معارج النبوۃ" کے دیباچہ میں انہوں نے اپنے تمام تصانیف کا ذکر کیا ہے اور اپنی آنے والی کتابوں کے مسودات کے بیان سے بھی گریز نہیں کیا۔ یقیناً وہ اپنے دیوان یا اپنی شاعری کا ذکر کرتے کہ اس کے اظہار کے لئے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں تھا۔ ہم ذیل میں معارج النبوۃ کے مقدمہ کے وہ مقامات پیش کرتے ہیں جہاں انہوں نے اپنی تصانیف کا ذکر کیا ہے ملاحظہ کیجئے!!

فقیر بے بضاعت وحقیر بے استطاعت المعتصم بحبل اللہ المتین العبد الضعیف المسکین معین المسکین بلغ اللہ ما شاء جل جلالہ خیرا من اللہ بعد از اں کہ بمطالعہ کتب احادیث وسیر وتتبع روایات واسانید معتبر پرداختہ وبساط انبساط از برائے موعظت انام در قبۃ الاسلام ہرات (حمیت اللہ عن الآفات)

انداختہ ہر جمعہ بعد از ادائے صلوٰۃ در مقصورۃ جامع ہرات در مسند آباء واجداد باوجود عدم استعداد تکمیل افادہ وارشاد وسلوک می داشت ودر صفحات ضمائر ارباب بصائر بہ بیان تقریر نقوش تفسیر قرآن ورقوم حقائق کشف بیان می نگاشت۔

(مقدمہ معارج النبوت ص ۶ مطبوعہ بمبئی)

ترجمہ:

"یہ بے مایہ اور بے استطاعت فقیر جو اللہ کی مضبوط رسی کو پکڑے ہوئے ہے یعنی بھروسہ کرنے والا کمزور بندہ جو مسکین معین کے نام سے موسوم ہے (اللہ تعالیٰ اس کو

آرزوؤں سے ہمکنار کرے اور اس کا انجام بہتر کرے اور اس کو جزائے خیر دے) جب کتب احادیث و سیر و روایات اور اسانید معتبر کے مطالعہ سے فارغ ہوا اور اس نے خوشی کی بساط عوام کی موعظت و نصیحت کے لئے شہر ہرات میں (اللہ تعالیٰ اس کو تمام آفتوں سے محفوظ رکھے) بچھائی تو ہر نماز جمعہ کے بعد ہرات کی جامع مسجد میں عدم استطاعت کے باوجود اپنے آباؤ اجداد کی مسند پر بیٹھ کر افادہ و ارشاد کا طریقہ جاری رکھا اور ہوشمند لوگوں کے دلوں پر تفسیر قرآن اور حقائق کی رقوم کو عیاں کرنا شروع کیا"۔

اس کے بعد وہ اپنی تصانیف کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"و چوں از مجلس عام بخلوت خاص می پرداخت بقیۃ الایام را بارقام نفائس الکلام و عرائس الاقدام معروف می ساخت' تا چند نسخہ از درر لطائف عبارات و غرر شرائف اشارات در سلک انتظام منتظم گردید از جملہ یکے تفسیر الدُّرر مشتمل بہ چند دفتر دیگر اربعین مسمی بہ روضۃ الواعظین فی احادیث سید المرسلین چہار مجلد ست و دیگر بعضے بیش و بعضے ازاں ہنوز مسودہ با چند رسالہ دیگر اا از شرائف الاوقات و قصص التنزیل و مجالس مرتبہ در تذکرہ و غیرہ آں مرقوم گشت"۔ (مقدمہ معارج النبوت مطبوعہ بمبئی)

اس سلسلہ میں وہ معارج النبوت کی تصنیف و تالیف اور اس کا سن تصنیف بھی بیان کرتے ہیں۔

"بنا بر اشارات شریفہ ایں فقیر حقیر براں امر خطیر اقدام نمودہ در غرہ شہر ربیع الاول ۸۹۱ھ (احدی و تسعین و ثمانمایۃ) بنیاد ایں بنیاں عالی ارکان بر اساس تقریر و بیان مبتنی گردانید"۔

ترجمہ: جب مجلس عام سے فارغ ہو کر میں خلوت خاص میں پہنچتا تو اپنے باقی دنوں کو (وقت مراد ہے) نفیس کلام اور قلم کی عروسوں کو سنوارنے میں معروف رکھتا۔ آخر کار چند نسخے عمدہ عبارتوں کے موتیوں کے اور اعلیٰ روشن اشارات کے انتظام کی لڑی میں پروئے گئے۔ مجملہ ان تصانیف کے ایک 'تفسیر الدُّرر' ہے جو چند دفتروں پر مشتمل ہے

دوسرے "اربعین" نامی کتاب ہے جو روضۃ الواعظین فی احادیث سید المرسلین کے نام سے چار جلدوں میں ہے اور بعض تصانیف مبیض (صاف کیا ہوا مسودہ) ہو چکی ہیں اور بعض ابھی تک مسودوں کی صورت میں ہیں ان مذکورہ کتب کے علاوہ چند رسالہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات شریف قصص قرآن اور مجالس پاک کے سلسلہ میں مرتب کیے۔

ان حضرات کے ارشادات کے بموجب اس حقیر فقیر نے اس امر خطیر پر قدم بڑھایا اور عزہ ماہ ربیع الاول ۸۹۱ھ (احدی وتسعین وثمانمائیۃ) میں اس بلند ارکان والی عمارت کی بنیاد رکھی۔ (مقدمہ معارج النبوۃ)

ملا معین ہروی نے ایک بار پھر مقدمہ کے آخر میں بہ تقریب عنوان واحتساب اپنی تصانیف کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:۔

"از جملہ تالیفات بیہودہ وتصنیفات مشید وفقیر کہ در نسخہ مرقوم کلک بنان ومنظوم سلک بیان گشتہ بغایت دلخستہ پیکر یکے در تذکیر دیگرے در سیر ......

یکے اربعین مسمی بہ روضۃ الواعظین در شرح احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دیگرے معارج النبوت"۔ (مقدمہ معارج النبوت)

ترجمہ: میری عظیم اور اعلیٰ مرتبت تصانیف میں یہ دو کتابیں جو بیان کی سلک میں پرو دی گئی ہیں اور قلم نے جن کو تحریر کیا ہے ہیں یہ دونوں کتابیں بہت ہی بخستہ پیکر ہیں ایک اربعین مسمی بہ روضۃ الواعظین جو احادیث سید المرسلین کی شرح میں ہے اور دوسری معارج النبوۃ۔ (مقدمہ معارج النبوت)

خود مصنف اپنی تصانیف کی فہرست پیش کر رہا ہے اور جس قدر تصانیف اس کے قلم سے نکل چکی تھیں ان کا ذکر کر رہا ہے تو اپنے دیوان (مجموعہ کلام) کے ذکر سے جس کے صدہا اشعار معارج النبوۃ کے مقدمہ میں موقع بہ موقع پیش کیے ہیں۔

غور فرمایئے اس موقع پر ایسا کون سا مصنف یا مولف ہے جو از راہ انکسار اپنی متاع

گراں بہائے شاعری کا ذکر نہ کرے اور یونہی اس منزل سے گزر جائے۔ قارئین کرام پر اصل حقیقت منکشف ہو گئی ہو گی کہ صاحب معارج النبوت شاعر ہی نہیں ورنہ وہ اپنے دیوان کا ضرور ذکر کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس حضرت خواجہ غریب نوازؒ شاعر اور صاحب دیوان ہیں۔

یہاں اس بات پر غور فرمایئے کہ انہوں نے تو اپنے مسودات تک کا ذکر کر دیا ہے۔ اس صورت میں وہ ہزاروں اشعار پر مشتمل دیوان کا کس طرح ذکر نہ کرتے جب کہ ان سے بلند ترین مقام رکھنے والی ہستیوں نے اپنی تصانیف کے سلسلہ میں بھی عجز و انکسار سے کام نہیں کیا۔ حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے جو چوتھی صدی ہجری کے اکابرین صوفیاء میں سے ہیں اور ہند و بیرون ہند ان کی زندگی ہی میں ان کی شہرت ہو چکی تھی اپنی مایہ ناز تصنیف ''کشف المحجوب'' میں جہاں کمال شعری کے اظہار کا موقع نہیں تھا اس کا اظہار فرما ہی دیا اور اپنے دیوان کے چوری ہو جانے پر افسوس فرمایا اور کشف المحجوب میں اسم گرامی کو بار بار لانے کی وجہ اس طرح فرمائی کہ اس صورت میں دیوان کی طرح ''کشف المحجوب'' کا کوئی سرقہ نہیں کر سکے گا تو ملا معین صاحب کو کونسا امر مانع تھا کہ انہوں نے اپنی ان شعری کاوشوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

ان حقائق کی روشنی میں ملا معین الدین ہروی صاحب معارج النبوت کو کس طرح شاعر اور صاحب دیوان کہا جا سکتا ہے اُن کے نام اور خواجہ صاحب کے نام اور تخلص کا ایک ہونے سے تاریخ نگاری کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ یہ دیوان خواجہ صاحب کا نہیں ہے بلکہ ملا معین ہروی کا دیوان ہے حالانکہ اسی سلسلہ میں ایک عجیب امر اور بھی ہے اور جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مولف مقدمہ نے مشاہیر صوفیائے کرام مثلاً حضرت ابو سعید ابو الخیر حکیم سنائی' خواجہ عطار' حضرت سعدی۔ حافظ شیرازی کے اشعار بھی جا بجا مقدمے میں ملتے ہیں۔

اس بات پر غور فرمایئے کہ ملا معین خود شاعر ہیں سیکڑوں اشعار اثنائے کلام میں پیش کرتے جاتے ہیں پھر ان کو اسی کیا ضرورت تھی کہ مذکورہ بالا شعراء کا کلام انہوں نے اسی مقدمہ میں اپنے کلام کے ساتھ ساتھ پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولف مقدمہ نے مختلف مشاہیر شعرائے کا کلام حسن کلام کے لیے مقدمہ میں پیش کیا اسی کے ساتھ خواجہ اجمیری کا کلام بھی پیش کر دیا ہے تخلص کی یکسانیت کے باعث کلام حضرت معین اجمیری کو ملا معین ہروی کا کلام سمجھ لیا۔

اصل حقیقت بھی ہے کہ "معارج النبوۃ" کا مقدمہ الحاقی ہے اور جو اشعار معین یا مسکین معین کے تخلص کے ساتھ "معارج النبوۃ" میں پیش کیے گئے ہیں وہ حضرت غریب نواز کے دیوان سے سرقہ کیے گئے ہیں ورنہ۔

۱۔ ایک عظیم شاعر اپنی تصنیف میں اپنی تصانیف کے ساتھ دیوان ہونے کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟

۲۔ اگر شاعرانہ حیثیت مسلم ہے تو تذکرے اور تاریخ ادبیات ذکر سے کیوں خاموش ہیں؟

۳۔ بحیثیت نثر نگار تاریخ ادب میں ان کا ذکر کیوں نہیں؟

۴۔ معاصرین نے اپنی تصانیف میں ان کا ذکر بحیثیت نثر نگار یا شاعر کیوں نہیں کرتے!

یہ ہیں ہمارے وہ سوالات جن کا جواب ہم ان حضرات سے چاہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کلام معین یا دیوان معین خواجہ معین الدین اجمیری کا نہیں بلکہ ملا معین ہروی کا ہے۔

۱۔ دیوان معین خواجہ معین الدین اجمیری کا ہے اور تذکرے شمع انجمن روز روشن آتش کدہ اور مجمع الفصحا اس کے شاہد ہیں۔

۲۔ آٹھویں صدی ہجری میں جو کلام خواجہ غریب نواز پڑھا جاتا ہے وہ

موجودہ مطبوعہ دیوان میں موجود ہے۔

۳۔ گفتہ چشم زمرآ کہ پیدا شد معیں۔ من چہ گویم کز کہ شد چوں توہی دانی زما" ہے کیا اس امر کی دلیل نہیں کی یہ حضرت پیر چشت کا کلام ہے۔

۴۔ تاریخ (تاریخ ادبیات) خواجہ غریب نوازؒ کی شاعری اور ان کے دیوان سے واقف ہے۔ ہاں معین ہروی سے اور ان کی شاعری سے واقف نہیں۔

☆☆☆

حضرت خواجہ معین الدینؒ

اور

مولانا معین ہروی کا موضوع شاعری

یہ صفحات ہم نے اس بحث پر مخصوص کیے ہیں کہ دیوان معین کا اندازہ رنگ شاعری سے لگایا جائے کہ یہ ایک واعظ کا کلام ہے اور ایک صاحب حال اور رہبر طریقت کا ہے تصوف کی مصطلحات میں مرتبہ وصول' شوق محبت' مقام شوق' اُنس' ذات خدا' قرب محویت' اتصال' مراتب اتصال' مراتب وصول' تجلی صفات' تجلی ذات' حق الیقین' فنا و بقا' استغراق' علم الدنی' تجرید و تفرید' سکر و صحو' محو و اثبات' محاضرہ و مکاشفہ' تلوین و تکوین' ہمہ اوست اور اعیان ثابت وغیرہ کثیر الاستعمال ہیں۔

اگر دیوان معین الدینؒ میں موضوعات موجود ہیں تو رنگ شاعری کے اعتبار سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا یہ کلام خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اگر اخلاقی مباحث موجود ہیں تو ہم کو یہ تسلیم کرنا ہوگا یہ کلام خواجہ معین الدینؒ کا نہیں بلکہ ملا معین ہروی کا ہے اب ہم ہر موضوع کے تحت خواجہ صاحب کے کلام سے نمونے پیش کرتے ہیں۔

مرتبہ وصول:

مرتبہ وصول غیبی امور سے تزکیہ نفس کا نام ہے اس رتبہ پر پہنچ کر نفس پاکیزہ شفاف ہو جاتا ہے یہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے انسان خدا کی جانب رجوع کر لیتا ہے اس مرتبہ پر اللہ تعالیٰ روح کو صفات اور اخلاق کا خلعت عطا فرماتا ہے۔ طالب کی روح

اس مقام پر روشن ہو جاتی ہے

کلام معینؒ میں ان کیفیات کا مشاہدہ کیجئے!!

جرعۂ وا و ,زاں بادۂ وحدت کہ مرا نہ کنوں موسیٰ دل مانند بجان طورم

☆☆☆

مسند سلطنتم بر سر افلاک زدند تا کہ سلطان ازل زد رقم منشورم

اس سے زیادہ واضح انداز میں فرماتے ہیں۔

از فلک بگذشتم ازانس و ملک از دنیٰ سوئے تدلّٰی میردم

☆☆☆

قاب قوسین است و ادا ادنیٰ حجاب بے حجب تا حق تعالیٰ می روم

رفت آں قت کہ بروے نگراں می بودم وقت آنست کہ برخو دنگر انش بینم

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال از خدا بنود جدا ہمچو شعاع از آفتاب

وصال حق طلبی ہمنشیں ناش باش ببیں وصال خدا در وصال نام خدا

☆☆☆

ظلمت کثرت بحجب نور وحدت گشت محو سایہ امکان برفت از پر تو اللہ نور

☆☆☆

ایں منم یارب کہ اندر نور حق فانی شدم مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم

من چناں بیروں شدم از ظلمت ہستی خویش تاز نور ہستی او آنکہ میدانی شدم

☆☆☆

از تفرقہ عاشق و معشوق رسیدیم فی الجملہ آنیم وزاں نیز ملا کر

در منزل مقصود کہ خلوتگہ قدس است از حادثہ کون و مکاں نیز گذشتیم

تجلی ذات:

جو طالب اللہ مقام فنا کی طرف ترقی کرتے ہیں اور اُن کے باطن پر انوار و تجلیات کا اظہار ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اس کے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنی ہستی سے بے خود ہو جاتے ہیں یہ وصول الی اللہ کا آخری درجہ ہے۔

کلام خواجہ میں اِس عنوان کے تحت چند اشعار ملاحظہ کیجئے:۔

نقاب ہستی خود را تو از میاں بردار دگر بہ بیں کہ جمال کہ میشود پیدا

☆☆☆

زپیش خویش بر افگن نقاب دوئی را بہ بیں بکسوت صورت جمال معنی را

☆☆☆

شہود حق طلبی از وجود خود بگذر کہ جز وجود تو اور احجاب دیگر نیست

☆☆☆

جام جانت زد و دہ میقل عشق از برائے ظہور نور شہود

☆☆☆

آمدے کز ظلمات بشری یافت خلوص عکس انوار خدا بود در ہر چہ نمود

☆☆☆

نفی ذات خود بودن ز اثبات صفات اولی ترا افسر چہ کار آید چو اینجا سر نمی گنجد

☆☆☆

اور در آئینہ من چہرہ خودی بیند خود بدیں واسطہ مطلوب و طلبگار شود

☆☆☆

پردۂ آب و گل از روئے دل و جاں بردار تاہمہ ظلمت ہستی انوار شود

☆☆☆

آں جمالیکہ نظر نیز دراں محرم نیست ہمچو خورشید دریں آئینہ با پیداست

☆☆☆

چونکہ درمرآتِ جاں دیدار جانان شد عیاں ظلمت تن در ظہور نور جان من بسوخت

☆☆☆

حق الیقین:

یعنی ہر شے کو اپنی آنکھ سے دیکھ لینا پہچان لینا جس طرح ایک شخص نے ہوائی جہاز نہ دیکھا ہو تو اُس کے تصور میں وہ نہ آسکے گا اور اگر کسی نے سمجھا بھی دیا تو ایک آدھ دن یا ہفتہ کے بعد وہ بھول جائے گا لیکن جس نے دیکھا ہو اور اُس پر سیر کی ہو اُس کا یقین پختہ اور مکمل ہو جائے گا یہی حق الیقین کہلاتا ہے۔ اس مقام پر طالب خدا کے سراپا میں نور مشاہدہ سرایت کر جاتا ہے اور پھر اُس کی روح قلب نفس بلکہ جسم بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ ولایت کی اعلیٰ ترین منزل ہے۔

آیئے اس اصطلاح کا مطالعہ اس دیوان کے اشعار سے کرتے ہیں جس سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ یہ اشعار خواجہ معین الدینؒ کے بھی ایک دعظ کے نہیں ہو سکتے۔

یقین بداں کہ تو باحق نشستہ شب و روز چو ہمنشیں تو باشد خیال نام خدا

☆☆☆

اگر بدیدۂ تحقیق بنگری دانی کہ ناظر دل و منظور جان و تن ہمہ اوست

☆☆☆

پر تو نور شہود افتاد در قصر وجود کز شعاعش حجرہ دل را منور کردہ اند

☆☆☆

عکس نور ذات بر مرآت جان شد منعکس زیں مرا یا بیکہ با حسنش برابر کردہ اند

☆☆☆

جائیکہ نور مطلع حق الیقیں بتافت   ز آئینہ دلش کہ زدو آید غبار شک

☆☆☆

ما کہ از عین الیقین حق الیقین را دیدہ ایم   از دلیل ظنی و تشکیک و برہاں فارغیم

☆☆☆

مصطلحات فناء بقاء

فنا فی اللہ:

جب انسان کا نفس اور قلب کثرت عبادات اور مجاہدات کی وجہ سے آلائشوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے اور اپنے اندر خدائی صفات پیدا کر لیتا ہے۔ قلب کسی رسمی ذکر کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور کوئی خارجی عوامل اس کو اس سے نہیں روک سکتے۔ اس کیفیت کو فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں کہ جب بندہ مخلوق، خواہشات نفس ارادوں اور دنیا و آخرت کی تمام آرزؤں سے پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہتا اور دیگر سب چیزیں اُس کے دل سے باہر ہو جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ اُس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اس کو مقبول بنا دیتا ہے اُس کے دل سے مخلوق کی محبت نکال کر اُسے فنا کا مقام عطا فرماتا ہے اور پھر وہ بندہ اپنے فقر و فناء کو نہیں دیکھتا۔

بقا باللہ:

بعض اولیاء کرام فنا میں عمر گزار دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کا آغاز ہوتا ہے۔ فنا کی حالت میں تو سالک کی تمام تر توجہ ذات حق کی طرف ہوتی ہے مخلوق اس کی نظر سے بالکل غائب ہوتی ہے مگر بقا میں مخلوق سے ملتے جلتے ہیں۔

حقوق العباد ادا کرتے ہے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں۔

اب ہم کلام معینؒ سے ایسے اشعار پیش کرتے ہیں جن میں فنا و بقا کے ان خالص صوفیانہ مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ فنا و بقا کے مضمون کے حامل اشعار جن میں خالص صوفیانہ رنگ کی کامل اثر آفرینی ہے ملاحظہ ہوں۔

ہر کہ در بزم بقا جام نوش کند   دست در حبل انا الحق زدہ بر دار شود

☆☆☆

سیلِ رانعرہ ازانست کہ از بحر جداست   وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد

☆☆☆

در وحدت تا ز قعرِ بحرِ عشق آید بکف   اول از دریائے ہستی بایدت کردن عبور

☆☆☆

نقاب ہستی خود را تو از میاں بردار   دگر ببیں کہ جمال کہ میشود پیدا

☆☆☆

شد معیں با تو بخلوتگہ وحدت محرم   تا کہ از ہستی واز مستی خویش جدا است

☆☆☆

نفی ذات خود بودن ز اثبات صفات اولیٰ   ترا اقرچہ کار اند چو انجا سر نمی گنجد

☆☆☆

پردہ آب و گل از روے دل و جان بردار   تا ہمہ ظلمت ہستی تو انوار شود

☆☆☆

رواں بیجرعہ پُر کردم بیاد لعل و خودم   فنا از خویش بستر دم بقائے یافتم زاں مے

☆☆☆

نہ عصیاں ماندو نے طاعت سندم محو اندراں ساعت   چناں گشتم دراں حالت کہ بے من گشت ومن بامے

☆☆☆

یک جام عطا داد کہ تن دل شد و دل جاں　　یک جام دگر داد ز جاں نیز گذشتیم

☆☆☆

چو من از ہستی خود رود باشم　　بخود ہم ناظر و منظور باشم

☆☆☆

ز قید تن بچہ مانم بسان خر بگلاب　　براق عشق چو بر بستہ در طویلہ من

ایں قید حدوث از پا بردار معیں یکبک　　زاں رہ کہ رسیدی ہم در پے خود وارد

☆☆☆

عاقل چہ پے برد کہ فنا مایہ بقاست　　واندر زیاں عقل نہادند سود او

☆☆☆

من بخانم نہ دلم نہ بدنم چند مرا　　گہ زجاں گاہ ز دل گہ ز بدن مطلبی

☆☆☆

چو از جمال نقاب بلون بر اندازی　　دراں ظہور وجود مرا عدم سازی

☆☆☆

درخت ہستیت از نار عشق پاک بسوز　　کہ تا تمام نسوزی مقید دودی

☆☆☆

چو مغز دان مجرد ز پردہ باید آلی　　چو پیگاں چہ گرفتار تاری و پودی

☆☆☆

در ازل قاضی عشقم داد منشور چو　　لاجرم آمد معین ذکرو دعویٰ دگر

☆☆☆

باشد ز قید جسم و جاں مطلق حقیقت بر کراں　　دیگر سبک بارم ازاں در راہ آساں می روم

☆☆☆

در بحر فنا غرق رضائے تو چنانم　　کز جوے مراد دو جہاں نیز گذشتیم

مسلہ وحدت الوجود:

وحدت الوجود کے بارے میں مولانا جامی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "لوائح جامی" میں اسلامی نظریہ وحدت الوجود کو اسی طرح بیان فرمایا ہے۔

"آپ لکھتے ہیں کہ ذات حق کا خلق کے ساتھ تعلق نہ جز و اور کل کا سا ہے (یعنی حق تعالیٰ اجزاء اور اعضا سے پاک ہے) اور نہ ہی یہ تعلق ظرف و مظروف کا سا ہے۔ جس طرح برتن میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے بلکہ ذات جس کا کائنات سے تعلق صفت و موصوف اور لازم و ملزوم کا ہے یعنی کائنات حق تعالیٰ کی صفت تخلیق کا ظہور ہے اس سے لازماً حق تعالیٰ سے علیٰحدہ اُس کا وجود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، امام غزالی، شیخ محمود بشتری، مولانا رومی، وغیرہ ہم نے ذات حق اور اشیائے کائنات کی مثال یوں دی ہے کہ ذات حق ایک بحر لیکراں کی مانند ہے اور اشیائے کائنات امواج، برف حباب اور جھاگ کیطرح ہیں جو نہ سمندر کہلائی جا سکتی ہے نہ سمندر کے وجود سے جدا ہیں۔"

اُمید ہے قارئین کرام کو اسلامی نظریہ وحدت الوجود کی ایک جھلک نظر آ گئی ہوگی جھلک اس لیے کہا ہے کہ تزکیہ نفس اور مقام فنافی اللہ اور بقایا اللہ کے بغیر وحدت الوجود کی پوری حقیقت انسان پر منکشف نہیں ہو سکتی۔

ہمہ اوست وحدت الوجود کا مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ اسی ایک ہی اصطلاح سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کلام ایک عارف باللہ اور صوفی عظیم مرتبت کا ہے نہ کہ ایک مولوی یا ملا کا ہے درج ذیل غزل کا مطالعہ فرمائیں۔

کسیکہ عاشق و معشوق خویشتن ہمہ اوست — حریف خلوت و ساقی انجمن ہمہ اوست
اگر بدیدہ تحقیق بنگری دانی — کہ ناظر دل و منظور جان و تن ہمہ اوست
چو اندر آئینہ دل فتاد عکس رخش — چناں نمود کہ در جسم و جاں من ہمہ اوست
ز جام عشق نہ منصور بیخود آمد بس — کہ ورا نیز ہمی گفت بار من ہمہ اوست

کہ بردبوئے قریں ساخت باویس قرن سو مدینہ کہ آورد از قرن ہمہ اوست
رموز عشق کند آشکارا و نغمہ بیشہ چو دل بدید کہ در سر دور علن ہمہ اوست
مگو کہ کثرت اشیاء نقیض وحدت گشت تو در حقیقت اشیا نظر فگن ہمہ اوست
تعین است گراز اعتبار با و من ست ز اعتبار گزر کن کہ ما و من ہمہ اوست
چو نائے کہ نہد بر دہان نے لب خویش نہادہ بر دہن عاشقاں دہن ہمہ اوست
چہ جائے بادہ و جام و کدام ساقی مست خوش باش منیعے و دم مزن ہمہ اوست

ایک دوسری منزل کے چند اشعار اور ملاحظہ کیجئے:۔

یارب بصورت کہ در مرأت جاں پیدا است کیست آنچناں جسنے وریں پردہ نہاں پیداست کیست
ذرہ ذرہ نیست خالی در ہمہ کون و مکاں وانکہ بیروں ست از کون و مکان پیداست کیست
گر بظاہر در لباس ماتوئی پیدا ولیک آنکہ پنہانست اندر مغز جاں پیداست کیست
آنکہ اندر بزم جاں ہر دم باواز دگر می نوازد پردہ صاحبدلاں پیداست کیست
آنکہ خود بر خود تجلی می کند پس خود بخود عشق می بازد بنام عاشقاں پیداست کیست
چند ہر ساعت من و تو در میاں آری معین آنکہ مقصود من و تست ازاں پیداست کیست

☆☆☆

اول و آخر و ظاہر و باطن ہمہ اوست کہ ہمو بود ہمو ہست ہمو خواہد بود

فنا و بقا کے مسائل ہوں یا ہمہ اوست کے ہمارے قدیم مشاہیر صوفیا کرام میں سے بہت سے لوگ اس پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ حضرت شیخ ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں نثر و نظم دونوں میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ حضرت خواجہ عطارؒ حضرت سنائیؒ حضرت عراقیؒ، حضرت شمس تبریزؒ اور مولانا روم کی شاعری میں یہ موضوع رچا بسا ملتا ہے۔

اسی مفہوم کی آخری منزل یا آخری مرتبہ وہ ہے جس کا اظہار منصور حلاجؒ نے کیا۔ آپؒ نے اپنی ذات کو ذات حق میں اس طرح فنا کر دیا تھا کہ اپنے معبود کو بالکل بھلا چکے

تھے۔

حضرت منصور حلاجؒ نے فنا کی جس منزل پر قدم رکھا تھا اُس کے باعث شریعت نے اُن کو سولی کا حکم دیا اور انہوں نے اُس حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ ہماری عربی فارسی شاعری میں منصور خلاج کا یہ جذبہ ایک مستقل موضوع بن گیا۔ ایک مشہور فارسی شاعر کہتا ہے۔

منصور حلاج آں نہنگ دریا کز پنبہ تن دانہ جاں کرد جدا
روزے کہ انا الحق گفتہ منصور منصور کجا بود خدا بود خدا

اب کلام معینؒ میں منصور کے بارے میں دیکھتے ہیں جس سے خود بخود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کلام ایک واعظ کا ہے یا مردِ فقیر کا!

زجام عشق نہ منصور بیخود آمد و بس کہ دار نیز ہمی گفت بارمن ہمہ اوست
زبحر عشق یک قطرہ ظہور سر منصور ریست بظرف ہمت عاشق ازیں کمتر نمی گنجد
معینی گرہمی خواہی کہ سرش برزباں رانی مقام آں سردار رست بر منبر نمی گنجد

☆☆☆

وانکہ در دار وجودش غیر حق دیار نیست ہمچو منصور آنز ماں بردار باید پرورش

☆☆☆

چو دادی جام منصور قلندی در شرو شورم چو میدانی کہ معذورم چہ میگوئی زباں در کس

☆☆☆

آں نہ منصور ست کاندر دار انا الحق می زند نیست غیر حق کسے در دار او بکشائے چشم

☆☆☆

ہر کہ در بزم فنا جام بقا نوش کند دست در حبل انا الحق زدہ بردار شود

☆☆☆

نعرۂ منصور برمی خیز داز ذرات من اینچہ بادہ است اینکہ اندازدم در شروشود

☆☆☆

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو　چوں نگویم چوں مرا دلداری گوید بگو

سر منصوری نہاں کردن نہ حد چوں ملت است　چوں کنم چوں ریسماں ہم درامی گوید بگو

☆☆☆

منصور کے بود آں زماں کو راناالحق برزبان　زنہار غیر حق مداں' دیار اندر وارا د

☆☆☆

گیر در دار جا حیل انا الحق در دست　چند دید فادار در سن می طلبی

☆☆☆

ز ذرہ ذرہ شنو نعرہ ہائے منصوری　کنوں کہ از رخ تاباں حجاب بکشائی

☆☆☆

بہ نیم جرعہ ز دل بر زند ہزار انا الحق　خموش باش معینی مگر بخود تو کجائی

☆☆☆

کلام معین سے اس مخصوص موضوع پر اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہے لیکن صفحات کی حدود کو مد نظر رکھا گیا ہے قارئین انہی اشعار کے مطالعہ سے یہ فیصلہ کرلیں کہ یہ کلام واعظ جامع ہرات کا ہے یا سید الواصلین سراج السالکین حضرت خواجہ معین الدینؒ کا ہے۔

آیا پیش نظر کلام میں آپ کو خوش مقامی اور موعظت طرازی نظر آئی دیوان معین آپ کے سامنے ہے ملاحظہ فرمایئے اور کسی موضوعات نگار شاعر سے اس کا مقابلہ کر لیجئے یہ ہر مناسبت سے پورا اترے گا۔ فارسی شعراء میں موعظت نگاری میں حضرت شیخ سعدیؒ ابن یمین اور صائب مشہور ہیں ان حضرات کے کلام کا کلام معین کا تقابل کیجئے صاف اور واضح فرق نظر آجائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ کلام معین اسرار و رموز محبت کا آئینہ دار حقیقی محبت کا ترجمان اور

مقامات طریقت کا رہنما ہے اس سے کلام میں بجائے الفاظ کے معنی پر زیادہ توجہ صرف کی گئی ہے جذبات محبت کی ترجمانی سیدھے سیدھے الفاظ میں کی گئی ہے اس لیے کلام میں تاثیر زیادہ ہے اس کلام کو پڑھ کر اس خوبی کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کلام کوئی عام شخص نہیں لکھ سکتا۔

ہم نے کلام معین کو تمام پہلو سے آپ کے سامنے پیش کر دیا اور اُس سلسلہ میں جس قدر ہو تنقید و تبصرے نکل سکتے تھے ان سب پر بحث کی جا چکی ہے ناقدین کلام کے تمام دلائل کی تردید کی جا چکی ہے۔ تذکروں اور تاریخ ادبیات کے حوالوں سے بتایا جا چکا ہے اب یہ امر ثابت ہو چکا کہ یہ کلام کسی ملا معین ہروی کا نہیں بلکہ حضرت معین الدین چشتیؒ کا ہے۔

حوالہ جات

لمحات خواجہ	معین الدین احمد چشتی قادری و شمس الحسن
آتشکدہ (آذر)	حاجی لطف علی بیگ آزر ایرانی
خزانہ عامرہ	آزاد بلگرامی
شمع انجمن (تذکرہ)	مولوی صدیق علی خاں
مجمع الفصحا	رضا علی خاں ہدایت
معارج النبوۃ فی مدارج الفتوت	ملا معین ہروی
دیوان معین الدین چشتی	نول کشور پریس لکھنو
روحانیت اسلام	مولانا واحد بخش سیال

دیوان

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

غزل (۱)

(۱)

ربود جان و دلم را جمالِ نامِ خدا
نواخت تشنہ لباں را لالِ نامِ خدا

ترجمہ: اسم الٰہی کے جمال نے میرے جان و دل کو چھین لیا ہے اور نام خدا کی شرینی نے پیاسے لبوں کو سیراب کیا ہے۔

(۲)

وصال حق طلبی ہمنشین نامش باش
بہ بین وصال خدا در وصالِ نامِ خدا

ترجمہ: اگر تو رب تعالیٰ کے وصال کا طالب ہے تو اُس کے نام کا ہمنشین بن کر باری تعالیٰ کا وصال تجھ کو نام خدا ہی میں میسر آئے گا۔

(۳)

میاں اسم و مسمےٰ چو فرق نیست بہ بیں
تو در تجلی اسما کمال نامِ خدا

ترجمہ: اسم اور مسمّٰی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کی تمام صفات کے اندر اس کے نور کی روشنائی دیکھ سکتا ہے۔

(۴)

یقین بداں کہ تو باحق نشستہ شب و روز
چو ہمنشین تو باشد خیال نامِ خدا

ترجمہ: اگر تُو اللہ پاک کے اسم اعظم کو ہر وقت ورد جاں بنالے تو یہ یقینی بات ہے کہ تُو شب روز خود کو اس کے ہم نشین پائے گا۔

(۵)

ترا سزد طیراں در فضائے عالم قدس
بشرط آنکہ بپّری ببال نامِ خدا

ترجمہ: تجھے عالم قدس کی فضا میں پرواز اُسی وقت حاصل ہوگی۔ جب تو اسمائے الٰہی کے پروبال سے پرواز کرے گا۔

(۶)

چو نام اوشنوم گر بود مرا صد جاں
فدائے اوست بعز و جلال نام خدا

ترجمہ: اگر مجھے سو جانیں بھی ملیں اور میں اُس کا (اللہ تبارک تعالیٰ) کا نام سنوں تو اس کے نام کی عزت وجلال پر اُن کو قربان کردوں۔

(۷)

معین زگفتن نامش ملول کی گردد
کہ از خداست ملالت ملال نام خدا

ترجمہ: شاہ معینؒ اُس کے نام کا ورد کرتے ہوئے کبھی تھکتا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عمل ایسا ہے کہ (نعوذ باللہ) ایسا کرنے والا یعنی خدا کے نام کے ورد سے اُکتا جانے والا تو دراصل اس کا منکر ہے۔ یہ ورد منکروں کا وطیرہ نہیں ہے اس کے ماننے والے تو اسے وردِ جاں کر لیتے ہیں۔

غزل (۲)

(۱)

ماطلبگار تو ایم و تو گریزانی زما
مابسویت مقبل وتو روی گردانی زما

ترجمہ: میرے محبوب (اے خدا) میں تیرا طلب گار ہوں مگر تُو مجھ سے گریزاں (دور دور) ہے۔ میں تو تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں لیکن تو ہم سے روگرداں ہے۔

(۲)

ما بروں از شش جہت و صد جہت جویان تو
چند خود را ہر طرف مشغول گردانی زما

ترجمہ: میں تجھے شش جہات میں (کونے کونے میں، ہر ایک سمت) ڈھونڈتا پھرتا ہوں مگر تو اس طرح ہم کو اپنی تلاش میں کب تک سرگرداں رکھے گا۔

(۳)

ہر کجا خواہی شدن بابا تو ہم اے بے خبر
مانی مانیم از تو گر توئی مانی زما

ترجمہ: (اے میرے محبوب)! تو جہاں مرضی چلا جا۔ میں تیری تلاش میں اور تجھے پانے کے لیے ہر جگہ پہنچوں گا۔

(۴)

ما چو بحر و تو چو ابر بار ماکش غم مخور
باغ راخنداں کنی گرچند گریانی زما

ترجمہ: ہم سمندر کی مانند ہیں تو ابر کی طرح ہے ہمارا بار اُٹھا اور غم نہ کر کے باغ شاداب ہو جائیں گے اگر تو ہم کو اسی طرح لائے گا۔

(۵)

گفتمش تا چند در پردہ نہاں خواہی شدن
وقت آں آمد کہ دیگر رو بپوشانی زما

ترجمہ: میں نے اُس سے (اپنے محبوب اللہ تعالیٰ) سے کہا کہ تو کب تک ہم سے پردے میں چھپے گا۔ اُس نے (میرے محبوب نے) جواب دیا کہ میں تو بے پردہ ہوں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تجھ سے منہ نہ چھپائے۔ (یعنی تجھے اب اپنا جلوہ دکھانا ہی ہوگا۔)

(۶)

گفت من لے پردہ ام گر یردہ بنی آں توئی
تا تو ہستی در ہزاراں پردہ پنہائی زما

ترجمہ: اُس نے (میرے محبوب نے) کہا کہ تو جب تک مجھے پردوں میں تلاش کرتا پھرے گا میں پردوں میں ہی رہوں گا۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ میں تو ہر جگہ موجود ہوں (یعنی میں تو حاضر ناظر ہوں تم لوگ مجھے عبادت گاہوں میں تلاش کرتے ہو)۔

(۷)

چوں توئی پیشت حقیقی چند نام این وآں
این وجودِ عارضی باشد کہ بستانی زما

ترجمہ: جب حقیقت میں تو ہی مد مقابل ہے تو ایں وآں کا نام کب تک' یہ وجود تو بے عارضی ہے جو تو ہم سے واپس لے لے گا۔

(۸)

گفتہ چشتم زمر آئینہ ظاہر شد معین
من چگویم کز کہ شد چوں خود ہمیدانی زما

ترجمہ: چشتیت کے اقوال اے معین کس کے آئینہ دل سے نمایاں ہیں۔ میں تجھے کیا بتاؤں کہ مظہر کون ہے جبکہ تو جانتا ہے۔

غزل (۳)

(۱)

دلا بحلقۂ رنداں بزم عشق درآ
کہ جرعہ ز شراب بقا دہند ترا

ترجمہ: اے دل! رندوں کی محفل عشق و مستی میں داخل ہو جا۔ تا کہ یہاں تجھ کو شراب بقا کا ایک گھونٹ پلایا جائے۔ (یعنی اے ابدی حقیقتوں کے متلاشی' دنیا و مافیہا سے بے نیاز اللہ والوں کی ہم نشینی اختیار کر لو۔ طلب کی منزل مل جائے گی)

(۲)

بیاد ہر دو جہاں را بشدرا ند نہ
دریں قمار بیک داؤ ہرچہ ہست در آ

ترجمہ: آ اور دونوں جہاں کو ششدر پر لگا دے اس قمار میں ایک ہی داؤں پر جو کچھ ہے لا کر رکھ دے۔ (یعنی یہ دو جہاں داؤ پر لگا دے اور اُس ایک ذات سے لو لگا لے۔ سب کچھ اسی میں سمٹ آئے گا۔)

(۳)

اگر بقا طلبی اولت فنا باید
کہ تا فنا نشوی رہ نمی بری بہ بقا

ترجمہ: اگر تو بقا کا طالب ہے تو اس کے لیے "فنا" شرط اول ہے۔ اگر تو فنا نہیں ہوگا تو تجھے بقا حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۴)

تو بادشاہی واز دست شاہ پریدے
بغیر شاہ مکن میل وسوی شہ باز آ

ترجمہ: اگر تو شاہی باز تھا نادانی سے دست شاہ سے اُڑ گیا تو سوائے شاہ کے اور کہیں نہ جا اُس شاہ کی جانب لوٹ کے آ جا۔ یعنی اگر تو خدا سے لو لگائے گا تو تجھے دنیا پر برتری حاصل ہو سکے گی۔

(۵)

ز ظلمت بشریت چو بگذری برسی
ازیں حضیض دنائت براوج او ادنٰے

ترجمہ: اگر تو دنیاوی حرص و ہوس اور لالچ و ناپاکیزگی کو ترک کر دے اور بشری (کمزوری اور مصلحت کے حوالے سے) اندھیروں سے گزر جائے تو پھر تو (روحانی طور پر) اوادنی کی بلندی پر پہنچ جائے گا۔

(۶)

براق عشق برائے تو صدقدم طی کرد
تو ہم مضائقہ بگذارد یک قدم پیش آ

ترجمہ: عشق سو قدم آگے بڑھ کر تیری پیشوائی کرتا ہے اس حرص و ہوس کو ترک کر کے ایک قدم تو بھی تو آگے بڑھ۔ (یعنی اگر تو دنیاوی لالچ اور مفاد پرستی کو ترک کر کے اپنی لگن کو بے لوث بنا لے تو تیری طلب کی منزلیں آسان ہو سکتی ہیں)۔

(۷)

تو چند در طلب یار در بدر گردی
بخود نگر کہ توئی مظہر ہمہ اسماء

ترجمہ: اپنے محبوب کی طلب میں کب تک دربدر کی خاک چھانتا پھرتا رہے گا۔ (اے طالب!) تُو اپنے اندر نگاہ ڈال۔ تو ہی تمام اسماء کا مظہر ہے (یعنی اپنے آپ کو پہچان تا کہ تو اُسے پہچان لے۔)

"جس نے اپنے نفس کا پہچانا اُس نے خدا کو پہچان لیا"۔ (قرآن)

(۸)

بہ ایں مبیں کہ تو خاکی وخاک تیرہ بود
بہ ایں نگر کہ تو آئینہ جمال نما

ترجمہ: یہ نہ دیکھ کہ تو خاک کا پتلا اور کمزور و ناتواں ہے بلکہ یہ دیکھ کہ تو اپنے محبوب (اُس ذات) کے جمال کا آئینہ ہے۔ وہ تجھ میں خود جلوہ گر ہے۔

(۹)

سحاب عشق چو باران شوق می بارد
عجب مدار گر از خاک بشگفد گلہا

ترجمہ: جب عشق کے بادل سے شوق کی بارش برساتے ہیں اگر اُس خاک سے پھول کھلیں تو تعجب مت کر۔ (یعنی جب اللہ تعالیٰ کرم کی اِک نگاہ کرتا ہے تو مردہ دلوں میں بھی زندگی کی

ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے۔)

(۱۰)

نقاب ہستی خود را تو از میاں بردار
دگر ببیں کہ جمال کہ میشود پیدا

ترجمہ: اے انسان! اپنے اوپر جو تو نے (خود پرستی) کا پردہ ڈال رکھا ہے اس کو ہٹا دے۔ پھر دیکھ کہ نور کا جلوہ کس کس انداز اور کس کس رنگ میں تجھے کہاں کہاں نظر آتا ہے۔

(۱۱)

بگیر مصقلہ عشق و زنگ تن بزد زوے
بہ بیں در آئینہ جاں جمال جاناں را

ترجمہ: (اے محبوب کے طالب) عشق کی کسوٹی کو عمل میں لا اور اپنے وجود کا زنگ اس کے ذریعے اتار دے۔ پھر اپنے وجود میں جمال محبوب کا مشاہدہ کرے گا۔

(۱۲)

بکوش تا کہ زچشمت غبار بر خیزد
کہ تا معائنہ بینی ظہور نور خدا

ترجمہ: تو کوشش جاری رکھ کہ تیری آنکھوں کے سامنے سے یہ غبار چھٹ جائے تاکہ تجھے واضح طور پر اللہ کے نور کا جلوہ دکھائی دے سکے۔ (آنکھوں کے سامنے غبار سے مراد ہے غیر اللہ سے غرض و مفاد دنیاوی حرص و طمع اور مکر و فریب وغیرہ۔ بالفاظ دیگر حقیقت حق تک رسائی کے لیے دنیاداری کو ترک کرنا ضروری ہے۔)

(۱۳)

اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی
معینؔ نقاب حدوث از جمال خود بکشا

ترجمہ: اے معینؔ! اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے حقیقی نور تجلی نصیب ہو تو پھر اپنے عارضی وجود کی خواہشات اور ضروریات سے بے نیاز ہو جا۔ (یعنی حقیقت حق تک رسائی کے لیے مادی

جو فانی ہے دنیا کے معاملات کو ترک کرنا لازم ہے۔)

غزل (۴)

(۱)

ہر کہ روزی یکقدم برداشت اندر راہ ما
عاقبت رہ بُرد سوئے بزم عشرت گاہِ ما

ترجمہ: جس کسی نے ہماری راہ میں ایک قدم بھی اٹھایا (یوں جان لو کہ) ہماری لطف و مسرت کی محفل میں پہنچ ہی گیا۔

(۲)

آفتاب ازواجِ عزت رُخ نہد برخاک پاش
ہر کہ بر رویش نشیند گرد از درگاہِ ما

ترجمہ: (یعنی جو ہم سے لو لگا لیتا ہے) تو سورج بھی اپنی بلندیوں اور عظمتوں کا مقام چھوڑ کر اس کے قدموں کی خاک پر سر جھکاتا ہے۔ جس کسی کے چہرے پر ہماری درگاہ کی گرد پڑ جاتی ہے۔

(۳)

بردرند اسپ ہمت برفراز نہ سپہر
ہر گدای کو نہد رُخ بربساطِ شاہِ ما

ترجمہ: وہ اپنی عزت کے گھوڑے کو نو آسمانوں پر دوڑاتا ہے جو فقیر بھی ہمارے بادشاہ کی بساط پر اپنا رخسار رکھتا ہے۔

(۴)

یک نشان بامن بگوی ر ہردان راہِ عشق
تا مگر باشد براہ آید دل گمراہِ ما

ترجمہ: راہ عشق کے مسافروں کا ایک نشان ہی مجھے بتادو کہ اسی بہانے میرا گمراہ دل بھی راہ راست پر آجائے۔

(۵)

پردہ ہستی اگر سوزی بنار لاالہ
آں زماں بے پردہ بینی نور الا اللہ ما

ترجمہ: اگر تُو اپنے پردہ ہستی کو لاالہ کی آگ سے جلادے۔ تو تجھے اسی لمحے الا اللہ کے نور کو بے پردہ دیکھنے کا نظارہ ملے گا۔ (یعنی خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے اگر تو وہم وگمان کے سب پردے ہٹادے تو نورِ توحید تک رسائی تیرے لیے آسان ہوجائے گی)

(۶)

جاں بر افشاندن بیادش ازخدا میخو است دل
شد بحمداللہ میسر عاقبت دلخواہِ ما

ترجمہ: میرے دل کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں اپنے محبوب (محبوب حقیقی' خدا تعالیٰ) کی یاد میں اپنی جان قربان کردوں۔ خدا کا شکر ہے کہ آخرکار حسب دلخواہ یہ مقصد پورا ہوہی گیا۔

(۷)

بردل غافل کجا تابد فروغ مہر دوست
مہبط آں نور نبود جز دل آگاہ ما

ترجمہ: جو دل ذکر وفکر محبوب سے غافل رہتا ہے اس پر محبوب کی نظر کرم نہیں ہوتی ہے اُس نور کا نزول تو صرف دل آگاہ پر ہوتا ہے۔

(۸)

من ازاں ترسم کہ سوزد بالہائے قدسیاں
شعلہ گر بر فلک تابد زسوز آہ ما

ترجمہ: میرا دل اس بات سے لرزتا ہے کہ کہیں فرشتوں کے پر جل نہ جائیں اگر میری آہوں کا شعلہ آسمان پر پہنچ گیا۔ مراد یہ میری عقیدت ومحبت میں اس قدر شدت ہے کہ اسکے

سامنے فرشتے (جو پیدا ہی عبادت اور تعمیل کے لیے ہوئے ہیں) بھی نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں ان سے اس "کھیل" میں بازی لے جاؤں گا۔

(۹)

درشبستان بدن نور رخش مطلب معینؔ
عالم جاں بیں منور از فروغ ماہِ ما

ترجمہ اے معینؔ تو شبستان بدن میں اُس کے نور کا جلوہ تلاش مت کر بلکہ (جان لے کہ) یہ میرے "ماہتاب" کے فروغ سے عالم جان کو منور دیکھ لے۔

غزل (۵)

(۱)

زپیش خویش برافگن نقاب دعویٰ را
بہ بیں بکسوت صورت جمال معنی را

ترجمہ: پہلے اپنی ذات سے دعویٰ کی نقاب کو اُتار پھینک اُس وقت صورت کے لباس میں تو جمال معنی کو دیکھ سکتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اپنے سامنے سے اپنے تکبر و غرور کا پردہ ہٹا دے۔ پھر دیکھ کہ ظاہر باطن میں ہر جگہ تجھے جمال حقیقی کیسے نظر آتا ہے۔

(۲)

بزن بسنگ ملالت زجاجہ ناموس
بکوئے عشق بریز آبروئے تقویٰ را

ترجمہ: اپنے ننگ و ناموس کے شیشے کو سنگ ملامت کے پتھر سے پاش پاش کر دے اور عشق کی گلی میں تقویٰ کی آبرو کو بہا دے۔ (مطلب یہ کہ انسان جو اپنے طور پر خود کو بہت متقی او ر پرہیز گار سمجھ لیتا ہے اور ظاہری طور پر دنیاوی سطح پر اپنا نام بنالیتا ہے۔ یہ سب عشق حقیقی کے سامنے بے معنی ہے۔ اس ذات اکمل کے آگے انتہائی عاجزی سے جھک جانا ہی بہتر ہے)

(۳)

جو ہشت باغ جنان خوشہ زخرمن ماست
بہ نیم جو نخرم کشت زار دنیارا

ترجمہ: یہ باغ جناں تو ہمارے خرمن محبت کا ایک خوشہ ہے میں اس کشت زار دنیا کو ایک کے عوض بھی قبول نہیں کروں گا۔ یعنی دنیاوی عیش و آرام بے معنی چیزیں ہیں۔ اس کے بدلے میں جنت کی نعمتوں کا ایک ذرہ بھی دینا مجھے گوارا نہیں ہے۔

(۴)

بحق او کہ بکونین چشم نکشایم
کہ تا نخست نہ بینم جمال مولیٰ را

ترجمہ: اس کے حقوق محبت کی قسم میں دنیا کو نہیں دیکھوں گا جب تک پہلے میں جمال محبوب کو نہیں دیکھوں گا۔

(۵)

ز برگ برگ و درخت وجود خوشنودم
رموز عشق کہ گفت آں درخت موسیٰ را

ترجمہ: میں اُس وجود کے ایک ایک پتے سے خوش ہوں کہ جس درخت نے موسیٰ علیہ السلام سے رموز عشق بیان کیے۔

(۶)

اگر ز آتش عشقت بسوختم چہ عجب
کہ کوہ تاب نیاورد یک تجلی را

ترجمہ: اگر مجھے تیرے عشق کی آگ نے جلا کے خاک کر ڈالا ہے تو اس میں تعجب کیسا؟ کہ پہاڑ اُس تجلی کی بھی تاب نہیں لا سکا تھا وہ بھی سرمہ ہو گیا تھا۔

(۷)

معین بچشم خرد حسن دوست ننماید
بہ بیں بدیدہ مجنوں جمال لیلیٰ را

ترجمہ: اے معین عقل کی نگاہوں سے دوست کے حُسن مشاہدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جمال لیلیٰ کے لیے مجنوں کی آنکھ درکار ہے۔

غزل (۶)

(۱)

ای زشرم روی ماہت در عرق غرق آفتاب
وز فروغ ماہِ رُخسار تو ماہ اندر نقاب

ترجمہ: اے دوست تیرے حسن کے سامنے آفتاب بھی شرمسار ہے اور تیرے رخساروں کے فروغ سے سورج منہ چھپائے ہے۔ (اے میرے محبوب تیرے حسن کے سامنے یہ چاند سورج بھی ماند ہیں)۔

(۲)

آفتاب ازخاکی راہت یافت حشمت لاجرم
درفضائے آسماں زد خیمہ زرین طناب

ترجمہ: آفتاب نے تیرے قدموں کی خاک سے خود کو سرفراز کیا اور وہ عظمت پائی کہ آسمان کی فضا میں سنہری رسیوں کا خیمہ لگائے ہے۔ (اے محبوب تیرے قدموں کی مٹی میں وہ عظمت ہے کہ سورج آسمانوں پر جاگزیں ہو گیا ہے)

(۳)

گرز انوارِ رخت یک شعلہ تابد بر فلک
از حیا مستور گردد آفتاب اندر نقاب

ترجمہ: اگر تیرے چہرے کے نور کا ایک شعلہ آسمان پر چمک جائے تو سورج شرم کے مارے نقاب میں منہ چھپالے۔

(۴)

نورحق است آں مجسم گشتہ در ذات نبیؐ
ہمچو نورِ ماہ کز خورشید کردہ است اکتساب

ترجمہ: وہ نور خدا تھا جو ذات نبی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مجسم ہو کر ظاہر ہوا جس طرح ماہتاب اپنی روشنی سورج سے اکتساب کرتا ہے۔ مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر

وباطن (مکمل شخصیت) ذاتِ الٰہی سے اس طرح مربوط اور منسوب ہے اور ذاتِ حق کا نور یوں ان کے ظاہر و باطن سے ہویدا ہے جیسے سورج کی روشنی سے چاند منور ہوتا ہے۔

(۵)

نقرہ خنگ چرخ را از مہ کشد زرین لگام
درشب اسرا چو آرد پای ہمت در رکاب

ترجمہ: آسمان کا یہ سبزہ جو زرین لگام لگائے ہے اس لئے کہ اس نے شب معراج میں ہمت کا پاؤں رکاب میں رکھا تھا۔ یعنی معراج کی رات جب (نبی کریم ﷺ نے) رکاب میں پاؤں ڈالا تو چاند کی سنہری لگام تھام کے آسمانوں کی سیر کی۔

(۶)

از فلک بگذر کہ فوق العرش منزل گاہ اوست
چوں کند عزم سفر اے خواجہ عالی جناب

ترجمہ: اُس کی (نبی اکرم ﷺ کی) منزل افلاک کا کیا ذکر کہ اُس کی منزل عرش سے بھی پرے ہے۔ جب اُس عالی جناب سردار نے سفر کا ارادہ فرمایا۔

(۷)

سر ما اوحیٰ نگنجد در ضمیر جبرائیل
کشف اسرار لدنی کے کند اُمّ الکتاب

ترجمہ: ما اوحیٰ کا راز جبرائیل کی عقل سے بالاتر ہے۔ اُم الکتاب سے اسرار لدنی کا انکشاف نہیں ہو سکتا۔

(۸)

درمقام لی مع اللہ از کمال اتصال
از خدا نبود جدا ہمچوں شعاع از آفتاب

ترجمہ: لی مع اللہ کے مقام پر پہنچ کر کہاں قرب کا یہ عالم تھا۔ جس طرح شعاع سورج کے ساتھ مربوط ہوتی ہے اس طرح آپ اللہ سے جدا نہ تھے۔ (یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات

کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس طرح سے ہے جیسے سورج شعار کے ساتھ مربوط ہوتی ہے۔)

(۹)

از محمدؐ دیدہ باید فرض کردن در بہشت
چوں کہ بیروں آید انوار تجلّی از حساب

ترجمہ: اُس کے مشاہدے کے لئے محمد ﷺ کی نگاہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ باغ جنت میں انوار الٰہی بے حساب ہونگے۔

(۱۰)

یا رسول اللہ شفاعت از تو میدارم اُمید
باوجود صد ہزاراں جرم در روز حساب

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے گناہوں کا علم واعتراف ہے کہ یہ بے حساب ہیں مگر مجھے امید ہے کہ آپ میری شفاعت ضرور فرمائیں گے۔

(۱۱)

اندراں روزی کہ بہر انتقام عاصیاں
آتش دوزخ بر افرازد علم از التہاب

ترجمہ: اُس روز جبکہ گناہ گاروں سے بدلہ لینے کے لیے جہنم میں انتہائی جلا دینے والے آگ کے شعلے بلند کیے جائیں گے۔

(۱۲)

در خیال من نمیگنجد تمنای بہشت
دارم از فضلت اُمید رستگاری از عذاب

ترجمہ مجھے اپنے بہشت میں جانے کی تمنا کا خیال نہیں ہے۔ مجھے تو عذاب جہنم سے نجات کی اُمید آپ کے لطف وکرم سے ہے۔

(۱۳)

ہر چہ خواہی با معینی کن ز مہر و لطف

لیکن از در گہ مرا اللہ اعلم بالصواب

ترجمہ: الٰہی تُو اپنے لطف و کرم سے معین کے ساتھ جو بھی چاہے سلوک کر۔ مگر ایک مہربانی کرنا کہ اس کو اپنی بارگاہ سے محروم نہ کرنا تو ہی سب کے راز آگاہ ہے۔

غزل (۷)

(۱)

بگوش جان من آمد ندائے عالم غیب

زخوان وصل شنیدم صلائے عالم غیب

ترجمہ: میری جان سے کانوں میں عالم غیب سے ندا آئی یعنی میں نے وصل کے خوان سے عام دعوت کی آواز سنی۔ (مجھے مراد مل گئی یہ خبر مجھے عالم غیب سے آنے والی اطلاع نے دی۔)

(۲)

بباغ قدس تماشا خوش است اگر خواہی

برآں منظرۂ دل کشائے عالم غیب

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے باغ قدس میں دلکش نظارے ملیں اور تو آ اور دل کے جھروکے پر عالم غیب کو کھول دے (تجھے عالم غیب کے منظر نظر آنے لگیں گے۔)

(۳)

بحر قلزم وحدت کند شناوری

دلی کہ گشت بجاں آشنائے عالم غیب

ترجمہ دریائے وحدت میں شناوری صرف اسی کا مقدر ہے وہ دل جو عالم غیب سے واقف ہو جاتا ہے۔ (خدائے واحد کی قدرتوں سے وہی فیض یاب ہو سکتا ہے جو اس اسرار و رموز سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے)

(۴)

دلا ز مطلع غیبی بتافت نور ظہور
گرفت کون و مکاں را ضیائے عالم غیب

ترجمہ: اے دل غیب کے مطلع سے نور ظہور چمک رہا ہے اور عالم غیب کی روشنی نے کون و مکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

(۵)

جمال شاہد جاں بیں ورائے پردہ خاک
چنانکہ نور خدا از ورائے عالم غیب

ترجمہ: شاہد جان کا جمال تو پردہ خاک کی اوٹ سے ہٹ کر دیکھ سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسے نور خدا کو عالم غیب کے ورا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

(۶)

مشام روح مروح کن از روائح قدس
زنجہ نفس عطر سائی عالم غیب

ترجمہ: روح القدس سے وصل یاب ہو کر تو اپنی روح و جاں کو زندہ کر لے۔ اور عالم غیب کی عطر بیز سانسوں سے ایک سانس حاصل کرے۔

(۷)

ندائے عالم غیب از حق نمی شنوی
بشنو زلفظ پیمبر صدائے عالم غیب

ترجمہ: اگر تجھے عالم غیب سے آنے والی حق کی آواز سنائی نہیں دیتی تو تو سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات پر لبیک کہہ کر عالم غیب کی صدا تک رسائی حاصل کر۔

(۸)

ترا بحضرت عزت ہمی نماید راہ
محمدؐ عربی رہنمائے عالم غیب

ترجمہ: اللہ کے دربار تک رسائی محمد عربی ﷺ ہی کرا سکتے ہیں۔ جو عالم غیب کے رہنما ہیں۔

(یعنی ان کا واصل مقام لے منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔)

(۹)

بمعراج طارم قدس آماز نشیمن خاک
نہاد بزم طرب در فضائے عالم غیب

ترجمہ: کہ وہ ذات پاک ہے جس نے خاک کے نشیمن سے عالم قدس (روحانی عظمتوں کا مقام) کی بلندی پر بزم طرب کی بنیاد عالم غیب کی فضاؤں میں رکھی۔

(۱۰)

نشست بر پر جبرئیل بال اسرافیل
کہ تا رسید بخلوت سرائے عالم غیب

ترجمہ: یہ ذات گرامی جبرائیل کے پروں اور اسرافیل کے بازوں پر سوار ہو کر عالم غیب کی خلوت گاہوں تک تشریف لے گئی۔ (یہ حوالہ ہے معراج النبی ﷺ کے حوالے کا جس میں رسول اکرم ﷺ جبرائیل کے ہمراہ فلک کی سیر کو گئے اور عالم غیب کی خلوت گاہوں سے سرفراز ہوئے۔ مطلب یہ کہ احکام الٰہی کی مکمل پیروی قرب الٰہی کا وسیلہ ہے)

(۱۱)

چو شد ندیم سرا پردہ گفت جبریلش
کہ جن بگوی محمد ثنائے عالم غیب

ترجمہ: جب آپ سراپردہ جلال کی قربت میں پہنچے تو جبرائیل نے کہا اے محمد ﷺ عالم غیب کی تعریف کیجئے۔

(۱۲)

چو او نمود بعجز اعتراف لا احصی
ثنائش گفت بقرآں خدائے عالم غیب

ترجمہ: حضور ﷺ نے لا احصی ثناء علیک (ان گنت ثناء و صیف تیرے لئے) فرما کر اپنے عجز ثنا کا اعتراف فرمایا۔ اس صلہ میں عالم غیب کے مالک نے قرآن حکیم میں نبی

اکرم ﷺ کی توصیف وثناء کی۔

(۱۳)

زدود جام دل از صیقل محبت پاک
بدید نورِ خدا درصفائے عالم غیب

ترجمہ: اُس منزل پر پہنچ کر جام دل کو محبت کی صیقل سے جلادی اور پھر اُس عالم غیب میں نور خدا کا مشاہدہ کیا (مراد جب دل کے جام کو محبت کی پاکیزگی عطا کردی تو اس میں سے عالم غیب سے ظہور پذیر ہونے والے نور خدا کا جلوہ دیکھ لیا۔

(۱۴)

عروج نیست میسر براوج اَوْ اَدْنےٰ
مگر بہ پیروی مقتدائے عالم غیب

ترجمہ: کوئی بھی آوَ اَدْنیٰ کی بلندی پر نہیں پہنچ سکتا' ہاں اُس وقت (وہ اُس مقام تک رسائی حاصل کرے گا) جب تک کہ عالم غیب کے راہنما حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرے یعنی جب تک ہادی کامل (رسول اللہ ﷺ) کی مکمل پیروی نہ کی جائے۔ اس وقت تک معمولی سے معمولی ترقی درجات بھی میسر نہیں ہوسکتی۔ یعنی اسوہ حسنہ کو مکمل راہنما (عملی طور پر) بنائے بغیر کسی بھی قسم کی ترقی' بہتری اور بلندی درجات کی طلب رکھنا عبث ہے۔

(۱۵)

زشاخ سدرہ برآرد صفیر نغمہ عشق
جو بلبلے کہ بود خوشنوائے عالم غیب

ترجمہ: وہ شاخ سدرہ سے نغمہ عشق کی آواز بلند کرسکتا ہے اُس بلبل کی طرح جو عالم غیب میں چہچہانے والی ہے۔

یعنی جب تک روح کی شاخ پر بیٹھ کر محبت کا پنچھی عشق کا گیت نہیں چھیڑتا عالم غیب سے بلبل خوش نوا کی نغمہ ریزی سنائی نہیں دیتی۔ مراد یہ ہے کہ روح کی پاکیزگی اور لگن کی سچائی کو ہی تائید ایزدی حاصل ہوتی ہے۔

(۱۶)

معینؔ چو طائر قدس از قفس رود بیروں
گہے کہ در سرش افتد ہوائے عالم غیب

ترجمہ: معین بھی طائر قدس (جبرئیلؑ) کی طرح قفس سے پرواز کر جائے جب اُس کے سر میں عالم غیب کی پرواز کی خواہش پیدا ہوگی۔

یعنی اے معینؔ جب (روح کے) پنچھی کے سر میں جہان ابدی (عالم غیب) کا سودا سما جاتا ہے تو وہ (جسم کا) پنجرہ توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ عشق حقیقی سے سرشار ہونے والوں کے لیے یہ حیات عارضی بے معنی شے ہے لذات دنیا کو ٹھوکر مارتے ہیں اور حقیقت ازلی سے وصل کے طالب ہوتے ہیں۔

غزل (۸)

(۱)

خزینہ ہا است مرا پُر زنقد علم و ادب
کجا ست آہِ سحر گاہ و نالۂ دلِ شب

ترجمہ: (۱) میرے پاس علم وادب کی نقدی سے بھرا ہوا خزانہ تو ہے لیکن آہ سحر گاہی اور آدھی رات کے نالے کہاں ہیں۔

میرے پاس (دنیاوی) علوم کا ایک خزانہ ہے۔ بے انتہا ہے مگر یہ سب ایک آہ سحر گاہی (علی الصبح کی آہ جو رب دو جہاں کو یاد کر کے دل سے نکلتی ہے) اور (آدھی) رات کے وقت کیے جانے والے نالہ وفریاد کے سامنے بے معنی ہے۔

(۲)

مباش تشنہ لب اندر بوادی عصیان
کہ بحر رحمت موج میزند برلب

ترجمہ: وادی عصیاں میں تو تشنہ لب مت رہ کہ ہمارے بحر رحمت کی موجیں اس کے کنارے تک آرہی ہیں۔

یعنی تو گناہوں میں الجھ کر تشنہ لب نہ رہ مایوس نہ ہو۔ (وہ دیکھ دوسری طرف) رحمتوں کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے جو تجھے تشنہ لب نہیں رہنے دے گا مکمل سیراب کر دے گا۔

(۳)

ظہور نور ربوبیت از برائے تو شد
ازاں زماں کہ ترا گفتہ ام الست بربّ

ترجمہ: ربوبیت کے نور کا ظہور تو اُس وقت ہو گیا تھا جب میں نے تجھے الست بربکم کا سوال پوچھا۔

(۴)

تو بندہ من و من رب تو بحشر بس است
زمادر و پدرت چون کنیم قطع نسب

ترجمہ: انسان تو میرا بندہ ہے اور میں حشر میں تیرا رب ہوں بس یہی کافی ہے جبکہ میں نے مہتاب سے تیرا نسب قطع کر دیا۔

(۵)

ہزار دام کشادم کہ کردہ ام صیدت
گرت ببہ برماتم ز دام خود چہ عجب

ترجمہ: ہزاروں دام پھیلا کر میں نے تجھے شکار کیا اب اگر میں تجھے اپنے دام سے نکال دوں تو کیا عجب ہے انسان بظاہر دنیاوی بندھنوں رشتوں، مجبوریوں اور ضرورتوں کے جال میں گرفتار ہے۔ خود نکلنا بھی چاہے تو یہ سب اسے کسی نہ کسی حوالے سے جکڑے رکھتے ہیں اور وہ ان کو چھوڑ نہیں سکتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اس کے ہلکے سے اشارے سے سب یہیں کا یہیں دھرا رہ جاتا ہے اور انسان پلک جھپک میں ان بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(۶)

ہزار بار جواب تو گفتہ ام لبیک
بداں اُمید کہ یکبار گویم یا رب

ترجمہ: اے انسان تیری پکار کا ہزار بار لبیک کہنے کو تیار ہوں اس اُمید پر کہ تو مجھے ایک بار یا رب کہہ کر مخاطب کرے۔

(۷)

نظر برحمت ما کن مخور فریب عمل
چو شد پدید مسبب معطل است سبب

ترجمہ: (اے بندے) میری رحمت کو دیکھ کر (خواہ مخواہ) اپنے عملوں پر گمان نہ کر۔ میں ہی سارے اعمال کے حوالے سے مسبب الاسباب ہوں جب چاہوں یہ سبب معطل کر دوں۔

(۸)

جمال ذات بحسن صفت بیار ایم
حجاب بر فکنم بس بگوئمت فارغب

ترجمہ: یہ میری قدرت ہے کہ میں اپنے جمال ذات کو اپنی صفتوں میں ظاہر کرتا ہوں چنانچہ میں جب چاہوں تیرے میرے درمیان جو حجاب کا پردہ ہے اُسے ہٹا دوں اور تجھے (اے بندے) اپنی طرف راغب کرلوں۔

(۹)

مرا مجو کہ نیابی بباغ عالم قدس
درون سینہ سوزان عاصیاں بطلب

ترجمہ: مجھے اے بندے تو عالم قدس میں تلاش نہ کر بلکہ تو عاصیوں کے سینہ سوزاں میں طلب کر۔

(۱۰)

بوقت درد و طلب لطفہائے من دیدے
قیاس کن کہ چہ بینی بوقت عیش وطرب

ترجمہ۔ جب تو نے درد وطلب کے وقت میرے لطف دیکھے ہیں تو ذرا غور کر کہ عیش و طرب کے وقت تجھے کیا کچھ ملے گا۔

یعنی (اے بندے) کیا تو نے دکھوں اور تکلیفوں میں ہمارے لطف و کرم کو دیکھا ہے (کہ کیسا ہے۔؟ یعنی میں ہی دکھ دور کرنے والا ہوں)۔ اب اندازہ کر اگر دکھوں

دردوں میں میرا لطف وکرم ایسا ہے تو خوشی وشادمانی (جب تو مجھ سے واصل ہوگا) کے وقت یہ لطف وکرم کا نظارہ کیا ہوگا۔

(۱۱)

معینؔ ز نام ونشاں درگزر کہ دررہ عشق
غلامی سگ کویش ترابس است لقب

ترجمہ: اے معینؔ! اپنے نام ونشان کو بھول جا۔ کہ عشق کی راہ میں اُس (اپنے محبوب) کے کتوں کی غلامی کو ہی اپنا لقب بنالے۔

ردیف ''ت''

غزل (۹)

(۱)

عالم نمی از رشحہ بحر کرم اوست
آدم کف خاکی زغبار قدم اوست

ترجمہ: (۱) یہ دنیا اُس (خدائے بزرگ وبرتر) کے بحر کرم سے ٹپکا ہوا ایک قطرہ ہے اور یہ انسان اسکے قدم سے اُٹھے ہوئے غبار کی ایک مٹھی خاک ہے۔ یعنی یہ کائنات رب تعالیٰ کے لاانتہا اور بیکراں کرم کے سامنے یہ حیثیت رکھتی ہے گویا اس کے سمندر کے ایک قطرے سے پیدا ہوئی ہے اب اس کے بحر کرم اور اس قطرے کا موازنہ اس کی عظمتوں رفعتوں اور قدرت کا اندازہ کرنے میں کافی مدد دیتا ہے دوسری طرف انسان کی تخلیق گویا پاؤں کی مٹی کے ذرے سے ہوئی ہے تو اب اس کی حقیقت وحیثیت کا بھی اندازہ بآسانی ہوجاتا ہے۔

(۲)

آدم شدہ بیدارد ہنوز او بشکر خواب
شاباش وجودیکہ طفیل عدم اوست

ترجمہ: آدم بیدار ہو گیا ہے اور وہ اب تک میٹھی نیند میں ہے راہ وعدہ اُس کے وجود کا کیا کہنا جو اُس کے عدم کے طفیل حاصل ہوا۔

آدم (انسان) وجود میں آیا اور اس آمد کی سرمستی میں اُس "وجود" (حقیقت مطلق) کا شکر گزار ہے کہ جس کے طفیل اسے عدم آباد سے اس دنیا میں آنا نصیب ہوا۔ (تخلیق آدم کا عمل...... سبحان اللہ)

(۳)

عیسیٰ کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک
در آرزوئے سایہ عالی علم اوست

ترجمہ: (۳) عیسیٰ علیہ السلام جنہوں نے افلاک پر اپنا خیمہ لگایا ہے وہ اس کے علم کے بلند و عالی سایہ کی آرزو میں لگایا ہے

یعنی عیسیٰ علیہ السلام (کی خواہش ہے) کہ تیرے آسمانوں میں اپنا خیمہ بنا لے اور تجھ سے اپنی آرزوؤں اور امنگوں کی تکمیل کر لے۔

(۴)

دُر در شکم بحر نہانست و دل او
دُریست کہ صد بحر نہاں در شکم اوست

ترجمہ: موتی بحر کے شکم میں پوشیدہ ہے اور اُس کا دل ایسا موتی ہے کہ جس کے اندر سینکڑوں سمندر چھپے ہیں۔

یعنی سمندر کی تہہ میں ہزاروں لاکھوں موتی موجود ہوتے ہیں مگر تیری ذات ایسی ہے کہ ایسے لاکھوں ہزاروں سمندر تیرے اندر سمائے ہوئے ہیں۔

(۵)

ہر بندہ کہ دارد خط آزادی دوزخ
آں بندہ غلام وی وآں خط رقم اوست

ترجمہ: (۵) ہر وہ شخص جس کو دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل ہے وہ دراصل تیرا غلام ہے

اور یہ پروانہ (چٹھی) اُسے تو نے (تحریر کر کے) عطا کی ہے۔

(۶)

شادی جہاں کرد فدائے غم اُمت
دانست کہ شادی جہانے بہ غم اوست

ترجمہ: (۶) اُس محبوب نے غم امت پر دنیاوی خوشیوں کو قربان کر ڈالا۔ اُس محبوب کو علم تھا کہ اُمت کا غم زمانہ کی خوشی سے بڑھ کر ہے۔

(۷)

چوں دید کہ نیکی تو کم بودو بدی بیش
زیں واسطہ دانم کہ غم بیش وکم اوست

ترجمہ: چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ اُمت کی نیکی کم ہیں اور بدی زیادہ ہیں اس وجہ سے اُن کو کم وبیش غم ہمیشہ لاحق رہا ہے۔

(۸)

جانم کہ تپد ہر نفس از بہر وصالش
موقوف بروں آمدن دمبدم اوست

ترجمہ: میری جان تو ہر لحظہ اُن کے وصال کے لئے تڑپ رہی ہے۔ ان کا وصال اُس کے (مراد جان) جسم سے باہر نکلنے کے وقت پر موقوف ہے۔

(۹)

داریم امیدے کہ نہ پرسند بہ محشر
تقصیر معینی کی بنا بر کرم اوست

ترجمہ: مجھے اُمید ہے کہ محشر میں نہیں پوچھا جائے گا معین کے اُن گناہوں کو جو اس کے کرم کی بنا پر ہوئے ہیں۔

غزل (۱۰)

(۱)

توئی کہ جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست
بغیر نور رخت رانقاب دیگر نیست

ترجمہ: (اے رب دوجہاں) تُو ایسا ہے کہ اپنی ذات کا حجاب تو خود ہی ہے اور تیرا حجاب نہیں ہے۔ تیرے چہرے کے آگے تیرا اپنا نوری نقاب کئے ہوئے ہے اس کے علاوہ کوئی نقاب نہیں ہے۔

(۲)

توئی معرف خود لا جرم بد یہی گشت
کہ در تصور تو اکتساب دیگر نیست

ترجمہ: (اے خدا) تو اپنا عارف خود ہے۔ (اپنی پہچان بھی خود ہی رکھتا ہے) یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ تیرے تصور میں کسی دوسرے کا اکتساب نہیں ہے۔

(۳)

رموز عشق زلوح دلم مطالعہ کن
کہ حل نکتہ عشق از کتاب دیگر نیست

ترجمہ: میرے لوح دل سے رموز عشق کی تحریر پڑھ۔ کیونکہ عشق کے نکات کسی اور کتاب سے حل نہیں ہو سکتے۔

(۴)

شہود حق طلبی از وجود خود بگذر
کہ جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست

ترجمہ: اگر تُو یہ چاہتا ہے کہ تُو حق کا جلوہ دیکھے تو اپنے وجود کو درمیان سے ہٹا دے۔ (اپنے وجود سے گزر جا)۔ کیونکہ تیرے اور اُس کے مابین اس وجود کے علاوہ کوئی پردہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۵)

ز قشر تن بگذر در لباب جان بنگر
دراں لباب عجب گر کتاب دیگر نیست

ترجمہ: اپنے تن کا چھلکا اتار پھینک اپنی روح کے اندر جھانکی مار۔ تیری خواہشوں تیری طلب

کا حاصل وہیں پر ملے گا کسی دیگر کتاب میں تجھے یہ محبوب نہیں مل سکتا۔

'اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی'

(۶)

بمرد زاہد مادر خمار خمر بہشت
گماں برد کہ جز آں مے شراب دیگر نیست

ترجمہ: ہمارا پارسا زاہد جنت کی شراب کے نشے ہی میں مر گیا اسے یہی گمان تھا کہ اُس شراب طہور کے علاوہ کوئی اور شراب نہیں ہے۔

(۷)

چو محو تست معین نام او چہ مے پُرسی
کہ جز خموشیش اکنوں جو اب دیگر نیست

ترجمہ: (۷) جب معین تیری ذات میں محو ہے تو اُس کا نام (مرتبہ) کیا پوچھتا ہے اب تو سوائے خاموشی کے اُس کے پاس کوئی اور جواب نہیں ہے۔

غزل (۱۱)

(۱)

ایں چہ نورست کہ بر کون و مکان تافتہ است
نور عشق است کہ از مطلع جاں تافتہ است

ترجمہ: الٰہی یہ کون سا نور ہے جو دونوں جہانوں پر چھایا ہوا ہے۔ یہ عشق کا نوری جلوہ ہے جو مطلع جاں سے طلوع ہوا۔

(۲)

عشق مانند ہمائست کہ از اوج شرف
سایۂ دولت او بر دو جہاں تافتہ است

ترجمہ: عشق ہما کی مانند ہے کہ بزرگی و شرف کی بلندی سے اُس کا سایہ دونوں جہان کی دولت پر پڑ رہا ہے۔

(۳)

تو درون دل و بوئے تو زخود می شنوم
نکہت عطر تو بہ غالیہ داں تافتہ است

ترجمہ: تو میرے دل میں بستا ہے اور تیری خوشبو سے میں لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ جیسے تیرے عطر کی خوشبو اس عطردان سے پھوٹ رہی ہے۔

(۴)

بہر نا دیدن خفاش نگردد پنہاں
آفتابے کہ ز ہر ذرہ عیاں تافتہ است

ترجمہ: اگر کوئی سورج کو دیکھ نہیں سکتا ہے (چمگادڑ کی مانند) تو یہ اس کی اپنی فطرت ہے ورنہ تو یہ ذرہ ذرہ اس کی آب و تاب سے چمک رہا ہے۔

(۵)

خواست خیاط قضا خلعت خاصی دوزد
رشتہ ما و ترا برہم ازاں تافتہ است

ترجمہ: قضا و قدر کے درزی کی خواہش تھی کہ خلوص کا خلعت تیار کرے اس لیے اس نے تیرے اور میرے رشتے کا دھاگہ استعمال کر کے ہم دونوں کو باہم خوب جوڑ دیا۔

(۶)

عکس رخسار تو در دیدہ گریاں من است
ہمچو خورشید در آب رواں تافتہ است

ترجمہ: تیرے رخسار کا عکس میرے دیدہ گریاں میں موجود ہے۔ جیسے چلتے ہوئے پانی میں خورشید (سورج) صحیح دکھائی دیتا ہے۔

(۷)

شعلہ زد آتش دل از نفس سوزانم
آہ ازیں سوز کہ برکام و زباں تافتہ است

ترجمہ: میرے نفس سوزاں سے میرے دل کے اندر آگ روشن ہوئی ہے میرے لبوں پہ جو پرسوز اور پردرد آواز ابھرتی ہے وہ اسی آہ کی وجہ سے ہے۔

(۸)

بر سر راہ طلب عاقبت آریم بکف

دولتے راکہ زعشاق عناں تافتہ است

ترجمہ: محبوب کی راہ طلب میں وہ دولت ہاتھ لگ جائے گی جو عشق کرنے والوں کے ہاتھوں نہیں لگی ہے۔

(۹)

بزم خاص ست معینؔ بادہ وحدت پیش آر

ہاں کہ مستی تو بہ مجلسیان تافتہ است

ترجمہ: (۹) یہ خاص مجلس ہے۔ اے معینؔ وحدت کا جام اہل مجلس پر تیری مستی کے اثرات طاری ہو چکے ہیں۔

غزل (۱۲)

(۱)

چشم بکشای کہ آفاق پُر از نور خداست

خالی از نور خدا در ہمہ آفاق کجاست

ترجمہ: آنکھیں کھول (اور دیکھ) کہ دو جہانوں پر خدا کا نور ہی نور سمایا ہے۔ دنیا جہاں کا کونسا گوشہ ہے جو اس نور سے خالی ہے۔

(۲)

معنے کز نظر خلق نہاں بود مدام

نیک بنگر کہ نمودار ازیں صورت ماست

ترجمہ: وہ حقیقت جو ہمیشہ لوگوں کی نظر سے اوجھل تھی (کسی کو دکھائی نہیں دیتا) غور سے دیکھ وہ ہماری صورت سے نمایاں ہے۔

(۳)

آن جمالے کہ نظر نیز در آن محرم نیست
ہمچو خورشید درین آئینہ ماپیدا ست

ترجمہ: وہ جمال (جلوہ نور خدا) جو ہماری نظر دیکھنے سے قاصر ہے۔ وہ دراصل سورج کی طرح ہمارے دل کے اندر نمایاں ہے۔

(۴)

گفتمش چند بود حسن تو پنہاں گفتہ
حسن پیدا است دلی دیدہ بیند کراست

ترجمہ: میں نے پوچھا تیرا حسن کب تک نظروں سے اوجھل رہے گا۔ (اُس نے کہا) حسن تو ظاہر ہے لیکن دیکھنے والی نظریں موجود نہیں ہیں۔

(۵)

بک آ از خود واز ہر خزفی بہرہ مجو
کہ کششہا ہمہ در جاذبۂ کاہ رباست

ترجمہ: اپنے آپ میں سے باہر نکل آ اور ہر خوف سے آزاد ہو جا۔ تجھے ہماری (عشق حقیقی کی) کشش از خود اپنی جانب کھینچ لے گی۔

(۶)

طبل عشق ست کہ در کون ومکاں میگویند
پنبہ ازگوش بروں کن بشنو کین چہ صداست

ترجمہ: (ہمارے) عشق کا نقارہ دو جگ میں گونج رہا ہے۔ تو اپنے کانوں میں سے روئی نکال اور سن کہ یہ صدا کیسی ہے۔

(۷)

شد معین باتو بخلوت کہ وحدت محرم
تا کہ از ہستی واز نیستی خویش جدا ست

ترجمہ: معین خلوت (تنہائی) میں تیرے ساتھ اس لئے بیٹھا ہے کہ اس ہونے نہ ہونے کے

عمل سے آزاد ہو جائے۔ (زندگی موت اس کے لئے بے معنی بن جائے وہ یوں تیرا ہو کے رہ جائے)

غزل (۱۴)

(۱)

مستم امروز ازاں بادہ کہ درجام دل است
تا ابد چاشنی عشق تو درکام دل است

ترجمہ: آج میں شراب وحدت کے جام سے مست الست ہوں اب تیرے عشق کی مستی میرے دل میں تا ابد رہے گی۔

(۲)

تشنگی دل ازاں نیست کہ یابد تسکین
کہ ہمہ جوی بہشت ست کہ یک جام دل است

ترجمہ: میری پیاس ایسی پیاس نہیں ہے کہ اُس کی تسکین نہ ہو سکے جنت کی نہر بھی میری اس تشنگی کے لیے ایک جام ہے۔

(۳)

تن پرستی ست کہ میلش بہ نعیم دو جہان ست
جام دیدار خدا وعدہ انعام دلست

ترجمہ: دو عالم کی نعمتوں کا حصول دراصل تن پرستی ہے۔ (یعنی مادی لذتوں اور آسائشوں کے بہانے ہیں۔) اللہ نے جو وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ جام دیدار عطا فرمائے گا تو یہی میرے دل کا اصل انعام ہے۔

(۴)

اضطراب دلم آرام نگیرد بہ بہشت
دیدن روئے دل آرام من آرام دلست

ترجمہ: میرے دل کی بے چینی کو جنت (کی نعمتوں میں بھی) سے آرام نہیں ملتا ہے۔ مجھے تو

محبوب کے رُخ روشن کے دیدار ہی سے آرام مل سکتا ہے۔

(۵)

میرود ہر نفس از دل بخدا پیک دعا
قدسیاں را بفلک گوش بہ پیغام دلست

ترجمہ: میرے دل سے ہر سانس کے ساتھ اٹھتی ہوئی دعائیں اللہ کی جانب قاصد بن کر جاری ہیں اور فرشتے بھی میرے دل کی اس آواز پر کان لگائے ہوئے ہیں۔

(۶)

چوں دل از عالم پاک آمدہ درکشور خاک
ہم بانجام رود آخر کہ سر انجام دلست

ترجمہ: دل چونکہ عالم پاک سے عالم فانی (دنیا) میں آیا دہ اس لیے یہ عالم خاک سے اپنی منزل کی طرف جائے گا۔

(۷)

از تو تا دوست گراز عرش بود تاثیرے
از کم وبیش میندیش کہ یک گام دلست

ترجمہ: اگر تجھے دوست کی جانب عرش پر پہنچنا ہو تو منزل کی دوری اور قرب کا خیال مت کرو وہ تو دل کا ایک قدم ہے۔

(۸)

سرکشی چوں کنداں تن کہ دلش گشت سوار
تو بہ بیں نفس جموح است ولے رام دلست

ترجمہ: جو تن عجز و عاجزی سے معمور ہے وہ بھلا گمراہ کیا ہوگا۔ یہ نفس اگرچہ سرکش گھوڑا ہے لیکن اس پر بھی دل کا مطیع ہے۔

(۹)

ظلمت عاربدن گشتہ حجابت ورنہ
تابش نور خدا بردرو بام دلست

ترجمہ: غاز بدن کی ظلمت تیرے لئے حجاب بن گئی ہے (جس وجہ سے تجھے دکھائی نہیں دیتا تو دنیاوی عیش و آرام کا غلام ہے) ورنہ تیرے دل کے در و بام پر نور خدا جگمگا رہا ہے۔

(۱۰)

طائر عشق کہ از کون و مکان آزادست
مرغ زیرک صفت آو یختہ در دام دلست

ترجمہ: عشق کا پنچھی کون و مکان کی قید سے آزاد ہے۔ یعنی عشق زمانے اور وقت اور جگہ کا پابند نہیں ہے۔ یہ کہ بہت ذہین پرندہ ہے (جو کون و مکان سے بھی اونچی پرواز رکھتا ہے) مگر دل کے جال میں آکر پھنس جاتا ہے۔

(۱۱)

خطبہ سلطنت وسکہ دولت کہ زوند
تاجداران ملائک ہمہ بربام دلست

ترجمہ: جس کی سلطنت کا خطبہ اور دولت کا سکہ جاری و ساری ہے وہ فرشتوں کا تاجدار میرے بام دل پر جلوہ فرما ہے۔

(۱۲)

نکتہ عشق کہ ہرلوحِ بیاں ثبت نیست
بمعینؔ ہمہ معلوم بہ اعلام دلست

ترجمہ: عشق کے وہ نکات جو لوح بیان پر درج نہیں ہیں وہ دل کی آگاہی سے معینؔ کو تمام معلوم ہیں۔

غزل (۱۴)

(۱)

آتش افروخت عشق وجسم وجان من بسوخت
گفتم آہے بر کشم کام وزبان من بسوخت

ترجمہ: عشق کی آگ نے میرے جسم و جاں کو جلا کے راکھ کر ڈالا ہے میں نے کہا کہ میں آں

کروں گا اس جرم میں میرے کام و زبان جل گئے۔ میرا منہ میری زبان سب کچھ راکھ ہوا چونکہ میں بولنے کے قابل نہیں رہا اس لئے اب میری آہیں بولتی ہیں۔

(۲)

آتش دوزخ ندارد تابش سوز فراق
آہ ازین آتش کہ پیدا و نہان من بسوخت

ترجمہ: ہجر و فراق کی آگ جیسا جلاتی ہے دوزخ کی آگ اس قدر نہیں کرسکتی ہے یہ آگ میرے دل کے نہاں خانے میں جلتی ہے اور اندر ہی اندر جلادیتی ہے۔

(۳)

نار دوزخ گرچہ سوزد پوستہائے عاصیان
آتش ہجرانش مغز استخوان من بسوخت

ترجمہ: جہنم کی آگ اگرچہ گنہگاروں کی کھال جلائے گی مگر عشق کی آگ نے میری ہڈیاں اور میرا مغز سب کچھ خاک کرڈالا ہے۔

(۴)

نعمت ہر دو جہاں با عافیت میخو است دل
آتش عشق آمدو ہردو جہان من بسوخت

ترجمہ: کہ دو جہاں کی نعمتوں سے آرام و سکون کو دل تلاش کررہا تھا۔ مگر مجھے عشق ہوگیا اور عشق کی اس آگ نے میرے دونوں جہان جلا کے خاک کرڈالے۔

(۵)

دنیا و عقبیٰ برفت و عشق مولیٰ ماندو بس
سطوت نور تجلی این وآن من بسوخت

ترجمہ: دین و دنیا دونوں ختم ہوئے بس صرف عشق الٰہی باقی بچا۔ نور الٰہی کی پھوٹتی تجلی نے ہر این و آن کو جلا ڈالا ہے۔

(۶)

اہل عقبیٰ سود برد و طالب دنیا زیاں
گرمی بازار او سود و زیان من بسوخت

ترجمہ: عقبیٰ کی فکر کرنے والوں نے فائدہ اُٹھایا اور طالب دنیا کو نقصان ملا۔ عشق کے بازار کی گرمی نے میرے لیے نفع و نقصان دونوں کو جلا کے رکھ دیا۔

(۷)

تشنہ دیدار یارم دربیابان طلب
کاتش ایں تشنگی روح و روانِ من بسوخت

ترجمہ: لگن، جستجو، تلاش کے جنگل میں (مارا مارا پھرتا ہوا) اپنے محبوب کے دیدار کا طلب گار ہوں۔ یہ آگ وہ ہے جس نے میرے روح اور جسم کو جلا کے رکھ دیا ہے۔

(۸)

چوں نشانِ بے نشانی دررہ گم نامی ست
برق استغنا ازاں نام ونشان من بسوخت

ترجمہ: (۸) اگر محبوب کا پتہ نشانی ڈھونڈنا ہو تو یہ کام خود کو بے نشان کیے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تو بے نیازی کی برق نے میرے نام ونشان کو جلا ڈالا ہے۔ (مجھے بے نشان کر دیا ہے۔)

(۹)

چونکہ درمرآت جاں دیدار جاناں شد عیاں
ظلمت تن در ظہور نور جان من بسوخت

ترجمہ: چونکہ اُس محبوب کا دیدار دل کے آئینے میں ہوگا اس لیے نور کے ظہور کے لیے میں نے جسم کی ظلمت کو فنا کر دیا۔

(۱۰)

صد ہزاراں پردہ بود اندر میاں ما و دوست
جملہ ازیک شعلۂ آہ و فغان من بسوخت

ترجمہ: میرے اور میرے محبوب کے درمیان صد ہزار پردے تھے۔ میری آہ و فغاں نے ان سب پردوں کو جلا کے راکھ کر ڈالا۔

(۱۱)

گر معینی پیش ازیں گفتی زحسنش شمہ

ایں زماں نور رخش شرح دیان من بسوخت

ترجمہ: اس سے قبل تو معینؔ نے اس محبوب کے حسن کی کچھ شرح کی تھی لیکن اب تو اس کے نور رخسار نے میری قوت شرح و بیان کو جلا کے راکھ کر ڈالا۔

غزل (۱۵)

(۱)

آتشے آمد پدید و جسم و جاں یکسر بسوخت

دل درون سینہ ام چوں عود در مجمر بسوخت

ترجمہ: اچانک ایسی آگ بھڑکی کہ جسم و جاں یکسر جل گئے۔ میرا دل سینے کے اندر سلگتے ایسے جل گیا۔ جس طرح "عود" سلگتے سلگتے راکھ ہو جاتا۔

(۲)

سوخت جسم و جانم اے محرم خدارا باز پرس

کیں چہ آتش بود کزدی جملہ بحر و بر بسوخت

ترجمہ: میرے جسم و جان دونوں جل گئے۔ اے محرم خدا کے لیے دریافت تو کر یہ کون سی آگ تھی جس نے یہ تمام بحر و کو جلا دیا۔

(۳)

ایں چہ آتش بود کا مد حاصل از مقداح غیب

کیں ہمای عقل را در اوج فطرت پر بسوخت

ترجمہ: عالم غیب سے یہ کیسی آگ (آتش عشق الٰہی) اتری ہے جس کے شعلوں نے عقل و دانش کے ہما کو او نچائیوں پر اڑتے ہوئے بھی جلا ڈالا ہے۔

(۴)

اخگری می بود پنہاں زیر خاشاک وجود
عاقبت یک شعلہ زد مجموع خشک وتر بسوخت

ترجمہ: میرے وجود کے تنکوں کے نیچے ایک چنگاری پوشیدہ تھی۔ آخر وہ بھڑکی شعلہ بنی اور پھر اس نے سب خشک وتر کو جلا ڈالا۔

(۵)

من زدیدہ ریختم آبیکہ بنشیند علم
اشک خوں آلود بود آتشم بہتر بسوخت

ترجمہ: میں نے بھڑکتی ہوئی آگ بجھانے کے لیے آنکھوں سے پانی بہایا لیکن آنسو چونکہ خون آلود تھے اس لیے آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ (عشق کی آگ نے جلا ڈالا)

(۶)

خو استم آہی زنم شاید کہ سوزم کم شود
در تن آتش فتاد و بر فلک اختر بسوخت

ترجمہ: میں نے چاہا تھا کہ میری آہوں سے میرے سینے کی جلن کم ہو جائے۔ (یہ وہ آگ ہے۔) جس نے میرے جسم کو بھی جلا ڈالا اور آسمان پر ستاروں کو بھی جلا ڈالا۔

(۷)

خلق گویندم معینؔ ایں رمز بر منبر بگوی
آہ کین آتش ہزاراں واعظ و منبر بسوخت

ترجمہ: لوگ تو کہتے ہیں کہ اے معینؔ عشق کے راز عام کر دو لیکن افسوس پہلے ہی اس آہ وزاری کی آگ نے واعظ (خطبہ دینے والا) اور منبر دونوں کو جلا ڈالا ہے۔

غزل (۱۶)

(۱)

کسیکہ عاشق و معشوق خویشتن ہمہ اوست
حریف خلوت و ساقی و انجمن ہمہ اوست

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ) خود ہی عاشق ہے خود ہی محبوب ہے۔ محفل میں ساقی بھی وہی ہے اور تنہائی میں اپنا حریف بھی خود ہے۔ ہر شے میں وہی وہ ہے۔

(۲)

اگر بدیدہ تحقیق بنگری دانی

کہ ناظر دل و منظور جان وتن ہمہ اوست

ترجمہ: اگر تو تحقیق (گہری) نظر سے دیکھے تو تجھے معلوم ہوگا۔ جسم، جان، تن حاضر ناظر اندر باہر سب کچھ وہی ہے۔

(۳)

چو اندر آئینہ دل فتاد عکس رخش

چناں نمود کہ درجسم وجان و تن ہمہ اوست

ترجمہ: جب میرے دل کے آئینے میں میرے محبوب کے چہرے کا عکس نظر آیا تو پتہ چلا کہ میرے جسم وجان میں بس وہی وہ ہے۔

(۴)

اگر تو خرقہ ہستی خویش پارہ کنی

نظر کنی کہ دریں زیر پیرہن ہمہ اوست

ترجمہ: اگر تو اپنے وجود کا یہ لبادہ تارتار کردے (زندگی سے منہ موڑ لے) تو تجھے نظر آئے گا کہ اس لبادے کے نیچے مکمل طور پر بس وہی وہ ہے

(۵)

زجام عشق نہ منصور بے خود آمد بس

کہ دار نیز ہمی گفت بارسن ہمہ اوست

ترجمہ: اس عشق کے جام سے حضرت منصور حلاجؒ ہی بے خود و مست نہیں ہوئے' اُسے دی جانے والی سولی کے رسے نے بھی پکار پکار کر کہا تھا بس وہی وہ ہے۔

(۶)

کہ برد بوی و قریں ساخت با اویس قرنؓ
سو مدینہ کہ آورد از قرن ہمہ اوست

ترجمہ: (حضرت) اویس قرنیؓ کے پاس کون خوشبو لے گیا پر کس نے چادر وحدت ڈالی تھی اور اُسے قرن سے مدینہ کون لے کر آیا تھا۔ بس وہی تو تھا جو ہر شے میں اور ہر جگہ ہے۔

(۷)

رموز عشق کند آشکار و نندیشد
چو دل بدید کہ در سرو در علن ہمہ اوست

ترجمہ: (۷) میں عشق کے اسرار و رموز بے خوف و خطر سناتا ہوں کہ مجھے تو یہی نظر آیا ہے ظاہر باطن میں ہر جگہ بس وہی ہے۔

(۸)

مگو کہ کثرت اشیا نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیاء نظر فگن ہمہ اوست

ترجمہ: یہ مت کہہ کے چیزوں کی کثرت سے وحدت پر حرف آتا ہے تو چیزوں کی حقیقت کو دیکھ تجھے معلوم ہوگا بس وہی وہ ہے۔

(۹)

تعین است گر از اعتبار ماو من است
زاعتبار گزر کن کہ ماو من ہمہ اوست

ترجمہ: دنیا میں اگرچہ "ما" اور "من" نے اعتبارات وجود قائم کر دیئے ہیں لیکن یہ سب اعتبارات ہیں حقیقت میں تو ہمہ اُوست ہے۔

(۱۰)

چونائی کہ نہد بردہان نے لب خویش
نہادہ بردہن عاشقاں دہن ہمہ اوست

ترجمہ: بسنسری کے منہ پر ہونٹ رکھ کر تو جیسا چاہے بجاتا ہے اور عشق والوں کو بسنسری بنا کر تو بجاتا ہے یعنی یہ کل کائنات تیرے اک اشارے سے عمل میں آتی ہے اور اس کی ہر شے میں تو ہی تو ہے۔

(۱۱)

چہ جائے بادہ وجام وکدام ساقی مست

خموش باش معینے ودم مزن ہمہ اوست

ترجمہ: کیا شراب' کیا جام اور کیا ساقی مست الست۔!!! اے معین خاموش ہو جا مت بول ان سب کی حقیقت وہی ہے۔

غزل (۱۷)

(۱)

یارب ایں صورت کہ در مرات جاں پیداست کیست

آن چناں حسنی دریں پردہ نہاں پیداست کیست

ترجمہ: اے خدا میری جان کے آئینے میں یہ کیسی صورت تو نے پیدا کردی ہے یہ تو پردے کے اندر سے بھی اپنی چمک دمک کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ کیا نور ہے۔

(۲)

ذرہ ذرہ نیست خالی در ہمہ کون ومکاں

وانکہ بیرون ست از کون ومکاں پیداست کیست

ترجمہ: کون ومکان میں ایک ذرہ بھی خالی نہیں ہے وہ جو اس کون ومکان سے باہر ہے ظاہر وہ کون ہو سکتا ہے۔

یعنی کون ومکان کا ایک ایک ذرہ ایسا ہے کہ اُس کے نور سے معمور ہے (کوئی ایک ذرہ بھی خالی نہیں ہے)۔ کون ومکاں کے باہر بھی ہر جانب نوری جلوہ کیسا ہے۔

(۳)

آفتابے در لباس ذرہ ہائے مختلف

نور دیگر میزند ہر زماں پیداست کیست

ترجمہ: آفتاب تو ایک ہی ہے لیکن مختلف ذروں میں نمایاں ہے ہر لحظہ ذروں کا نور بڑھانے والا یہ کون ہے۔

(۴)

گر بظاہر در لباس باتوئی پیدا ولیک
آنکہ پنہانست اندر مغز جاں پیداست کیست

ترجمہ: اگرچہ بظاہر ہمارے لباس میں تو ہی نمایاں ہے لیکن وہ جو میرے اندر موجود ہے ظاہر کہ تیرے سوا کون ہے۔

(۵)

آنکہ اندر بزم جان ہر دم بآواز دگر
مینوا زد پردہ صاحبدلاں پیداست کیست

ترجمہ: وہ جو روح (جان) کی بزم میں کوئی ہر لحظہ ایک نئی آواز گونجتی ہے۔ وہ نئے انداز سے صاحب دلوں کو نواز رہا ہے کون ہے اللہ والے جب بولتے ہیں تو ان کے اندر سے "اُس" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

(۶)

آنکہ خود بر خود تجلی میکند بس خود بخود
عشق میبازد بنام عاشقاں پیداست کیست

ترجمہ: وہ کون ہے جو اپنے اوپر اپنے ہی نور کا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔ عاشقوں کے نام سے خود اپنے پر عاشق ہو رہا ہے کون ہے۔

(۷)

چند ہر ساعت من و تو درمیان آری معینؔ
آنکہ مقصود از من وتست از میاں پیداست کیست

ترجمہ: اے معینؔ یہ من وتو کا فرق ہر لحہ درمیان میں کب تک لائے گا یہ بتا کہ اس من وتو سے

مقصود کون سی ذات ہے۔

غزل (۱۸)

(۱)

نام او می بردم اول تاچناں شد عاقبت
کو چو شیر اندر رگ جانم رواں شد عاقبت

ترجمہ: محبوب کے نام کا ورد کرتے کرتے بالآخر وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جیسے ماں کا دودھ میری رگ رگ میں سمایا ہے اسی طرح اب یہ نام میری رگ رگ میں سما گیا ہے۔

(۲)

یاد اُو با جاں چناں آمیخت کز فرطِ طلب
یاد او وا گشت او در جاں نہاں شد عاقبت

ترجمہ: اُس کی یاد جان سے اس طرح وابستہ ہے کہ فرطِ طلب سے اُس کی یاد خود اُس کی ذات بن گئی ہے اور جان میں نہاں ہے۔

یعنی محبوب سے وصال کی طلب کی شدت ایسی ہے کہ اس۔کے نام کی مالا جپتے جپتے وہ نام میری جان کا حصہ بن گیا ہے اب اس کی یاد میری جان کے اندر یوں جا چھپی ہے میں جانوں کہ وہ خود میرے اندر آن سمایا ہے۔

(۳)

خلق میگفتند یادش تاجنوں خواہد کشید
ایں سخن باور نکردم تا چناں شد عاقبت

ترجمہ: لوگ کہتے تھے یہ اُس (محبوب) کی یاد جنوں کا رنگ اختیار کرے گی لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا لیکن آخر کار وہی ہوا۔ (میں اس کی یاد میں مگن رہا اور وہ میرے دل کے نہاں خانے میں آ آباد ہوا۔)

(۴)

مدتے دل را توقع بود زاں لب شربتی
آرزوی دل بکام عاشقاں شد عاقبت

ترجمہ: ایک عرصے تک دل کی توقع تھی کہ اس کے لب کی شیرینی سے فیض پاؤں لیکن آخرکار وہی آرزوئے دل عاشقوں کی تمنا بن گئی (بالآخر یہ مراد بر آئی اور مجھے اپنے محبوب کا وصال نصیب ہوا)

(۵)

آنکہ اندر پردہ عصمت گہے مستور بود
پردا ہا افگند و رسوائے جہاں شد عاقبت

ترجمہ: ''وہ'' کہ جو (پردہ عصمت) کے اندر چھپا تھا اس نے پردہ ہٹا دیا اور دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ یعنی دنیا نے مختلف مظاہر فطرت سے اس کے وجود کا ثبوت پایا یہ دنیا بنانے سے پہلے اللہ تعالیٰ غیب میں تھا۔ دنیا بنا کر اس نے اپنی خدائی کا ظہور کیا۔

(۶)

رشتہ جانِ مرا بگسیخت مقراض فراق
تا اُمید وصل تو پیوند جاں شد عاقبت

ترجمہ: ہجر و فراق کی قینچی نے میری زندگی کا دھاگہ کاٹ ڈالا۔ (اسی سبب سے) تیرے وصال کی خواہش میری جان کا پیوند بن گئی۔ (زندگی سے رشتہ کٹ جانے کے بعد خدا سے واصل ہونا ممکن ہوا۔)

(۷)

ہر دلے کز بے نشاں میخو است تایا بد نشاں
چوں معینؔ در بے نشانی بے نشان شد عاقبت

ترجمہ: وہ دل جو کہ اُس بے نشان کا کوئی نشان ملے۔ تلاش میں تھا۔ سو معینؔ کی طرح (میں نے مادی نہیں بلکہ روحانی حوالوں سے اُسے پالیا۔) بے نشان کے لیے خود بے نشان بن گیا۔

غزل (۱۹)

(۱)

در رہ عشق تو ام درد تو ہمراہ بس است
مونس خلوت دل آہ سحر گاہ بس است

ترجمہ: مجھے تیرے عشق کی راہ میں درد (دکھ اور غم) کافی ہیں۔ میری تنہائیوں میں میری ہمدرد اور ساتھی میری آہ سحر گاہی (صبح صادق کے وقت خدا کے حضور کی جانے والی آہ وفریاد) ہی مجھے کافی (دشافی) ہے۔

(۲)

رہ مخوف ست و شب مظلم و دشمن بکمین
رہبرم نور توکلت علی اللہ بس است

ترجمہ: محبت کا راستہ خوف وخطر سے پر، رات اندھیری اور دشمن بھی گھات لگائے بیٹھا ہے مگر اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل کا نور ہی میرا راہبر ہے اور یہی کافی ہے۔

(۳)

در حریم حرم خاص گرت رہ ندہند
ہمت از دور زمیں بوی درگاہ بس است

ترجمہ: اگر (حالات وواقعات) مجھے تیری بارگاہ عظیم میں (تیرے حرم خاص میں) پہنچنے نہیں دیتے ہیں تو مجھ میں یہ ہمت ہے کہ میں دور دور ہی سے تیری زمیں بوسی کر کے دل کو سکون پہنچالوں گا اور یہی میرے لئے بہت ہے۔

(۴)

حسن ساقی بتوبی پردہ اگر جلوہ نہ کرد
عکس افتادہ بجام دل آگاہ بس است

ترجمہ: یعنی ساقی کا حسن اگر تجھے پردہ میں نظر نہیں آیا تو ہمارے دل آگاہ کے جام میں نظر آنے والا عکس کافی ہے۔ یعنی اگر ساقی نے اپنا نقاب الٹ کر اپنے حسن کا جلوہ نہیں دکھایا تو میرے دل کے پیالے میں (بادہ عشق سے بھرے ہوئے پیالے میں) تیرے حسن کا عکس ہی میری تسکین قلب وجاں کے لیے کافی ہے۔

(۵)

چوں معین منقلب الی الرب نکشا ید درے
پا بدامن کش و بنشین کہ ہمیں راہ بس است

ترجمہ: اگر دل سے رب کی طرف دروازہ نہیں کھولا تو پھر ٹھہر جا اور راہ میں بیٹھ جا تیرے لئے راہ ہی کافی ہے۔

(۶)

چشم عقل بزیر علم عشق درآ
در سپاہی کہ ہزارند یکے شاہ بس است

ترجمہ: (۶) عقل کے ہاتھ میں عشق کا جھنڈا مت تھما۔ (عقل کی آنکھ نے عشق کا جھنڈا اٹھا رکھا ہے اُسے ترک کر دے) ہزاروں لاکھوں سپاہی بھی ہوں تو ان پر حکمران صرف ایک بادشاہ ہی ہوتا ہے۔

(۷)

ہمچو خورشید مکن جانب ہر ذرہ نگاہ
زانکہ در فسحت دل منزل یکماہ بس است

ترجمہ: خورشید کی طرح ہر ذرے کی طرف نگاہ مت کر کیونکہ دل کی پہنائیوں میں ایک چاند ہی کافی ہے جو اسے نور نور کر دیتا ہے۔

(۸)

تو نکو خواہ وی و جنت وصل آن تو شد
وآتش ہجر نصیب دل بد خواہ بس است

ترجمہ: تو اُس دوست کا ہے وصل کی جنت تیری ملکیت ہے اور جدائی کی آگ دل بدخواہ کے لیے کافی ہے۔

(۹)

گر مطیعان ہمہ طاعت بر دوست برند
اے معین بدرقہ آہ تو یک آہ بس است

ترجمہ: اگر پاک باز لوگ' زہد و تقویٰ والے لوگ' اپنے محبوب کے سامنے اطاعت و نیاز کا مظاہرہ کریں گے تو اے معین اس لیے بھی (میرے دل سے اٹھنے والی) آہ و زاری ہی

میرے کام آئے گی۔

ردیف "ح"

غزل (۲۰)

(۱)

حراز عشق تو دردیست در دل مجروح
کہ گرچہ شرح دہم ہم نمے شود مشروح

ترجمہ: تیرے عشق کا حرا وہ درد ہے جو دل مجروح میں ہے اگر میں اُس کی شرح کروں تو وہ شرح سے بھی واضح نہیں ہو سکتا۔

(۲)

فتوح عالم غیبی ہمی کنند نثار
گہے کہ در کہ میخانہ میشود مفتوح

ترجمہ: عالم غیب کی فتوحات نثار کی جاتی ہے جب کبھی میخانے کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔

(۳)

صباح روز ازل ساقی الست چہ گفت
ایا فریق سکارٰی تہا درو بصبوح

ترجمہ: روز ازل کی صبح کو ساقی ازل نے کہا کہ اے رندو! اٹھو جلدی کرو جام بھر کے پیو کہ صبح کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

(۴)

چہ جرعہ ہاست کہ بر خاک تن نمی ریزد
زبادہ کہ دلم میکشد ز ساغر روح

ترجمہ: کیسے گھونٹ ہیں جو خاک تن پر نہیں گرائے گئے اس شراب کے جو میرے دل نے روح کے ساغر سے پئے ہیں۔

(۵)

سوار کاری میدان چرخ ے سزدت
اگر زدست نمائی لگام نفس جموح

ترجمہ: (اے انسان) میدان چرخ میں سوار ہو کر دوڑنا اُس وقت تجھے میسر ہوگا جبکہ تو اپنے نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو میں کرے گا۔

(۶)

فَنُور وَجْہِ حَبِیْبِی بَعْدَ مَا طَلَعَتْ
بِلا مَظَاہِرَ اٰیَاتِہٖ تَکَادُ لَقلُوح

ترجمہ: پس میرے محبوب کا جمال جب ظاہر ہو گیا تو بغیر اپنے نشان کے مظہروں ہی کے جلوہ نما ہے۔

(۷)

معینؔ بعشق دہد جا گر عیب کہ مور
بردبہ پیش سلیمان بخورد خویش فتوح

ترجمہ: اگر معینؔ تمہارے عشق میں اپنی جان بھی دے دے تو اسے اس کا عیب شمار نہ کرنا کہ چیونٹی حضرت سلیمانؑ کے حضور میں اپنے لائق نذرانہ لے کر گئی تھی۔

ردیف "د"

غزل (۲۱)

(۱)

حمد یکہ ہچو بحر کرم بیکراں بود
حمد یکہ شکر نعمت ہر دو جہاں بود

ترجمہ: حمد اُس ذات کو کہ جس کا کرم بحر بیکراں کی مانند ہے اور اُس کی حمد کرتا ہوں۔ شکر میں دونوں جہاں کی نعمتیں ہیں۔

(۲)

حمد یکہ در تضاعف ذرات کائنات
چندانکہ مستزاد کنی بیش ازاں بود

ترجمہ: وہ ایسی حمد ہے کہ ذرات جہاں سے بھی اُس کو دوگنا کر دیا جائے۔ بلکہ جتنا بھی بڑھایا جائے وہ اُس سے سوا ہے۔

(۳)

حمدے کہ بدان مشابہ کہ ادراک کنہ آں
برتر ز پایہ خرد خردہ داں بود

ترجمہ: اُس کی حمد اُس کی ذات کے ادراک کی مانند ہے جو باریک بین عقل کی رسائی سے بڑھ کر ہے۔

(۴)

حمد یکہ چوں عماری عزت کند رواں
بر منکب ملائکہ حکمش رواں بود

ترجمہ: تمام تعریف اُس ذات کی جو عزت کی عمارات جب رواں کرتا ہے تو ملائکہ کر گردن پر اُس کا حکم جاری ہوتا ہے یعنی فرشتے بھی اس کی تعمیل میں حاضر رہتے ہیں۔

(۵)

حمد یکہ در ہوائے ہویت ہمائے وار
بر تخت گاہ ملک قدم سائباں بود

ترجمہ: ایسی تعریف جو ہما کی مانند اُس کی ذات کی فضا میں ملک قدم کے تخت گاہ کا سائباں بن جائے۔

(۶)

حمد یکہ عقل رانقش ازبر کے فتد
بر مسند مقاصد خو، کامراں بود

ترجمہ: تمام تعریف اُس کو جس کی مہربانی کا سایہ اگر کسی پر پڑ جائے تو وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائے۔ یعنی حمد کی بدولت وہ شخص جس پر اس کا سایہ پڑتا ہے دنیا و آخرت میں کامیاب رہتا ہے۔

(۷)

حمد یکہ چوں زحیطہ جاں سر بروں کند،
ہر تار موی بر تن ازاں صد زباں بود

ترجمہ: وہ تعریف جو کہ جو احاطہ جاں سے اپنا سر باہر نکالتی ہے تو بدن کے ایک ایک بال کو گویا سو سو زبانیں لگ جاتی ہیں۔

(۸)

حمد یکہ چوں قدم کشد از ضیق کن فکاں
جولانگہش بنا حیت لامکاں بود

ترجمہ: (۸) وہ حمد کہ جو اس دنیا کی تنگی سے جب قدم نکالتی ہے تو اُس کی جولاں گاہ عالم قدس بن جاتا ہے۔

(۹)

حمد یکہ چوں زباں دہدش زیور بیاں
تحسین قدسیاں ہمہ نعم البیان بود

ترجمہ: وہ حمد جو حسن بیان کے ساتھ زبان سے ادا ہوتی ہے اس سن سن کر فرشتے بھی دادو تحسین دیتے اور سبحان اللہ سبحان اللہ پکارتے ہیں۔

(۱۰)

حمد یکہ در ہواش ملائک فگندہ پر
آں خود چہ جائے حوصلۂ انس و جاں بود

ترجمہ: وہ حمد جس کی آرزو میں فرشتوں کے پر جھڑ گئے ہیں اُس کے بیان کا حوصلہ بھلا انس و جان کو کیا ہو سکتا ہے۔

(۱۱)

حمد یکہ نہ ملک کند انشانہ انس وجاں

بل خود بذات خود حمدی آں بود

ترجمہ: وہ حمد کہ جس کو فرشتے انسان اور جنات تحریر نہ کر سکیں تو وہی ذات احدیت جس کو بیان کر سکتی ہے۔

(۱۲)

باد اثار بار گہ قدس کبریا

کاں معمد محامد قدوسیاں بود

ترجمہ: ایسی تمام تعریف اُس کبریا کی پاک بارگاہ پر نثار جو فرشتوں کی تعریف کا زینہ ہے۔

(۱۳)

آن حمد ناقصیکہ بگویند بندگاں

کے درخور خدائے حق عزوشاں بود

ترجمہ: وہ حمد تو ناقص ہے جو (عام لوگ) ہم بندے پڑھتے پھرتے ہیں۔ وہ خداوند بزرگ و برتر کے شایان شان کب ہو سکتی ہے۔

(۱۴)

لا احصی ست تحفہ خاصاں در آنجناب

این گفتگو چہ لائق آں آستان بود

ترجمہ: جب بارگاہ الٰہی میں مقرب لوگ "لا احصی" کا تحفہ لاتے ہیں تو پھر ہم جیسوں کی یہ بات چیت حق جل جلالہ کے لائق نہیں ہے۔

(۱۵)

در اوج کبریاش فگندست بال عجز

آں شاہباز قدس کہ عرش آشیاں بود

ترجمہ: اُس کبریائی کی بلندی پر عاجزی کے بازو اُس پاک شہباز نے بچھا دیے ہیں جس کا

مقام عرش ہے۔

(۱۶)

او بے نشاں محض چہ جوئے از و نشاں
ہر ذرہ بر خدائی او صد نشاں بود

ترجمہ: اُس بے نشان کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے تو اُسے کہاں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ (لیکن کمال عظمت یہ ہے) کہ ہر ہر ذرے میں اس کی خدائی کا جلوہ ہے۔

(۱۷)

چشمت چو نیست پردہ زرخ کی براَفگند
صاحب نظر کجاست کہ او خود عیاں بود

ترجمہ: تمہارے پاس دیکھنے والی آنکھ ہی نہیں ہے وہ اپنے رخ سے پردہ کیا اُٹھائے کوئی ایسا صاحب نظر کہاں ہے؟ جس پر وہ خود اپنا جلوہ عیاں کرے۔

(۱۸)

آنراکہ پردہ ہا ز نظر برگرفتہ اند
در صد ہزار پردہ دیگر نہاں بود

ترجمہ: اگر آنکھوں کے آگے سے (ظاہری) پردے ہٹا بھی دیئے جائیں تو بھی وہ (نور حقیقی) ہزاروں دیگر پردوں کے پیچھے چھپا رہے گا۔

(۱۹)

حقا کہ کوششے تو بجائے نمی رسد
کربی کشش زجانب اوہر زماں بود

ترجمہ: خدا کی قسم تیری کوشش کسی کام نہیں آئے گی اگر ہر لحظہ اُس کی جانب سے کشش نہ ہو۔ (دل میں طلب اور لگن بچی ہونی چاہیے پھر کوشش بھی بامراد ہوتی ہے۔)

(۲۰)

سدّ وجود شکن گر مردِ ایں رہے
ورنہ ہزار سالہ رہ اندر میاں بود

ترجمہ: اگر تو راہِ عشق کا راہرو ہے (عشق میں جرأت آزما ہے) تو اپنے وجود کی دیوار توڑ دے۔ ورنہ یوں ہوگا کہ تو ہزاروں سال اسی راستے میں رہے گا۔

(۲۱)

اوبود درازل متوحد کہ در وجود
جز وے بنود تا بہ ابد ہمچناں بود

ترجمہ: وہ (خدائے برحق) روزِ ازل سے یکتا و یگانہ تھا اور ہے۔ اپنے وجود میں جزو نہیں ہے اور ابد تک اسی میں رہے گا۔ (جب کچھ بھی باقی نہیں بچے گا تو وہ پھر بھی موجود ہوگا۔)

(۲۲)

از مطلع وجود چو نور قدم بتافت
از ظلمت حدوث چہ نام و نشان بود

ترجمہ: جب یہ کائنات ان کے دمِ قدم کے نور سے منور ہوئی تو پھر (کفر و باطل) کے اندھیروں کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

(۲۳)

تا حسنش از دریچہ ہستی نمود رخ
زیں گفتگو بہر سر کو داستاں بود

ترجمہ: جب سے اُس کے حسن نے ہستی کے دریچے سے اپنا جمال دکھایا اس وقت سے یہ گفتگو ہر طرف ایک داستان کی طرح ہے۔

(۲۳)

ز آئینہ وجود نمائید باب و خاک
آں صورتیکہ معنی روح و رواں بود

ترجمہ: وہ اپنی ذات کے آئینے سے آب و خاک سے تجلیاں کرتا ہے کہ وہ صورت جو کائنات میں ایک روحِ رواں کی حقیقت ہے۔

(۲۵)

درنقطہ گاہ خاک مبیں جز باعتبار

کاں مرکز محاذ ہفت آسماں بود

ترجمہ: اِس نقطہ گاہ خاک میں سوائے اعتبار کے مت دیکھ کر وہ ساتوں آسمانوں سے مقابل ہونے کا مرکز ہے۔

(۲۶)

اندر دہان نہد نفس ناطقہ

تا از زبان غیب ترا ترجمان بود

ترجمہ: اُس نے خاک کے منہ میں نفس ناطقہ کو پیدا کیا۔ (مٹی کے پتلے کو بولنا سکھادیا) تاکہ زبان غیب تیرے لیے ترجمان ہے۔

(۲۷)

گنجے کہ شاہ عشق نہددر دل خراب

نقد دو کون درعوضش رائگان بود

ترجمہ: شاہِ عشق نے دل کے ویرانے میں جو خزانے رکھ دیئے ہیں یہ ایسے ہیں کہ ان کی عوض دونوں عالم بھی نقد ملیں تو بے معنی بات ہے۔ (جذبۂ عشق حقیقی کا دل میں موجود ہونا سب سے بڑا افضل ہے)۔

(۲۸)

ہر ہفت دوزخ ازتف دل یک شرارہ ایست

ہر ہشت خلد یک گل ازین بوستاں بود

ترجمہ: یہ ساتوں جہنم دل کی گرمی کا ایک شرارہ ہے اور آٹھوں جنتیں اِس باغ کا ایک پھول ہیں یعنی دل کے (سوز محبت والے) الاؤ کی ایک چنگاری دوزخ کی آگ سے بھی عظیم رہے اور (گلستان محبت کے) باغ کا ایک پھول جنت کے باغوں سے اعلیٰ وافضل ہے۔

(۲۹)

دیو وملک بخطۂ دل در تنازع اند

چوں سعد ونحس کش بفلک اقتراں بود

ترجمہ: دل کے خطے کے اندر جنوں اور فرشتوں کا تنازعہ رہتا ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے فلک پہ سعد ونحس ستارے (اچھی، بری قسمت والے ستارے) ایک جگہ ہوتے ہیں۔

(۳۰)

عقل وہوا فرشتہ و دیو اند در نہاد

با جسم وجاں نشان بہ مثل تو اماں بود

ترجمہ: اپنے وجود کے اندر عقل کا فرشتہ اور نفس کا شیطان اکٹھے رکھے ہوئے ہیں اور جسم وجان کے ساتھ مثالاً اُن کی تشبیہ ہو سکتی ہے۔

(۳۱)

جان رامد وز حکمت وتن راز شہوت است

نقصان ایں مقوی و رجحان آں بود

ترجمہ: جان (روح) کے اندر حکمت ودانش ہے جبکہ بدن خواہشات کا مجموعہ ہے یہ دونوں چیزیں نقصان کا باعث ہیں کہ حکمت ودانش بھی اور خواہشات نفسانی بھی اپنے خوابوں سے الجھا کے رکھ دینے والی چیزیں ہیں۔

(۳۲)

کم خوردنست پایۂ حکمت دراں فزای

سود دلست گرچہ کہ تن رازیاں بود

ترجمہ: کم کھانا حکمت ودانائی کی بات ہے جو راحت جاں ہے۔ اس سے بظاہر وجود کو نقصان پہنچتا ہے مگر دل کے لیے یہ عمل بہت مفید ہے۔

(۳۳)

تن مرکبیست بہ آخر زبہر رزم

آں بہ کہ روز معرکہ لاغر میاں بود

ترجمہ: یہ جسم ایک ایسا گھوڑا ہے جو اصطبل میں جنگ کے لیے بندھا ہے۔ خیال رہے کہ معرکہ میدان جنگ میں لاغر جسم والا گھوڑا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

(۳۴)

دل چیست در بحر صفا وان کرا سزد
آں راکہ چوں صدف ہمہ تن استخوان بود

ترجمہ: دل کیا ہے۔ بحر صفا میں ایک موتی کی مانند ہے اور یہ بدن اگر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا ہو تو سیپی کی طرح موتی کو اپنے اندر بسا لیتا ہے۔

(۳۵)

جاں چوں مسیح گر رہد از مہد مریمی
باروح قدس تا فلک ہم عناں بود

ترجمہ: جان مسیح کی طرح ہے اگر وہ مہد مریم سے آزاد ہو جائے تو روح قدس کے ساتھ وہ فلک تک جا سکتی ہے۔

(۳۶)

ہر کس کہ پاک دامن ہمت کشد چو کوہ
از تند باد حادثہ اندرا اماں بود

ترجمہ: اگر کوئی پہاڑوں کی مانند مضبوط پاؤں جما کر پاک دامنی کے ساتھ کھڑا ہے پھر وہ حادثے کی تند ہواؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۳۷)

وانرا کہ دل بکف بود از بہر مہر دوست
دل ہمچو بحر باشد وکف ہمچو کاں بود

ترجمہ: جس کسی نے دلبر کے لئے اپنا دل ہاتھ میں تھام رکھا ہو اس کا دل سمندر کی مانند اور ہاتھ کان کی مانند ہو جاتا ہے۔

(۳۸)

وانرا کہ دیدہ تر بود از آتش دروں
چوں ابر بساط جہاں در فشاں بود

ترجمہ: اگر کسی کی آنکھیں اندرونی سوز سے تر ہوتی ہے تو وہ ابر کی طرح دنیا کی بساط پر درخشانی کرتا ہے۔

(۳۹)

در محنت فراق چو دل میرو دزدست
در لذت وصال ببیں تاچہ ساں بُوَد

ترجمہ: جو دل محبوب کے ہجر و فراق میں سزدہ و غمگین رہتا ہے جب اُسے وصل نصیب ہو تو اُس کی کیا حالت ہوگی۔

(۴۰)

از ذرہ ذرہ اش بچکد قطرہ قطرہ خوں
با ہر دلیکہ عشق تو در امتحاں بود

ترجمہ: اس کے ایک ایک ذرے سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ جو جس دل کو تیرا عشق آزما رہا ہے۔

(۴۱)

ہر مرہمے زغیر تو بر دل جراحت است
زخمے کہ از تو میر سد آرام جاں بود

ترجمہ: غیر کی طرف سے مرہم دل کے لیے زخم ہے وہ زخم جو تیری طرف سے ملا ہے وہی آرام جاں ہے۔

(۴۲)

یا رب بحق سید کونین مصطفےٰ
کش جسم دجاں خلاصہ کون دمکان بود

ترجمہ: یا رب سیدِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں جن کا پاک جسم اور جان خلاصہ کون ومکان ہے۔

(۴۳)

شاہی کہ تختِ سلطنتش گردے زنند
قدرش فرازِ مملکتِ کن فکاں بود

ترجمہ: وہ سلطان جن کی شان وشوکت کا اگر تخت بچھایا جائے تو اُس کی قدرومنزلت کون ومکان سے بھی بلند ہوگی۔

(۴۴)

آن خواجہ کز حریم حرم تا فضائے قدس
گاہ عروج نہ فلکش نردبان بود

ترجمہ: وہ سرورِ کونین ﷺ جن کے حریم پاک سے فضائے قدس تک عروج کے لیے نو آسمان سیڑھی بن گئے تھے۔

(۴۵)

آن خرقہ پوش فقر کہ بردوش عرشیاں
از گرد دامن کرمش طیلساں بود

ترجمہ: وہ گدڑی پہننے والا فقیر کہ جو فرشتوں کے کندھوں پر سوار ہوتا ہے اس نے اپنے اوپر دامن کی چادر کی بُکل مار رکھی ہے۔

(۴۶)

یاران اہل بیت کہ در دار ضرب عشق
بر نقد دوستی رقم نام شاں بود

ترجمہ: وہ اصحاب اہل بیت جنہوں نے عشق کا سودا کر رکھا ہے دوستی کی نقدی پر جن کا نام (سکہ پر) تحریر ہے۔

(۴۷)

زاینساں شنیدہ ام کہ زلطف تو بندگاں

ہرچہ گمان بردہ یقیں آں عیاں بود

ترجمہ: میں نے اُن لوگوں کی زبانی سن رکھا ہے کہ تیرے لطف وکرم کی بدولت تیرے غلام (ایسے خوش نصیب ہیں) کہ جو دل میں خیال کریں عملاً ویسا ہو جاتا ہے۔

(۴۸)

نومید چوں شود دل وجان اُمید وار

جائے کہ رحمت وکرم بیکراں بود

ترجمہ: پس جب میرا اُمیدوار دل اور جان نااُمید ہو جائے۔ وہ بھلا مایوس کیوں ہوں جبکہ عملاً ایسا ہے کہ تیری رحمت و بیکراں کرم کی تو انتہا ہی کوئی نہیں۔

(۴۹)

دارد معینؔ برحمت منتہائے تو

امید ازاں زیادہ کہ اندر گماں بود

ترجمہ: (اے خدا) تیری رحمت سے معینؔ بے انتہا امید رکھتا ہے (کہ کرم کی نظر ہوگی) اور یہ امید گمان کی حد سے بھی ماوراء تک ہوگی۔

غزل (۴۲)

(۱)

اے از ظہور تو کون ومکاں پدید

از عرش تا بہ فرش زنور تو مستفید

ترجمہ: تیرے نور کے ظہور سے یہ دونوں جہاں آشکار ہوئے۔ عرش سے فرش تک ہر شے تیرے ہی نور سے پیدا ہوئی۔

(۲)

شمس وقمر مگوے کہ انوار انبیاء

اندر ظہور خویش زنور تو مستفید

ترجمہ: صرف تیرے نور سے شمس و قمر ہی نہیں بلکہ انبیاء کے انوار بھی اپنے ظہور میں تیرے نور سے مستفید ہوئے۔

(۳)

بر روئے ہر کہ بستہ سعادت در عطا
وقت دعا سپردہ بدربان تو کلید

ترجمہ: جو کوئی بھی شخص تیری رحمت کے دروازے پر پہنچنے کی سعادت نہیں پاتا ہے وہ التجا و دعا کے وقت تیرے دربان کے ہاتھ (اپنی سعادتوں کی) کنجی دے دیتا ہے۔

(۴)

شد در قیود شیطنش گردن استوار
از ربقہ متابعت ہر کہ سر کشید

ترجمہ: شیطان کے قیدیوں میں اُس کی گردن کس دی گئی ہے جو کوئی بھی تیرے احکام کی فرمانبرداری سے دور ہوا۔

(۵)

جاں کز بدن چو آہو وحشی رمیدہ بود
بر بوئے مشک نافہ زلف تو آرمید

ترجمہ: میرے وجود کے اندر جان جو وحشی آہوں کی طرح بھاگی ہوئی تھی مگر جب اُسے تیری زلفوں کی خوشبو پہنچی تو گویا وہ پرسکون ہوگئی۔

(۶)

تو بحر رحمتی و من آلودہ گناہ
یا کم بشوی اے ز تو پاکی ہر پلید

ترجمہ: تو رحمتوں کا ایک سمندر ہے اور میں گناہوں میں لتھڑا ہوا ہوں۔ اے پاکیزہ و پاکباز! تو آ کے میرے سارے گناہوں کو دھو ڈال۔

(۷)

ہر دیدہ راتحمل دیدار دوست نیست

جز دیدہ کہ وام کنند از تو اہل دید

ترجمہ: ہر کوئی محبوب کے جلوے کی تاب نہیں لاسکتا ہے ماسوائے اس آنکھ کے جو اہل دید کو تجھ سے بطور قرض ملی ہے۔

(۸)

از جام صاف عیش کسی چاشنی گرفت

کو غم عشق دردے درد تو درکشید

ترجمہ: عیش کے جام صاف سے اُس کو لذت ملی ہے۔ جس نے تیری محبت کی شراب کی تلخ تلچھٹ (تہہ میں باقی بچی تھوڑی سی پی لی ہے۔)

(۹)

زانم چہ غم کہ ہر نفسم عمر کم شود

چوں مہر تست دردل وجاں دمبدم مزید

ترجمہ: اگر ایک ایک سانس کے ساتھ میری عمر گھٹتی چلی جارہی ہے۔ (جتنی یہ زندگی کم ہوتی چلی جارہی ہے) میرے دل وجاں میں آپ کا مہر وکرم اتنا ہی بڑھتا چلا جارہا ہے۔

(۱۰)

خواہد معینؔ کہ حسن تو بیند معائنہ

خرسند تا بکی شوم از گفت واز شنید

ترجمہ: معینؔ چاہتا ہے کہ تیرا حسن بے پردہ اُسے نظر آئے۔ میں کب تک بس (پردے کی اوٹ سے) گفت وشنید ہی سے دل بہلاتا ہوں۔

☆☆☆

غزل (۲۴)

(۱)

اے تو سلطان دار ملک وجود
ہمہ عالم طفیل تو مقصود

ترجمہ: اے دوست تو ملک وجود کا شہنشاہ ہے تمام عالم کا مقصود تیرے ہی طفیل سے ہے یعنی اے عشق کی دنیا کے سلطان' اے وجود ہستی کے مالک۔ تمام کائنات تیرے حوالے ہی سے (تیرے نور کے جلوے سے) آباد و قائم ہے تو ہی اس کائنات کا مقصود ہے

(۲)

مرکز محور وجود توئی
کہ بتو قائم ست ہر موجود

ترجمہ: اس کائنات کا مرکز و محور تیری ذات ہے اور تجھ سے ہر موجود کا وجود قائم و دائم ہے۔

(۳)

اول و آخری بجان و بہ تن
ظاہر و باطنی بحشمت وجود

ترجمہ: تو ہی جان و تن کے ہے اوّل و آخر ہے تو ہی ظاہر و باطن ہے حشمت و وجود کے ساتھ یعنی اول و آخر بھی تو' ظاہر و باطن بھی تو' جان و تن بھی تُو' عزت دولت ہر شے تیرے ہی دم سے تیرے ہی وجود سے ہے۔ تو ہی ہر ہر شے کا سبب ہے۔

(۴)

مبداست از کجاست منہ بدا
منتہے تا کجا الیہ یعود

ترجمہ: یہ معلوم نہیں ہے کہ تیری ابتدا کہاں ہے جبکہ اُس سے ابتدا ہے اور اُس کی انتہا کیا ہو جبکہ ہر ایک کو اُسی طرف لوٹنا ہے۔

(۵)

زدولت نام زاں محمدؐ شد
کہ امت راست عاقبت محمود

ترجمہ: تیرا نام ابتداء ہی سے "محمد ﷺ" اس لئے رکھا گیا کہ عاقبت میں تیری امت کو مقام محمود مل جائے۔

(۶)

گر ملک سر کشد ز خدمت تو
ہمچو ابلیس بے شود مردود

ترجمہ: اگر (کوئی) فرشتہ تیری خدمت سے سرتابی کرے تو وہ بھی ابلیس کی مانند "مردود" کے درجے کو پہنچے۔

(۷)

شدہ جام جہاں نمای دلت
مظہر اسم شاہد و مشہود

ترجمہ: آپ کے قلب مبارک کا جام جہاں نما شاہد و مشہود کے اسم ذات کا مظہر ہے۔

(۸)

جام جانت زدودہ صیقل عشق
از برائے ظہور نور شہود

ترجمہ: صیقل عشق نے آپ کے جام جاں کو نور شہود کے ظہور کے لیے مجلّٰی کر دیا۔

(۹)

تا نمودہ ز جام ہستی تو
ہر چہ بود ست و ہست و خواہد بود

ترجمہ: تاکہ آپ کے جام ہستی سے ظاہر ہو جائے۔ جو کچھ ہو چکا اور وہ سب کچھ جو ہوگا۔

(۱۰)

می فرستد معینؔ درود بتو
حق تعالیٰ شود زمن خوشنود

ترجمہ: معینؔ ہمیشہ آپ پر درود بھیج رہا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی اور خوشنود ہو جائے۔

غزل (۴۴)

(۱)

در جاں چو کرد منزل جانان ما محمدؐ
صد در کشا درِ دل از جان ما محمدؐ

ترجمہ: جب سے میرے محبوب محمد ﷺ نے میرے دل کے اندر مقام کیا۔ وہ جب میرے دل میں اترے کئی اسرار و رموز کے دروازے کھلتے چلے گئے۔

(۲)

ما بلبلیم بالاں در گلستانِ احمد ﷺ
مالولوئیم و مرجان عمان ما محمد ﷺ

ترجمہ: ہم گلستان احمد ﷺ کی بلبلیں ہیں (کے بلبل ہیں بھی کہا جا سکتا ہے) ہم لولو اور مرجان ہیں اور ہمارا عُمان محمد ﷺ کی ذات ہے۔

(۳)

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پژمردہ چوں گیاہیم باران ما محمدؐ

ترجمہ: ہم گناہوں میں مستغرق ہیں اور اپنی گناہ گاری کا جواز ڈھونڈتے ہیں۔ ہم سوکھی گھاس کی مانند ہیں اور (محمد ﷺ کی) رحمت کی بارش کے خواستگار ہیں۔

(۴)

از درد زخم عصیاں ہاراچہ غم چو سازد
از مرہم شفاعت درمان ما محمدؐ

ترجمہ: ہم جو عصیاں کے زخموں سے چور ہیں تو ان کا کیا غم ہے؟ ہمیں رسالت مآب ﷺ کی (حشر کے روز) شفاعت کا مرہم جو مل جائے گا تو یہ زخم ختم ہو جائیں گے۔

(۵)

امروز خون در عاشق در عشق اگر ہدر شد

فردا ز دوست خواہد تاوان ما محمدؐ

ترجمہ: آج اگر عشق کی سرشاری میں عاشق نے (اپنا) خون بہا دیا ہے تو کیا کل کو یوں ہوگا کہ ہمارے نبی اکرمؐ ہمیں اپنے رب سے اس کا تاوان (بدلہ) دلوا دیں گے۔

(۶)

ما طالب خدائیم بر دین مصطفائیم

بر درگہش گدائیم سلطان ما محمدؐ

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب ہیں اور نبی کریم ﷺ کے دین کے پیرو ہیں۔ ہم رسول خدا کے دروازے پر ہمیشہ ایک گدا کی مانند سوالی ہیں اور ہمارے سلطان محمد ﷺ کی ذات ہے۔

(۷)

از امتان دیگر ما آمدیم بر سر

واں را کہ نیست یاور برہان ما محمدؐ

ترجمہ: جتنی امتیں بھی آئی ہیں ہمیں اُن سب میں امتیاز حاصل ہے کہ ان کے مقابلے میں ہمارے نبی ﷺ کامل و اکمل ہیں جن کی گواہی خدا بھی دیتا ہے۔

(۸)

ای آب وگل سرودی وی جان و دل درودے

تا بشنود بہ یثرب افغان ما محمدؐ

ترجمہ: اے آب وگل اُن کے نغمے گاؤ اور میرے دل و جان اُنؐ پر درود بھیجتے رہو تاکہ یثرب (مدینہ) میں ہماری یہ آہ وفغاں حضرت محمد ﷺ سن لیں۔

(۹)

در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینی
باغم بس است قرآں بستان ما محمدؐ

ترجمہ: مجھ معین کو باغ و بوستان کی زحمت نہ دو میرا باغ تو بس قرآن ہے اور میرا بوستان محمد ﷺ ہیں۔

غزل (۲۵)

(۱)

اگر لباس حدوثم بدر کنی چہ شود
مراز سر حقیقت خبر کنی چہ شود

ترجمہ: اگر تُو مجھ میں موجود اس دوری کو ختم کردے تو کیا ہوگا اور اگر مجھے حقیقت ازلی کے رازوں سے آگاہ کردے تو تجھے کیا فرق ہو۔

(۲)

بکوی خستہ دلانیکہ جاں رسیدہ بلب
اگر برسم عیادت گذر کنی چہ شود

ترجمہ: اگر خستہ دلوں کی بستی میں کبھی جاں بلب مریضوں کا حال پوچھنے چلے آؤ اور اس جانب سے رسماً ہی عیادت کرتے جاؤ تو تمہارا کیا جائے گا۔

(۳)

کہ سر نہاد بریں درگہ درکشادہ نہ شد
شبی بصدق بریں در بسر کنی چہ شود

ترجمہ: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اگر تو اُس در پہ آکے بیٹھ جائے اور یہ دروازہ نہ کھلے تو اگر صدق ویقین کے ساتھ ایک رات بھی (یوں) اس در پر بسر کر تو کیا ہو جائے گا۔

(۴)

دلا جمال خدا چشم سر نمی بیند
اگر بدیدہ دل یک نظر کنی چہ شود

ترجمہ: اے دل یہ جو ظاہری آنکھ ہے اس سے اللہ کے جمال کا نظارہ نہیں ہو سکتا۔ تو اگر دل کی آنکھ کھول کر دیکھے تو پھر تجھے پتہ چلے کہ کیا ہوتا ہے۔

(۵)

گر اعتدال ہوائے محبتش خواہی
ہوائے خویشتن از سر بدر کنی چہ شود

ترجمہ: اگر تُو اس کی محبت کی ہوا کے اعتدال سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے تو خود پسندی اور نفس کو نکال دے تیرا کیا بگڑے گا۔

(۶)

بگو بعقل کہ تا چند شش جہت گردی
جہات راہمہ زیرو زبر کنی چہ شود

ترجمہ: اپنی عقل سے کہہ کر تو مجھے یہ شش جہات میں (دنیا میں ہر طرف مارا مارا) کیا لئے پھرتی ہے اگر اس طرح تمام جہتوں کو تو نے زیروزبر کر بھی لیا تو کیا۔

(۷)

بگفتمش چہ سفر ہا معین برائے تو کرد
بگفت یک قدم از خود سفر کنی چہ شود

ترجمہ: میں نے اُس محبوب سے کہا کہ معین نے تیرے لیے کتنے سفر کیے ہیں تو اُس نے کہا کہ اگر تو خود سے گزر کر ایک قدم بسر کرتا تو کیا اچھا ہوتا۔

غزل (۲۶)

(۱)

مگر فصل بہار آمد کہ عالم سبز و خرم شد
مگر وصل نگار آمد کہ دل باعیش ہمدم شد

ترجمہ: غالباً موسم بہار آ گئی ہے کہ دنیا سرسبز و خوش نظر آتی ہے۔ دل بہت خوش ہے شاید محبوب وصل کا وقت آ گیا۔

(۲)

بیا ہمچو خلیل امشب زغار تن بروں بنگر
کہ نور حق پدیدار از ہمہ ذرات عالم شد

ترجمہ: خلیل اللہ کی طرح آج کی رات غارِ تن سے باہر نکل آ کہ نورِ حق کے تمام ذراتِ عالم سے نمایاں ہو رہا ہے۔

(۳)

ہزاراں جام ہر لحظہ بکام دل ہمی ریزد
ازاں دریا کہ یک قطرہ نصیب عرش اعظم شد

ترجمہ: ہزاروں جام ہر لحظہ کام دل میں انڈیلے جا رہے ہیں اُس دریا سے کہ جس کا ایک قطرہ عرش اعظم کے نصیب میں آیا ہوا ہے۔

(۴)

دلم را نالہ و افغاں چوے زاں اصعبن آمد
کہ تقسیم زے باشد صد اگر زیرو گریم شد

ترجمہ: میرے دل کو نالہ و فغاں کرنا نئے (بانسری) کی طرح اس لیے دشوار ہیں کہ صدا اگر زیر و بم ہوتی ہے تو نے (بانسری) اُس کو تقسیم کر دیتی ہے۔

(۵)

چو دردل ورد میدآں شہ زروح خویشتن واللہ
زغیب الغیب شد آگہ دلے کو حاضر دم شد

ترجمہ: جب اُس بادشاہ نے اپنی روح دل میں پھونکی تو خدا کی قسم تو وہ دل جو اس وقت حاضر تھا غیب الغیب سے آگاہ ہوگیا۔ (اسرار الٰہی سے آگاہ کرتا ہے)

(۶)

ملائک بہر یک قطرہ بماندہ چون صدف تشنہ
ہزاران بحر بے پایان نثار خاک آدم شد

ترجمہ: (یوں بھی ہوتا ہے کہ) گویا فرشتے بحر رحمت کے اندر ہوتے ہوئے بھی سیپی کی طرح ایک قطرے کو ترستے ہیں جبکہ انسان کے وجود پر ہزاروں بیکراں سمندر نثار کر دیے گئے۔

(۷)

دل بیغم ہے خواہی دل غمگین بدست آور
چہ دل غمگین عشق آمد زغمہا جملہ بیغم شد

ترجمہ: اے دل اگر تو غموں سے مکمل نجات چاہتا ہے تو محبوب کا غم اپنے اندر بسا لے کیونکہ جو دل عشق کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے، وہ باقی سب غموں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(۸)

اگر با یار خود باشی ترا دوزخ بہشت آمد
وگر بے یار خود مانی ترا جنت جہنم شد

ترجمہ: اگر تجھے اپنے محبوب کی رفاقت نصیب ہو تو دوزخ بھی جنت بن جاتی ہے لیکن اگر تو بغیر دوست کے ہے (تو یاد رکھ) جنت بھی جہنم بن جائے گی۔

(۹)

الا اے ناصح عاقل صلاح از ما چہ میجوئی
ترا شیخی نصیب آمد مرا رندی مسلم شد

ترجمہ: اے عاقل ناصح ہم سے تو صلاح و مشورہ کی کیا توقع رکھتا ہے۔ تجھے شیخی و بزرگی مل گئی اور میرے حصے میں رندگی آ گئی۔

(۱۰)

اگر باور نمی داری زہستی سوئے مستی رو
قدح جہائے خدائے بیں کہ برمستاں دما دم شد

ترجمہ: اگر ہستی کا تجھے یقین نہیں ہے تو مستی کی جانب چل اور دیکھ کہ مستوں (اللہ کے عشق

میں مگن رہنے والوں کو) یہ ہر لحظہ کیا کیا جام نصیب ہوتے ہیں۔

(۱۱)

مگر آن ساقی وحدت نقاب از رخ برافگندہ
کہ جام و بادہ یکسان گشت و بحر و قطرہ درہم شد

ترجمہ: شاید آج وحدت کے ساقی نے اپنے رخ سے پردہ ہٹادے (کیونکہ یوں ہوا ہے) کہ سمندر اور قطرہ اور جام وشراب سب کچھ آپس میں مل کر ایک ہو گئے ہیں۔

(۱۲)

مرا میگفت کای عاشق بمعشوقے رسی آخر
بحمد اللہ کہ از عالم نرفتم تا کہ آں ہم شد

ترجمہ: اس نے مجھ سے کہا کہ اے عاشق تو بالآخر معشوق تک پہنچ جائے گا اللہ کا شکر جب تک یہ وصل میسر نہیں ہوا میں دنیا سے نہیں گیا۔

(۱۳)

جو بحر عشق موجے زد سحاب جود باراں شد
وجود واجب و ممکن مثال بحر و شبنم شد

ترجمہ: جب بحر عشق موجزن ہوا تو سحاب جود باراں بن گیا واجب وممکن کا وجود بحر و شبنم کی طرح ہو گیا ہے یعنی جب رحمت کے بادل سے بارش برسے گی تو عشق سمندر میں موجیں پیدا ہوں گی تو پھر جو صورت شبنم اور سمندر کے ملنے کی ہوتی ہے تجھے وہ مقام نصیب ہونا واجب وممکن ہوگا۔

(۱۴)

زہستی چوں جدا گشتم حریم کبریا گشتم
چومن از خود فنا گشتم چگویم ہرچہ گویم شد

ترجمہ: جب میں اپنے وجود سے اپنی ہستی سے جدا ہوا تو حریم کبریا بن گیا۔ جب میں فنا ہو گیا تو کیا بتاؤں میں کیا بن گیا۔

(۱۵)

معین را در صغر آنکس بہ منبر در سخن آورد

کہ در گہوارہ طفلی قرین ابن مریم شد

ترجمہ: معین کو منبر پر بیٹھ کر باتیں کرنا "اس" نے ہی سکھلایا ہے جس نے حضرت عیسیٰ (ابن مریم) کو عالم طفلی میں پنگھوڑے میں بولنا سکھایا تھا۔

غزل (۲۷)

(۱)

چشم بکشای کہ دیدار خدا جلوہ نمود

دیدہ شو یکسر و بر بند در گفت و شنود

ترجمہ: آنکھ کھول اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ دکھا رہا ہے۔ سراپا چشم بن جا اور گفت و شنود کا دروازہ بند کر دے یعنی خاموش ہو کر توجہ سے دیکھ ظاہر و باطن میں جلوہ نمائی ہو رہی ہے۔

(۲)

عکس رخسارہ ساقی بنمود از رخ جام

ہوش و آرام زمستان می عشق ربود

ترجمہ: رخ جام ساقی کے چہرے کا عکس ظاہر ہوا ہے مستوں کا ہوش و آرام مے عشق نے چھین لیا ہے۔

(۳)

ساقی عشق مرا روز ازل بادہ چشاند

تا ابد ہر نفسم مستی دیگر بفزود

ترجمہ: ساقی نے روز ازل مجھے (اپنی چاہت کا) وہ جام پلایا تھا اور (پھر یوں ہوا) کہ ابد تک ایک ایک سانس کے ساتھ اس کی لذت اور بڑھتی جا رہی ہے۔

(۴)

یا رب ایں مستی من ہست مے بزم الست
یار ہر لحظہ بمن بادہ و یکسر پیمود

ترجمہ: یارب یہ میری مستی بزم ازل کی شراب کی ہے یا دوست نے مجھ ہر لحظہ اور مسلسل پلائی ہے۔

(۵)

دل چو آئینہ حق آمد و صیقل غم عشق
ای خوش آندل کہ مے عشق غبارش بربود

ترجمہ: میرا دل ذات حق کا آئینہ ہے جسے عشق کے درد والم نے چمکا دیا ہے اے سبحان اللہ کیا اچھا ہے وہ دل جس کو عشق کی مے نے اس آئینے کا زنگار اتار دیا ہے۔

(۶)

آن دلے کر ظلمات بشری یافت خلاص
عکس انوار خدا بود در ہرچہ نمود

ترجمہ: وہ دل کہ جو ظاہرداری اور دکھاوے کی عبادت سے محفوظ رہا۔ اس دل میں سوائے انوارِ خدا کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔

(۷)

عکس حقے تو و عکس تو در آئینہ جان
عکس عکس تو یقیں دان کہ ہماں عین تو بود

ترجمہ: تُو آئینہ جان کے اندر تیرا عکس اور ذات حق کا عکس موجود ہے تیرے عکس کا عکس یقیناً تیرا عین ذات ہے۔

(۸)

بادہ صاف ہست پندار کہ رنگیں شدہ است
آں زہرنگی جام ست کہ شد سرخ وکبود

ترجمہ: اصلاً تو ذات حق ایک ہی ہے مگر اس نے صفاتی طور پر خود کو مختلف رنگوں میں بانٹ رکھا ہے یہ دراصل ان اوصاف کے ساتھ ہم رنگ ہوجانے کی بات ہے کہ سرخ و نیلا (رنگ برنگ) دکھائی دے رہا ہے۔

(۹)

عشق در دار بقا زد دلم روزن

تا کہ در تافت بہ قصر عدم نور وجود

ترجمہ: عشق نے دار بقا میں میرے دل پر روزن کھول دیا تا کہ میرے اس فانی جسم میں نور وجود کا پرتو قلمن ہوتا رہے۔

(۱۰)

ذرہ ہستی من از پے خورشید ازل

کرد ازیں روز نہ کن فیکون میل صعود

ترجمہ: میرے وجود کے ذرے نے ازل کے نور سے روشنی پائی اور کن فیکون کے مسئلے اور بکھیڑے میں پڑے بغیر نور حقیقی اور جلوہ ازل کو سمجھ لیا۔ (پالیا)۔

(۱۱)

موج دریائے قدم شبنم امکان برداشت

شد نہاں غیب و شہادت ہمہ در بحر شہود

ترجمہ: دریائے ازل کی ایک موج نے ممکن کی شبنم کو فنا کر دیا اس طرح شہود میں غیب و شہود گم ہو گئے۔

(۱۲)

از پس پردہ ہمیداو نشان از من وما

من و ما رفت ہمو ماند چو برقع بکشود

ترجمہ: پردے کے پیچھے سے وہ من وما کا نشان دے رہا تھا لیکن جب اس نے پردہ ہٹا دیا تو نہ میں رہا نہ تو رہا سب کچھ اس جلوے میں ماند ہو گیا۔

(۱۳)

اول آخر و ظاہر و باطن ہمہ اوست
کہ ہمو بود وہمو ہست و ہمو خواہد بُود

ترجمہ: اول وآخر بھی وہ اور ظاہر وباطن بھی وہ ہے۔ بس وہ پہلے بھی تھا اب بھی ہے اور آئندہ بھی صرف وہ ہی رہے گا۔

(۱۴)

عشق بے پردہ ہمی باخت معینؔ با رُخ دوست
پیش ازاں کزمن و ما نام ونشاں نیز بنود

ترجمہ: (۱۴) اے معینؔ رخ دوست کے ساتھ عشق بے پردہ معروف تھا وگرنہ جبکہ اس سے پہلے من وما کا نام ونشان موجود نہ تھا۔ (قدرت نے اپنے ظہور کے لیے کائنات پیدا کی تو ہم بھی وجود میں آگئے ورنہ ہم تو کہیں بھی نہ تھے۔

غزل (۲۸)

(۱)

ایں چہ سودا است کہ اندر سرمای جنبد
این سر رشتہ ندانم از کجای جنید

ترجمہ: (۱) یہ کون سا سودا ہے جو میرے اندر جوش مار رہا ہے۔ مجھے قطعی علم نہیں ہے اس کا سر رشتہ کہاں سے ہے۔

(۲)

جنبش رشتۂ از طرف تست ازلی
میلت اندر دل عشاق چرامی جنبد

ترجمہ: جب یہ تعلق خاطر تیرے نور وانوار کی جانب سے ازل سے ہی موجود ہے تو تیری خواہش دل عشاق میں کیوں پنہاں ہے۔

(۳)

کشش تست کہ کوہ ِ الم از جای ببرد
دل نہ کاہی است کہ از باد و ہوا می جنبد

ترجمہ: یہ تو تیری کشش ہے کہ کوہِ الم کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا ہے۔ دل کوئی تنکا تو نہیں ہے جو بادِ صبا کی جنبش سے حرکت کرے۔

(۴)

جنبش سایہ چہ از جنبش شخص ست مدام
سایہ از شخص مپندار جدای جنبد

ترجمہ: سائے کی حرکت از خود نہیں ہوتی جس کا یہ سایہ ہے وہ حرکت کرے تو سایہ حرکت کرتا ہے جب تک اصل وجود نہ ہلے اس وجود کا سایہ بھی نہیں ہلتا ہے۔

(۵)

ہر کجا شاخ گلی ہست در اطراف چمن
ہمہ از تقویت باد صبای جنبد

ترجمہ: باغ میں ہر طرف پھولوں سے لدی شاخیں موجود ہیں۔ پھول ہی پھول ہر طرف کھلے ہیں جب ہوا چلتی ہے تو اس کے سبب سے ساری پھولوں سے لدی شاخوں جھولنے اور لہرانے لگتی ہیں۔

(۶)

دست از دامن عشق تو نخواہیم گذاشت
بخدا تا رمقے در تن مای جنبد

ترجمہ: میں تیرے عشق کا دامن کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ خدا کی قسم جب تک میرے جسد میں جان موجود ہے۔ (میں تجھ سے کسی صورت پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں)

(۷)

نخل عشق تو بباغ دل خو شاند معینؔ
بین کہ دد صرغم ہیچ زجای جنبد

ترجمہ: معین نے تیرے عشق کا پودا خود اپنے دل میں لگایا ہے اور یہ دیکھ کر غم کی آندھی بھی چلے تو یہ اپنی جگہ سے ہلتا نہیں ہے۔

غزل (۲۹)

(۱)

گر آہ آتش بارمن شعلہ بیرون زند
این آتش پنہان علم برگنبد گردون زند

ترجمہ: اگر میری آہ کا ایک شعلہ بھی باہر (دل سے) نکل آئے (تو ایسا ہو جائے) کہ اندر کی آگ آسمانوں تک پہنچ جائے اور پر اپنا علم گاڑ دے۔

(۲)

سر نہاں پیدا شود کون و مکاں یکتا شود
دل غرق آں دریا شودگو موجہائی خوں زند

ترجمہ: جب (حقیقت ازلی کے) اسرار کھلنے لگ جائیں تو کون ومکاں ایک ہو جائیں اور دل اُس دریا میں غرق ہو جائے جس سے خون کی موجیں اُٹھ رہی ہیں۔

(۳)

اے دل تو مشکوۃ ولی طغرای آیات ولی
آئینہ ذات ولی کس پیش تو دم چوں زند

ترجمہ: اے دل تو محبوب کا روشن چراغ ہے اور اُس کی نشانیوں کا طغریٰ ہے اور اس کی ذات کا آئینہ ہے۔ تیرے سامنے کوئی کیا دعویٰ کرے گا۔

(۴)

از خندہ گر ریزد نمک برریش جاں آید ہمہ
وزغمزہ گر خنجر کشد ہم بردل محزون زند

ترجمہ: اگر اُس کا مراد (محبوب) کا تبسم نمک پاشی کرے تو وہ جان کے زخموں پر پہنچے اور اُس کے ناز و انداز اگر خنجر کشی کریں تو وہ وار دل محزوں پر آئیں گے۔

(۵)

واللہ کہ در رگہای جاں چون شہد و شیر آمد بداں
لیلی چو تیر امتحاں بر سینہ مجنوں زند

ترجمہ: خدا کی قسم جان کی رگوں میں شیر وشکر کی طرح بن کر پہنچ جاتے ہیں۔ لیلی امتحان کے جو تیر مجنوں کے سینے پر تیر چلاتی تھی۔

(۶)

عشق از ورای لامکاں زد خیمہ اندر باغ جاں
از خلوت خاصی چناں کے تخت خود بیروں زند

ترجمہ: عشق نے لامکاں سے ظاہر ہو کر میری جان کے اندر خیمہ لگایا ہے۔ اُس نے بسیرا کر لیا تو بھلا وہ اپنا یہ تخت چھوڑ کر اب باہر (کسی اور جانب) کیوں جائے۔

(۷)

مفلس چو یابد گوہری پوشدز ہر بد اخترے
مسکیں معین در ہر دری زاں لعل دیگر گوں زند

ترجمہ: اگر کسی مفلس و نادار کو کہیں سے موتی ہاتھ لگ جائے تو وہ اسے دوسروں سے چھپاتا پھرتا ہے۔ غریب معین ہر در پر اُس لعل سے ایک نیا رنگ دکھاتا ہے۔

غزل (۳۰)

(۱)

مرا در دل بغیر از دوست چیزی در نمی گنجد
بخلوت خانہ سلطان کسی دیگر نمی گنجد

ترجمہ: میرے دل میں میرے محبوب کے علاوہ کوئی شے نہیں سماتی ہے یوں سمجھو لو کہ کسی بادشاہ کا خلوت خانہ میں (تنہائی کی جگہ) کسی اور کی گنجائش نہیں ہوتی۔

(۲)

درون قصر دل دلدارم یکے شاہی کہ گر گاہی
زدل بیروں زند خیمہ بہ بحر و بر نمی گنجد

ترجمہ: (۲) میرے دل کے محل میں ایسا سلطان جلوہ کرتا ہے کہ اگر کبھی وہ دل سے باہر جلوہ کرے تو بحر و بر میں نہ سما سکے۔

(۳)

بصدر مسند ہر دل خیالش کے زند تکیہ
کہ مہد کبریائے او بہر منظر نمی گنجد

ترجمہ: ہر دل کی صدر مسند پر میرے محبوب کا خیال تکیہ نہیں لگاتا۔ دراصل اسکی کبریائی کی عظمتوں کا ہر کوئی متحمل ہی نہیں ہوسکتا ہے۔

(۴)

تنت گر چند موی شد حجاب جاں بود ویرا
میانِ عاشق ومعشوق موی درنمی گنجد

ترجمہ: اگر تیرا جسم نزار ہو کر چند بال بن جائے جب ہی وہ حجاب ہے۔ دراصل عاشق اور معشوق کے درمیان بال برابر بھی گنجائش نہیں ہے۔

(۵)

صفیر ہاتف غیبی بگوش مرغ جاں آمد
کہ در اوج ہوائے عشق بال و پرنمی گنجد

ترجمہ: میری جان کے ہاتف غیبی کی آواز میری جان کے پنچھی کے کانوں میں آرہی ہے کہ فنائے عشق کی بلندی تک اُن بال و پر کی گنجائش نہیں ہے۔

(۶)

نفی ذات خود بودن زاثبات صفات اولے
ترا افسرچہ کار آید چو اینجا سر نمی گنجد

ترجمہ: اپنی ذات کے نفی کرنا نمی صفات کے اثبات سے بہتر ہے۔ جب یہاں سر ہی نہیں سما سکتا تو تاج کی کیا ضرورت ہے۔

(۷)

حساب عمر صد عاقل بحشر بگذرد یکدم
حساب یکدم عاشق بصد محشر نمی گنجد

ترجمہ: حشر کے روز سو عقلوں والی عمر کا حساب کتاب ایک لحظہ میں نمٹ جاتا ہے مگر عاشق کے ایک دم کا حساب سو محشر بھی ہوں تو نہیں ہو سکتا۔

(۸)

رموز عشق اگر خواہی زلوح دل تواں خواندن
کہ حرفی از روایاتش بصد دفتر نمی گنجد

ترجمہ: اگر تُو رموزِ عشق سے آگاہی چاہتا ہے تو دل کی تختی پر لکھی تحریر کو پڑھ کہ اُس کی روایات کے ایک حرف کی تشریح دفتروں میں نہیں ہو سکتی ہے۔

(۹)

زبحر عشق یک قطرہ ظہور سرِ منصور یست
بظرف ہمت عاشق ازیں کمتر نمی گنجد

ترجمہ: منصور حلاج کے راز کا اظہار بحرِ عشق کا ایک قطرہ ہے عاشق کی ہمت کے ظرف میں اس سے کم کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۰)

باں جامی کہ من خوردم نہاں کی ماند اسرارم
شراب عشق درجوش ست دور ساغر نمی گنجد

ترجمہ: میں نے محبت کا جو جام پی لیا ہے اب یہ راز مجھ سے نہاں نہیں رہ سکتا۔ شراب عشق جوش میں ہے ساغر میں اُس کی گنجائش کہاں ہے۔

(۱۱)

معینی گرہمی خواہی کہ سرش بر زباں رانی
مقام آں سردار ست بر منبر نمی گنجد

ترجمہ: اے معینؔ اگر تو چاہے کہ اُس کے راز کو زبان پر لائے تو اُس کا مقام بر دار ہے سر منبر اُس کے بیان کا موقع نہیں ہے۔

غزل (۳۱)

(۱)

مگر صبا ز سر کوی دوست مے آید
کہ از زمین وزماں بوئے دوست مے آید

ترجمہ: (مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے) آج صبح کی ہوا میرے محبوب کے کوچے سے ہو کر آ رہی ہے کیوں کہ زمین سے لے کر آسمان تک (ہر ہر شے سے) میرے محبوب کی خوشبو آ رہی ہے۔

(۲)

چہ رشکہاست کہ از یاد می بدم ہر شب
کہ روی او زچہ بر روی دوست مے آید

ترجمہ: کیسی رشک کی بات ہے کہ مجھے رات کو اپنے محبوب کی یاد بہلانے آتی ہے میرے محبوب کا چہرہ کس لیے کسی دوست کے مقابل آتا ہے۔

(۳)

زکوی دوست چو عاشق کشیدہ دارد پائے
کمند شوق ہم از موی دوست مے آید

ترجمہ: اگر دوست (محبوب) کی گلی سے عاشق اپنے پاؤں کو روکتا ہے تو اسے محبوب کے زلفیں اپنی چاہت کی دوری میں باندھ لیتی ہیں۔ (وہ بالآخر طلب میں سرفرو ہوتا ہے)

(۴)

وفا چگونہ کند عقل و ہوش بامن مست
چنیں کہ جام بیا ہوی دوست مے آید

ترجمہ: میرے جیسے دیوانے کے ساتھ عقل و ہوش کیا وفا کریں گے کیونکہ اگر اسی طرح

دوست کے پیو پلاؤ کے جام میرے پاس آتے رہے۔

(۵)

ہر آنچہ آیدت از غیب نیک و بد مگر
ہمیں بس ست کہ از سوی دوست مے آید

ترجمہ: تو اس بات کی پرواہ نہ کر کہ تیرے حصے کیا نیکی یا بدی آئی ہے بس یہی کافی جان کے وہ دوست کی طرف سے ہے۔

(۶)

ازیں مصائب دوراں منال و شاداں باش
کہ تیر دوست بہ پہلوی دوست مے آید

ترجمہ: دنیاوی مصائب و آلام کو خوشی سے برداشت کر اور فریاد نہ کر کہ دوست دوستوں کو محبت میں ایسے تیر مارا ہی کرتے ہیں۔

(۷)

بیا بحلقہ معینے رموز عشق شنو
کہ از حکایت او بوئے دوست مے آید

ترجمہ: معین کے حلقہ کی محفل میں آ اور عشق کے رموز کی بات سن کہ ان حکایتوں میں سے ہی دوست کی خوشبو آتی ہے۔

غزل (۳۲)

(۱)

فیض خدا کہ بردل آگاہ میر رسد
اے دل بہوش باش کہ ناگاہ می رسد

ترجمہ: خدا کا فیض دل آگاہ کو پہنچتا ہے۔ اس لیے اے دل ہوش کر سنبھل جا کہ یہ فضل و کرم یکایک نازل ہوتا ہے۔

(۲)

بگذر ز فکر روزی و رزاق راشناس

بنگر چگونہ رزق تو دلخواہ می رسد

ترجمہ: روزی (رزق) کا غم فکر نہ کر اور اپنے رازق (خدا) کی پہچان کر۔ پھر دیکھ کہ تجھے تیری ضرورتوں کے مطابق رزق کس طرح پہنچتا ہے۔

(۳)

اے تشنہ بوادی عصیاں مبرامید

کامواج بحر رحمت اللہ می رسد

ترجمہ: گناہوں کی وادی میں پیاسا اور نا اُمید مت ہو۔ خدا کی رحمت کے سمندر کی موجیں ابھی آتی ہیں۔

(۴)

در باغ جاں شگفتہ شود صد گل مراد

زاں نفحہ کز نسیم سحر گاہ می رسد

ترجمہ: سینکڑوں گل مراد کھل اُٹھیں گے اور یہ نسیم سحری کی بدولت ہوگا جو علی الصبح کے وقت چلتی ہے۔ (اس کا نام ہی نسیم سحری ہے)

(۵)

زد پیک عشق حلقہ سحر بردرِ دلم

آورد مژدہ کہ شہنشاہ می رسد

ترجمہ: عشق کے پیغامبر نے سحری کے وقت آ کے خوش خبری سنائی کہ (اے عاشق زار) آج تیری جانب شاہ عشق (تیرا محبوب) آئے گا۔ (اپنے محبوب سے ملنے کو تیار ہو جا)

(۶)

درشاہ راہ سینہ در افتاد غلغلہ

گفتند شاہ عشق ازیں راہ می رسد

ترجمہ: میرے سینے کے اندر اچانک بے انتہا شور و غلغلہ پیدا ہوا جس نے کہا کہ عشق کا سلطان اس راہ سے پہنچ آ رہا ہے۔

(۷)

گفتم چہ پیش کش کنمش پیک عشق گفت
ہیں ما حضر بیار کہ از راہ می رسد

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے محبوب (مہمان) کو کیا تحفہ پیش کروں گا۔ لیکن قاصد نے کہا کہ (پریشانی کی کیا بات ہے) جو حاضر توفیق ہے پیش کرو۔

(۸)

یعنی شراب اشک کباب جگر بیار
با آہ و نالہ کز دل او آہ می رسد

ترجمہ: یعنی کہ اپنے اشکوں کی شراب اور اپنے جگر کے کباب تیار کر لے آ اور اسے دل سے اٹھنے والی آہ و زاری کے ساتھ جو اس کے دل سے آہ بلند کرا دے۔

(۹)

چوں تحفہ پیش بردم و اندر برم کشید
مانند کہربا کہ پرکاہ می رسد

ترجمہ: جب یہ تحفہ اپنے محبوب کے سامنے رکھا تو اس نے پکڑ کر مجھے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اس کہربا کی طرح جو پرکاہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتی ہے مجھ کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا لیا۔

(۱۰)

جائیکہ زاہداں بہزار اربعین رسند
مست شراب عشق بیک آہ می رسد

ترجمہ: وہ مقام جہاں زاہد و عابد لوگ ہزاروں رکعتوں کی ادائیگی (بے انتہا عبادتوں) کے بعد پہنچے ہیں۔ مست شراب عشق ایک آہ میں ہی پہنچ جاتا ہے یعنی مجھے عشق کی شراب نے

مسحور کر کے وہاں پہنچادیا ہے۔

(۱۱)

بے یار خود سفر مکن از ہیچ حد معینؔ
تنہا مرو بباش کہ ہمراہ می رسد

ترجمہ: اے معینؔ اپنے محبوب کے بغیر کسی طرف سفر نہ کر۔ تو اکیلا نہ جا۔ رُک جا۔ دیکھ تیرا ساتھی بھی تیرے ساتھ پہنچے گا۔

غزل (۳۴)

(۱)

وقت آنست کہ دل واقف اسرار شود
جای آنست کہ جان طالب دیدار شود

ترجمہ: اور موقع آگیا ہے کہ جان (محبوب کے) دیدار کی طالب ہوسکتی ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دل اسرار حقیقت سے واقف ہو جائے گا۔

(۲)

گنج مخفی چو بباز او ظہور آمدہ است
عارف آں بہ کہ زخلوت سوی بازار شود

ترجمہ: اب وہی عارف اچھا ہے جو خلوت سے نکل کر بازار میں آجائے۔ ایک مخفی خزانہ جو بازار ظہور میں آگیا ہے۔

(۳)

ہیچ دانی زچہ زد خیمہ بصحرائے ظہور
تارخش زآئینہ کون نمودار شود

ترجمہ: کیا مجھے معلوم ہے اُس نے صحرائے ظہور میں خیمہ کیوں لگایا ہے۔ تاکہ آئینہ موجودات سے اُس کا رخسار نمایاں ہو سکے۔

(۴)

داد چہ دانم کہ دریں واقعہ سرگردانم

چہ عجب گر جگرم ریش و دل افگار شود

ترجمہ: مجھے کیا معلوم تھا کہ میں اِس قصہ میں سرگرداں ہو جاؤں گا۔ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے اگر تیری قدرت و حکمت کو دیکھ کر تعجب سے جگر پھٹ جائے اور دل زخموں سے چور ہو جائے۔

(۵)

خلق گر بہر ظہورند چرا محجوب اند

ہیچ دیدی کہ حجب موجب اظہار شود

ترجمہ: اگر خلق کا پیدا کیا جانا تیرے اپنے ظہور کے لیے ہی تھا (کہ تو اپنی قدرت ظاہر کرے) تو پھر محجوب کیوں ہیں حجاب اظہار کا ذریعہ بنا ہے۔

(۶)

چو حجابش منم آخر ز میاں بر خیزم

تا ہمو دیدہ و بینندہ دیدار شود

ترجمہ: جبکہ میں ہی اُس کا حجاب ہوں تو میں ہی درمیان سے نکلا جاتا ہوں تا کہ وہ دیدار کا دیکھنے والا از خود چشم دیدار بن جائے۔

(۷)

او در آئینہ من چہرہ خود می بیند

خود بدیں واسطہ مطلوب و طلب گار شود

ترجمہ: وہ میرے شیشے میں سے خود کو دیکھ رہا ہے چنانچہ (کہا جا سکتا ہے کہ) خود اُسی واسطے وہ مطلوب اور طلب گار ہے۔

(۸)

حاصل آنست کہ ایں مسئلہ بجا ہیچ ست

ویں سخن مشکل اگر راست بگفتار شود

ترجمہ: (۸) حاصل کلام یہ ہے کہ مسئلہ پُر پیچ ہے اور یہ گفتگو مشکل ہی سے احاطہ گفتار میں آسکتی ہے۔

(۹)

او چو خود عارف خود آمد و ما محرومیم
بس نہاں از کہ بدو ہر کہ بدیدار شود

ترجمہ: جب وہ خود ہی اپنا عارف ہے تو ہم دیدار سے محروم ہیں۔ جو کوئی اُس کے دیدار کا طالب ہے وہ اُس سے اُتنا ہی نہاں ہے۔

(۱۰)

قدر جوہر نشناسد مگر آں جوہریے
کہ صدف بشکند و خود دُر شہوار شود

ترجمہ: موتی کی قدر وہ جوہری پہچان سکتا ہے جو سیپ کو توڑ کر اس میں خود داخل ہو سکے اور سیپ کے اندر جا کے موتی بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(۱۱)

پردہ آب و گل از روئے دل و جان بردار
تا ہمہ ظلمت ہستی تو انوار شود

ترجمہ: آب و گل کا پردہ دل و جاں سے اُس نے ہٹالیا ہے۔ تاکہ تیری ہستی کی ظلمت انوار سے بدل جائے۔

(۱۲)

نیست اغیار کہ آئینہ یارند ہمہ
تو ز آئینہ رخش بیں کہ ہمو یار شود

ترجمہ: یہاں کوئی غیر نہیں ہے سب کے سب دوست کا آئینہ ہیں کہ اُس کے آئینہ رخسار کو دیکھ تا کہ وہ دوست بن جائے۔

(۱۳)

ہر کہ در بزم بقا جام بقاء نوش کند
دست در جبل انا الحق زدہ بردار شود

ترجمہ: جس کسی نے عالم بقا میں جا کر جام بقا نوش کیا تو اس نے انا الحق کا نعرہ لگایا اور دار پہ چڑھ گیا۔

(۱۴)

عکس رخسارہ ساقی چو فتد بر رخ جام
روئے میخانہ کند زاہد و خمار شود

ترجمہ: جب جام کے اندر ساقی کے چہرے کا عکس نظر آیا تو زاہد نے میخانے کا رخ کیا (وہاں جام توحید و عشق و مستی پیا اور) اور سرشار ہو گیا۔

(۱۵)

ہر کرا عقدہ زلف تو در آرد بکمند
بگسلد در رشتہ تسبیح و بزنار شود

ترجمہ: تیری زلفوں کے پھندے جس کسی کو اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔ وہ تسبیح کا رشتہ توڑ کر زنار پہن لیتا ہے۔

(۱۶)

اینچہ راز ست کہ از پردہ بروں می افتد
تا دل بیخبراں واقف اسرار شود

ترجمہ: یہ کیا راز ہے کہ بھید کھلتا چلا جا رہا ہے (پردہ ہٹتا چلا جا رہا ہے) شاید وہ بے خبر دلوں کو اپنے رازوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

(۱۷)

یعنی آں لطف و عنایت کہ خداوند مراست
چہ عجب باشد اگر بندہ گنہگار شود

ترجمہ: کیا اُس لطف و عنایت کے پیش نظر جو میرے خدا کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر کیا تعجب نہیں اگر بندہ گناہگار بن جائے۔

(۱۸)

چوں پرسیدن بیمار خود آئی سحری
تندرستان ہمہ زیں واقعہ بیمار شوند

ترجمہ: جب وہ اپنے بیمار کا حال پوچھنے سحر کے وقت آتا ہے تو یہ کرم دیکھ کر اچھے بھلے صحت مند بھی بیمار بن گئے۔

(۱۹)

تو بخوابی و سرت یار گرفتہ بکنار
چشم بخت بود آں روز کہ بیدار شود

ترجمہ: تو سویا ہوا ہے اور تیرا سر دولت آغوش میں ہے تیری خوش بختی کا دن وہ ہوگا جب اس حال میں تو بیدار ہو جائے گا۔

(۲۰)

ہر کہ چوں نقطہ نہد یک قدم از خود بیروں
اندریں دائرہ سر گشتہ چو پرکار شود

ترجمہ: اگر کوئی شخص اپنے اندر سے ایک نقطہ کے برابر بھی باہر قدم رکھتا ہے تو اس دنیا کے دائرے میں پرکار کی طرح سرگرداں ہوتا ہے۔

(۲۱)

آنچہ بادہ کہ بجاں معین بیودی
دل سرمستش ازآں نیست کہ ہشیار شود

ترجمہ: اس قدر شراب: تو نے معین کی جان کو عطا کی ہے۔ وہ ایسا سرمست و سرشار ہوا ہے کہ اب وہ شاید ہی کبھی ہوش میں آئے۔

غزل (۳۴)

(۱)

دگر کہ غمزہ ساقی کرشمہ فرمود
کہ ہوش و صبر ز مستان بزم عشق ربود

ترجمہ: دوسری مرتبہ ساقی کے غمزوں نے اپنا کرشمہ اس طرح دکھایا ہے کہ بزم عشق کے مستوں کا صبر و ہوش رخصت ہوگیا ہے۔

(۲)

نہ عقل ماند نہ عشق و بر فت ظلمت و نور
بسوخت آتش غیرت ہر آنچہ بود نبود

ترجمہ: آتش غیرت نے یوں جلا ڈالا اور راکھ کر ڈالا۔ عقل و عشق اور نور و ظلمت سب گویا بھسم ہوگئے۔ کچھ بھی باقی نہ بچا۔

(۳)

چو آفتاب محبت بتافت روشن گشت
کہ در برابر ہر ذرہ آفتابے بود

ترجمہ: محبت کا سورج روشن ہوا تو ظاہر روشن ہوگیا کہ ہر ذرہ کے برابر کے آفتاب موجود تھا۔

(۴)

چہ صیلقست ندانم شراب وحدت خاص
کہ زنگ غیر بکلے زجام دل بزود

ترجمہ: وحدت خاص کی یہ شراب کیسی صاف اور شفاف ہے۔ یہ شراب ایسی ہے کہ اسے دل کے جام میں ڈالا جائے تو اس جام پر لگا (غیر اللہ کا) زنگ یہ شراب اتار دیتی ہے۔

(۵)

ز زنگ غیر چو جام دلم مصفٰی شد
ز ذرہ ذرہ من نور حق جمال نمود

ترجمہ: میرے دل کو لگا (غیر اللہ کا) زنگ صاف ہوگیا اور میرے وجود کا ایک ایک ذرہ جہاں حق کا مظہر بن گیا ہے۔

(۶)

حدیث خود بزبانم بہ اہل مجلس گفت
بگوش مستمعاں راز خود ز خود بشنود

ترجمہ: (میرا) محبوب نے مجلس میں بیٹھ کر میرے منہ سے اپنی باتیں بیان کی اور پھر (یوں ہے کہ) اپنی ہی کہی ہوئی باتیں سننے والے کے کانوں میں اپنا راز خود سے سنا۔

(۷)

کشاد کار معینے زقبض وبسط مجوے
بیا کہ ساقی وحدت سرسبو بکشود

ترجمہ: اے معینؔ کشادکار قبض وبسط سے نہ ڈھونڈ آ کہ ساقی وحدت نے سرسبو کھول دیا ہے یعنی کہ ساقی وحدت نے مجھے اپنی گرفت میں رکھا اور میرا سر شراب کے مٹکے میں ڈبو دیا۔ مجھے وحدت نے شرابور کر دیا۔

غزل (۳۵)

(۱)

راہ بکشای کہ دل میل ببالا دارد
پردہ برگیر کہ جاں عزم تماشا دارد

ترجمہ: راستہ کھول دو۔ کہ دل آسمانوں کی طرف جانا چاہتا ہے۔ پردہ ہٹا دو کہ میری جان (اے محبوب تیری) دید کرنا چاہتی ہے۔

(۲)

باز دل کر شرف قصر ازل کرد نزول
باز ہرواز کناں میل ہماں جا دارد

ترجمہ: میرے دل کا عقاب جس نے قصر ازل کی بلندی سے نزول کیا تھا۔ اور یہ پرواز کناں اُسی طرف مائل ہے۔

(۳)

دلم از عین عدم رفتہ سوی قاف قدم
صعوہ رابین کہ ہوس صحبت عنقا دارد

ترجمہ: میرا دل عالم عدم سے نکل کر عالم وجود کی جانب رواں ہے یوں جانو کہ جیسے ایک چھوٹی سی چڑیا ایک شہباز (عنقا ایک فرضی پرندہ ہے۔ شہباز کا نقطہ عموی فہم میں آساں ہے) کے ساتھ رہنے کی طالب ہے۔

(۴)

من اگر خود نروم او کشدم جانب خود
ہم ازاں سلسلہ عشق کہ باما دارد

ترجمہ: میں اگر خود اس کی جانب نہیں بڑھتا ہوں تو خود وہ اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اسی سلسلہ عشق کے ذریعے جو ہمارے ساتھ قائم ہے۔

(۵)

کہ بخود خواند و گاہی زخودم میراند
آہ ازیں غمزہ کہ با عاشق شیدا دارد

ترجمہ: کبھی خود ہی مجھے اپنے پاس بلاتا ہے اور کبھی خود مجھے اپنے پاس سے ہٹا دیتا ہے۔ آہ اس غمزے کو کیا کہوں جو وہ اپنے عاشق شیدا کے ساتھ روا رکھتا ہے۔

(۶)

حسنش اندر پس صد پردہ چنیں جلوہ گرست
وائے ازاں روز کہ آں چہرہ ہویدا دارد

ترجمہ: اُس کا حسن سو پردوں کے پیچھے بھی جلوہ گر ہے۔ واللہ وہ کیا عالم ہو گا جس روز وہ چہرہ (پردے سے نکل کر) ظاہر ہو گا۔

(۷)

گرچہ از جای بروں ست ولیکن بخدا
کہ شب وروز دروں دل ما دارد

ترجمہ: اگرچہ وہ قید مکاں سے بری ہے لیکن بخدا یوں ہے کہ وہ دن رات میرے دل میں بسا رہتا ہے۔

(۸)

عاقبت چہرہ دلدار عیاں خواہد دید
ہر کہ آئینہ ز زنگار مصفا دارد

ترجمہ: آخرکار اُس دلدار کا چہرہ عیاں ہو کر رہے گا اُس آئینہ پر جو زنگار سے پاک صاف شفاف ہے۔

(۹)

حسن آں ماہ چو خورشید بدید ست معینؔ
محرم آنست کہ او دیدہ بینا دارد

ترجمہ: اُس چاند کا حسن سورج کی طرح اے معینؔ نمودار ہے۔ لیکن اس حقیقت سے صرف وہ واقف ہے جس کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہے۔

غزل (۳۶)

(۱)

شراب ساقی ما مستی از جای دگر دارد
کہ از یک قطرہ جمعی را ز عالم بے خبر دارد

ترجمہ: ہمارے ساقی کی شراب کو مستی کہیں اور سے ملی ہے کہ ایک قطرہ پلا کر وہ ایک مجمع کو دنیا سے بے خبر بنا دیتا ہے۔

(۲)

نہ از جام است ایں مستی نہ از خم ونہ از بادہ
دلی در چاشنی گیری براں لبہا گذر دارد

ترجمہ: یہ جو مستی نہ کسی جام میں ہے نہ شراب میں نہ کسی پیالے میں ہے یہ چاشنی (لطف) مجھے اُن لبوں پر اختیار حاصل ہونے سے ملی ہے۔

(۳)

چہ عقل و دیں از سر نہ دل ماند نہ جاں دارد
اگر آں ساقی دلبر نقاب از روی بردارد

ترجمہ: عقل و دیں سر سے رخصت ہو جائے جان و دل پہلو میں نہ رہے اگر وہ محبوب اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دے۔ (یعنی کسی کا کچھ بھی باقی نہ بچے)

(۴)

بغیر عکس انوار جمال خود چہ می بیند
نگار من کہ در آئینہ جانم نظر دارد

ترجمہ: تو اُسے اپنے جمال کے انوار کے عکس کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے۔ میرا محبوب میرے دل کے آئینے میں جب نظر ڈالتا ہے۔

(۵)

نمگویم کہ درویشم بیا یک لحظہ در چشم
نگاری کزپی خویشم چو حلقہ در بدر دارد

ترجمہ: میں یہ نہیں کہتا کہ میں درویش ہوں ایک لمحہ کے لیے میرے قریب آ جا محبوب تو نے مجھے در در پہ پھرایا ہے۔

(۶)

کند بندم جدا از بند و دیگر ہم نہ بنوازد
دلم گر نالہ دارد چونی زیں رہ گزر دارد

ترجمہ: میرے وجود کا بند بند جدا کر دیا ہے لیکن مجھے (اپنی نظر کرم سے) نوازتا نہیں ہے سو میرے دل سے یوں آہ و زاری نکلتی ہے جیسے بنسری سے دلگداز آوازیں نکلتی ہیں۔

(۷)

چو طور از پر تو نورش دلم از مہر سرگرداں
چو قم خورشید را گر ذرہ را زیر و زبر دارد

ترجمہ: جس طرح طور اُس کے نور سے جل گیا اسی طرح میرا دل محبت سے سرگرداں ہے۔
سورج کو اس بات کی کیا پرواہ اگر ذرے زیروزبر ہو جائیں۔

(۸)

مینداز از نظر زاہد مراکیں مفلس مسکیں
گناہ بیحد و طاعت بغایت مختصر دارد

ترجمہ: اے زاہد۔ مجھ مفلس و مسکین کو اپنی نظر سے نہ گرا۔ کیا ہوا اگر میرے گناہ زیادہ اور نیکیاں کم ہیں۔

(۹)

چہ میدانی تو ایغافل کہ شاید عاشق بیدل
مراد خویشتن حاصل بیک آہ سحر دارد

ترجمہ: اے غافل تو کیا جانے کہ یہ بے چارے عاشق لوگ کیا ہیں۔ (ہوسکتا ہے) یہ اپنی مراد ایک آہ سحر گاہی سے حاصل کر لیتا ہو۔

(۱۰)

سو جنت ہمی خواند مرا واعظ پندارد
کہ عاشق میل جز معشوق خود جائے دگر دارد

ترجمہ: واعظ کیا سمجھتا ہے میری سو جنتیں طلب گار ہیں کہ عاشق سوائے معشوق کے اور کس چیز کا آرزومند ہے۔

(۱۱)

کجا از مقصد صد قش بجنت سرفرود آید
کسے کاندر مقرر عزجاناں مستقر دارد

ترجمہ: محبت کی اس راہ کو چھوڑ کر جنت میں کہا جائے گا وہ جس کو دوست کی محفل میں مستقر حاصل ہو گیا ہے۔

(۱۴)

معینی سر وحدت را نیارد بر زبان راندن
مگر سرش قلم گوید کہ در عالم دو سر دارد

ترجمہ: معین وحدت کے راز کبھی زبان سے بیان نہیں کر سکتا ہے۔ کہ اُس کا راز قلم بیان کرتا ہے تو زمانہ میں اُس کے دو سر ہو جاتے ہیں۔

غزل (۴۷)

(۱)

صدف چوں بہر یکقطرہ بروی بحری آید
چرا لب تشنہ چندیں گہ بقعر بحری آید

ترجمہ: سیپی صرف ایک قطرے کی طلب میں سمندر کے اوپر (کی سطح پر) آجاتی ہے۔ پھر وہ تشنہ لب اتنی مدت تک سمندر کی گہرائیوں میں کیوں رہتی ہے۔

(۲)

صدف غرقست در دریا و دریا خود ازاں بہ او
چو یابد قطرهٔ دیگر دہان خویش بکشاید

ترجمہ: سیپی دریا میں غرق رہتی ہے اور دریا اس پر ٹھاٹھیں مارتا ہے (لیکن یہ کیسی بات ہے کہ) وہ (دریا سے باہر کے) قطرے کے لیے اپنا منہ کھلا رکھتی ہے۔

(کہا جاتا ہے کہ سیپی کے اندر بارش کا ایک قطرہ داخل ہوتا ہے تو سیپی اپنا منہ بند کر لیتی ہے۔ اور پھر یوں ہوتا ہے کہ ایک دن یہ قطرہ موتی بن جاتا ہے۔ مگر دریا سمندر میں رہنے والے سیپی کو یہ قطرہ باہر سے لینا پسند ہے۔

(۳)

صدف را تاب دریا نیست با قطرہ ازاں سازد
چہ ساں اندر کشد بحری کسی کش قطرہ یابد

ترجمہ: اگر سیپی دریا ہی میں سے ایک قطرہ اپنے اندر سما لے تو اُسے پھر دریا میں رہنے کی تاب

نہ ہوگی مگر وہ جس کو قطرہ درکار ہے کس طرح دریا کو اپنے اندر جذب کرے۔

(۴)

صدف لب تشنہ در دریا لبالب بحر میجوید
بہ قطرہ میل ازاں دارد کہ بوی بحرمی آید

ترجمہ: دریا میں رہتے ہوئے بھی سیپی بحر سے تشنہ رہتی ہے۔ قطرے سے اُس کی رغبت اس لیے ہے کہ اُس سے بوئے بحر آتی ہے۔

(۵)

صدف از قطرہ باراں عطش را میدہد تسکیں
چرا کیں آب دریای حرارت را بیفزاید

ترجمہ: بارش کا ایک قطرہ سیپی کی پیاس بجھاتا اور امید بر لاتا ہے (لیکن ایسا کیوں ہے کہ) دریا کا پانی اُس کی حرارت کو مزید بھڑکاتا ہے۔

(۶)

چو قطرہ ہر کہ بیروں شد ز دریائے وجود آخر
بسوی بحر خواہد شد اگر سر بر فلک ساید

ترجمہ۔ جو قطرے کی طرح وجود کے دریا سے باہر نکل آتا ہے وہ آخر کار بحر سے مل جاتا ہے خواہ وہ آسمان کی طرح بلند ہو۔

(۷)

بخار از بحر انگیز د شود ابرو فرد ریزد
چو دریا در آمیزد دگر دریا شود شاید

ترجمہ: سمندر میں سے بخارات اُٹھتے ہیں اور بادل بن کے برستے ہیں اور پھر یہ قطرے دریا میں مل کر دریا (سمندر میں مل کر سمندر) ہی ہو جاتے ہیں۔

(۸)

بحق او کہ در کسوت جمالش بہ تواں دیدن
بشرط آنکہ زنگار از رخ آئینہ بردار

ترجمہ: اس کے حق کی قسم کہ اس کا جمال کسی لباس میں بہتر دیکھا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اپنے
دل کے آئینے پر چڑھا ہوا زنگار صاف کر دے۔

(۹)

جمال دوست بیکسوت مشتبہ کے تواں دیدن
ولی بہتر کہ در کسوت جمال خویش بنماید

ترجمہ: اے معین جمال دوست بغیر لباس کے کس طرح دیکھ سکتے ہو لیکن بہتر ہے کہ وہ کسی
وجود میں اپنا جمال ہم کو دکھائے۔

غزل (۳۸)

(۱)

گر پردہ ہائے آب و گل از جان و دل یکسو شود
از کسوت ہر ذرہ مہر دگر بیرون شود

ترجمہ: اگر جان و دل سے یہ مٹی و پانی کا (وجودی) پردہ سرک جائے تو یوں ہر ذرہ کے
وجود سے ایک نیا آفتاب نمودار ہو جائے۔

(۲)

ہر کس کہ اندر سیر او حق بود قصد غیر او
یابد وصال غیر او از زخم ہجراں خوں شود

ترجمہ: جو کوئی اس کی معرفت کی راہ میں غیر کا قصد کرتا ہے جب غیر کا وصال پاتا ہے اس
کے ہجر کے زخم خون ناب ہو جاتے ہیں۔

(۳)

ہر طالبی کانجا ز جاں با عاشقاں شد ہم عناں
آنجا بہ درگہی در میاں بر ملک افریدوں شود

ترجمہ: وہ راہ طلب کا مسافر کہ جو دل و جان سے (سچے) عاشقوں کا ہمرکاب ہوتا ہے اس
نے یہاں دوسروں سے سبقت لی کہ بادشاہ فریدوں سے اعلیٰ مرتبہ پاتا ہے۔

(۴)

سیر براق عاشقاں درہم نورد و آسماں
برہم زند کون ومکاں تا حضرت بیچوں شود

ترجمہ: سچی طلب رکھنے والے عشق کے براق پر سوار ہوکر آسمانوں کے ہم نورد ہوجاتے ہیں اور دو جہانوں کے نظام برہم کر کے ذات حق میں سما جاتے ہیں۔

(۵)

امروز من بر لوے او سرگشتہ ام در کوی او
فردا کہ بینم روئے او دانی کہ حالم چوں شود

ترجمہ: آج میں اُس کی آرزو میں اُس کی گلی میں دیوانہ وار پھر رہا ہوں کہ کل کو جب محبوب کا دیدار ہوگا اُس وقت تجھے حالم ہونا معلوم ہوگا۔

(۶)

بوی زخم وحدتش ما را ز ما بیگانہ کرد
یا رب کہ ماند آشنا روزیکہ می افزوں شود

ترجمہ: زخم وحدت کی خوشبو نے ہم کو ہم سے بیگانہ کردیا ہے۔ جب شراب زیادہ ہوگئی تو پھر کوئی آشنا باقی رہے گا۔

(۷)

ہر کس خورد رطل گراں لا ید شود سرش عیاں
اسرار وحدت آں زماں درسینہ کی مکنوں شود

ترجمہ: محبت کی شراب کا ایک جام پی لیتا ہے تو اس پر راز حقیقت کھلنے لگتے ہیں اس وقت وحدت کے راز سینے میں پنہاں نہیں رہ سکتے۔

(۸)

من مست آں پیمانہ ام وز بوی او دیوانہ ام
لیلیٰ اگر ہم خانہ ام گردد چو من مجنوں شود

ترجمہ: میں اس کا جام پی کر مست الست ہوں اور اس کی خوشبو سے دیوانہ ہوں۔ لیلیٰ بھی اگر میری ہمکانہ بن جائے تو میری طرح مجنوں بن جائے۔

(۹)

اوساقی و مستش منم پیمانہ در دستش منم
در وی نگاہی میکنم تا کی رخش گلگوں شود

ترجمہ: وہ ساقی ہے میں مستانہ ہوں اور میرے ہاتھ میں اس کا جام ہے میں اُس کو دیکھے جا رہا ہوں کہ اس کا چہرہ کب گلگوں (سرخ) ہوتا ہے۔

(۱۰)

چوں می رخش گلگوں کند دل نالہ را افزوں کند
اوراچو خود مجنوں کند تا حال دیگرگوں شود

ترجمہ: وہ جب اپنے چہرے کو سرخ کر لیتا ہے تو دل کی آہ و زاری بڑھ جاتی ہے۔ حالت اس طرح دگرگوں ہوتی ہے کہ وہ خود مجنوں بن جاتا ہے۔

(۱۱)

معشوق ما عاشق شود عاشق بمعشوقی رسد
اوچوں سو عاشق رود ہنگام ناز اکنوں شود

ترجمہ: وہ جب اپنے طالب کی جانب روانہ ہوا اس وقت ناز و ادا نرالی ہوتی ہے اور اس کے سبب عاشق معشوق کا اور معشوق عاشق کا درجہ پالیتا ہے۔

(۱۲)

مسکیں معینے تاکنوں در شام غم ماندہ زبوں
اے ماہ اگر آئے بروں استارہ اش میموں شود

ترجمہ: معین بے چارا اب تک شام غم کے سبب زبوں حال ہے اے چاند اگر تو (باہر) نکل آئے تو اس کی قسمت جاگ جائے۔

غزل (۳۹)

(۱)

روز یکہ یار جام صفا پرزی کند
عاشق درآں وفا نہ جفا یاد کی کند

ترجمہ: جس روز وہ محبوب جام صفا کو شراب سے بھرنے لگا اُس روز یہ عاشق اس وفا کے بدلے جفائیں یاد نہیں کرے گا۔

(۲)

ساقی اگر ہزار شراب افگند بجام
عاشق ہمی مشاہدہ حسن وی کند

ترجمہ: اگر ساقی جام میں ہزار شرابیں انڈیل دے تب کہیں عاشق ایک لحظہ کے لیے اُس کے حُسن کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

(۳)

حسنی اگر ہزار شراب افگند بجام
گرخاک مردہ است کہ فی الحال حے کند

ترجمہ: (۳) حسن وہ ہے کہ جو ہر صفت کے حوالے سے اپنے جلوے دکھائے اور سو برس کے مردے کو بھی جام حیات پلائے۔

(۴)

اسرار عشق ورد را اندر نے دلم
خود نغمہا سراید ونسبت بہ نی کند

ترجمہ: وہ خود عشق کے اسرار میرے دل کی بانسری میں بھر رہا ہے خود نغمے چھیڑتا ہے اور نسبت اُن کی بانسری سے کرتا ہے۔

(۵)

ہر بیخودی کہ مست خدا میکند رو است
کاں عربدہ نہ مست کند بلکہ می کند

ترجمہ: خدا مست جو اس نشے میں بے خود ہوتا ہے وہ جو بھی کرے روا ہے وہ یہ فعل خود نہیں کرتا بلکہ جو وہ مئے توحید جو اس نے پلا رکھی ہے وہ اس سے یہ فعل کرواتی ہے۔

(۶)

در وادی طلب چو نہد یک عقل پائے
دست قضا بہ تیغ فنا پاش پے کند

ترجمہ: اگر وادی طلب میں عقل قدم رکھتی ہے تو پھر قضا کا ہاتھ تیغ فنا سے اُس کے پاؤں کاٹ دیتا ہے۔

(۷)

گر صد ہزار نامہ نویسد معین بجہد
مشکل اگر ز عشق تو یک حرف طے کند

ترجمہ: اگر معین بہت کوشش کر کے ہزاروں نامے بھی لکھ ڈالے پھر بھی مشکل ہے کہ کتاب عشق کا ایک حرف طے کر سکے گا۔

غزل (۳۰)

(۱)

ہر کسی را در ازل رزقی مقدر کردہ اند
در برائے ہر یکے کارے مقرر کردہ اند

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے روز اول ہی سے ہر ایک کا رزق مقرر کر رکھا ہے ہر ایک کے لئے کچھ نہ کچھ کام مقرر کر دیا ہے۔ سب کے اپنے اپنے کام (ذمہ داریاں) ہیں۔

(۲)

عشق را آمیزشے دادند باجان و دلم
چیں ازاں کاب و گل آدم خمر کردہ اند

ترجمہ: جب آغاز میں (اللہ تعالیٰ نے) مٹی اور پانی کو گوندھ کر آدم کا خمیر بنایا تو عشق کو دل وجان کے ساتھ ایک تعلق عطا کر دیا تھا۔

(۳)

عاشقاں را زیں پری رویاں بزنجیر بلا
ایں چنیں دیوانہ زلف معنبر کردہ اند

ترجمہ: ان پری چہرہ لوگوں نے عاشقوں کو زنجیر بلا میں باندھنے کے لیے اپنی معطر زلفوں کی زنجیر میں گرفتار کر کے دیوانہ بنا ڈالا۔

(۴)

ای بسا دلہا دروں سینہ کاندر بزم عشق
زآتش سوزِ فراقش عودو مجمر کردہ اند

ترجمہ: عشق کی مجلس میں سینے کے اندر بہت سے دل اُس کے فراق کی آگ میں عود کی طرح جلائے گئے ہیں۔

(۵)

ای بسا مردانِ رہ کاندر طریق جستجو
چوں عجوزاں چادر ادبار برسر کردہ اند

ترجمہ: بہت سے (راہ طریقت پر چلنے والے) مرد ایسے ہیں جنہیں اس طلب اور جستجو کی راہ میں عورتوں کی طرح سر پہ (بدنصیبی کی) چادر ڈال کر انہیں تارک الدنیا بنا ڈالا ہے۔

(۶)

رَبِّ اَرِنِی نی ہمیں سر برزواز موسےٰ وبس
کیں زمان ہم طالباں از غیب سر بر کردہ اند

ترجمہ: ابھی موسیٰ علیہ السلام نے طور پر رَبِّ اَرِنِی نہیں کہا تھا کہ اُنکے بعد بہت سے طالبان دیدار نے غیب سے سر نکالا تھا۔

(۷)

للہ اے واعظ بجای جنتم دعوت مکن
کیں گدا را وعدہ انعام دیگر کردہ اند

ترجمہ: اے واعظ خدا کے لیے مجھے جنت کی طرف مت دعوت دے کیونکہ میں تو وہ گدا ہوں

جسے (محبوب نے) انعام دینے (دیدار دینے) کا وعدہ کر رکھا ہے۔

(۸)

ساقی باقی دہد در بزم جاں جام طہور
ہر دلے را کز غبار تن مطہر کردہ اند

ترجمہ: عالم باقی کا ساقی بزم جاں میں جام طہور پلا رہا ہے ہر اُس دل کو جس پہ تن کا غبار (زنگار) اتر چکا ہے اور وہ مصفا ہو گیا ہے۔

(۹)

نے بکام دل ہمی گنجد نہ اندر جام جاں
بادہ کز بہر سر مستاں بساغر کردہ اند

ترجمہ: (وہ شراب ایسی ہے) جو دل میں بھی نہیں سما سکتی اور جان بھی اس کی متحمل نہیں ہوتی وہ شراب جو ہم مستوں کے لیے ساغر میں ڈالی گئی۔

(۱۰)

پرتو نور شہود افتاد در قصر وجود
کز شعاعیں حجرہ دل را منور کردہ اند

ترجمہ: نور شہود کا ایک ایسا پرتو اس قصر وجود میں جلوہ فگن ہے اور اس کی شعاعوں سے میرا حجرہ دل منور ہے۔

(۱۱)

یا رب ایں معنی جاں یا صورت جاناں ماست
آنچہ از وی خانہ دل را مصور کردہ اند

ترجمہ: اے خدا یہ میری جان ہے یا میرے محبوب کی صورت؟ جس سے میرے خانہ دل کو مصور کیا گیا ہے۔

(۱۲)

عکس نور ذات بر مرات جاں شد منعکس
زیں مرا یا تیکہ باحسنش برابر کردہ اند

ترجمہ: اُس نور ذات کا عکس میری جان کے آئینے میں منعکس ہوا۔ اُن تمام آئینوں میں جو اُس کے جمال کے مقابل رکھے گئے ہیں۔

(۱۳)

سر بسر ذرات عالم مظہر انوار اوست
جملہ را آئینہ دارِ حسن دلبر کردہ اند

ترجمہ: اس کائنات کے تمام ذرے مکمل طور پر اس کے انوار ذات کا مظہر ہیں ان سب کا حسن محبوب کا آئینہ دار بنایا گیا۔

(۱۴)

جاں زمہرش عاقبت بیروں پرد زیں دام تن
گرچہ مرغ روح را بی بال وبی پر کردہ اند

ترجمہ: میری جان کی کیا حقیقت کہ اُس کی زمین بوسی کا قصد کرے لیکن بس ایک ذرہ کو خورشید انور کے لیے سرگشتہ کردیا گیا ہے۔

(۱۵)

جاں کہ باشد تا کند عزم زمیں بوسی ولیک
ذرہ را سرگشتہ خورشید انور کردہ اند

ترجمہ: میری جان زمیں بوسی کے عزم کے ساتھ اس کی درگاہ میں تو پہنچ گئی ہے مگر یوں ہے کہ یہ ذرہ سورج کے نور سے متاثر اور گردمارا پھرتا ہے۔

(۱۶)

گرچہ شاہاں را بہ تخت و تاج زینت میدہند
جلوہ مسکیں معیں بر تاج و منبر کردہ اند

ترجمہ: اگر دنیا میں بادشاہوں کو تاج وتخت کی زینت بخشی گئی ہے لیکن معین بے چارے مسکین کو منبر پر ہی یہ تاج عطا ہوا ہے۔

غزل (۴۱)

(۱)

نکہ عشق گرآں سوئے جہاں می آید
بمشام دلم از عالم جاں می آید

ترجمہ: عشق کی ہوا اگر دنیا کی طرف آتی ہے تو سب کو محسوس ہوتی ہے مگر میرے لیے (خاص طور سے) عالم جان سے چلتی ہے اور دل ودماغ کو معطر کرتی ہے۔

(۲)

تازہ شو اے دِل پژمردہ کہ چو آبحیات
بحر جودی ست کہ سوی تو رواں می آید

ترجمہ: اے دل پژمردہ تازہ ہو جا کہ آب حیات جب بحر جودسنگر تیری طرف آرہا ہے کہ (رحمت وکرم کا سمندر تیری جانب رواں ہے اور یہ آب حیات کا سمندر ہے۔)

(۳)

خیزای عقل تو از چارسو پنج حواس
کہ نگار من ازاں راہ نہاں می آید

ترجمہ: اے عقل۔ ہمارے حواس خمسہ کو چھوڑ کر رخصت ہو جا کہ میرا محبوب غیر ظاہری راستوں سے چلتا ہوا میری جانب آرہا ہے۔

(۴)

ہمچو خورشید نما روی کہ ذرات جہاں
از زمیں تا بفلک چرخ زناں می آید

ترجمہ: تو خورشید (سورج) کی مانند نکل کہ اس کائنات کے ذرے زمیں سے آسمان تک چرخ زن (گردش) ہو جائیں۔

(۵)

دل کہ بایار نشیند بدت ابجاں چہ کند
بلکہ از صحبت اغیار بجاں می آید

ترجمہ: وہ دل کہ جیسے محبوب کا قرب نصیب ہے ۔ اے جاں تیرے پاس کیا بیٹھے اُسے تو غیروں کی صحبت سے نفرت ہوگئی ہے۔

(۶)

اینہمہ گل کہ بگلوار جمالت بشگفت
بلبل دل چہ عجب گر بفغاں می آید

ترجمہ: یہ تمام پھول تیرے حسن کے گلستان میں کھل اُٹھے ہیں۔ کوئی عجب نہیں اگر دل کا بلبل آہ وفغاں کرنے لگ جائے۔

(۷)

آتشی ہست نہاں در جگر سوختگاں
آہ کاں آتش پنہاں بعیاں می آید

ترجمہ: جگر سوختہ کے اندر ایک ایسی آگ چھپی ہوتی ہے آہ اگر وہ آگ عیاں ہو جائے تو کیا کچھ نہ ہو جائے۔

(۸)

زآتش غم کہ بکانونِ دل افروختہ اند
یک زبانہ است کہ گاہی بزباں می آید

ترجمہ: دل کے آتش دان میں غم کے سبب جو آگ بھڑکائی ہے یہ اسی کا ایک شعلہ کبھی کبھی زبان سے نمایاں ہو جاتا ہے۔

(۹)

گرچہ ہر موی زبانے شود از سر نہاں
بخدا گر سر موے بہ بیاں می آید

ترجمہ: سر نہاں کو بیان کرنے کے لیے اگر ہر مو زبان بن جائے جب بھی خدا کی قسم اس کا بال برابر حصہ بھی بیان نہ ہو سکے۔ (یہ راز حقیقت ایسا ہے کہ بخدا اس کا بال برابر حصہ بھی بیان نہ ہو سکے۔)

(۱۰)

رقم عشق کشیدہ است بطغرائے وجود

گرچہ اندر عدم آباد جہاں می آید

ترجمہ: عشق کی داستان جسم کے عنوان سے (طغرے سے) رقم کی ہے۔ ہر وہ شے جو عالم عدم میں موجود ہے وہ عالم وجود میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۱۱)

ہیچ کس نقطہ صفت خارج ازیں دائرہ نیست

گرچہ بیروں رود آخر بمیاں می آید

ترجمہ: اس کی صفت کے نقطے سے کوئی بھی شخص خارج نہیں ہے سب اسی دائرے میں ہے جو بھی اس سے باہر نکلتا ہے دوبارہ خود کو وہیں پاتا ہے۔

(۱۲)

ہر چہ از مکمن غیب آمدہ تا عالم خلق

ہمچنانش کہ فرستادہ چناں می آید

ترجمہ: یہ جو سب کچھ عالم غیب سے عالم وجود میں ظاہر ہوا ہے وہ اس طرح آیا ہے جس طرح بھیجنے والے نے بھیجا ہے۔

(۱۳)

ز اعتبارات تفاوت نکند اصل مراد

گر یکے کعبہ وآں دیر مغاں می آید

ترجمہ: یہ اعتبار و یقین کا سبب ہے کہ کوئی کعبے میں آئے یا بت خانے میں اسکے توحیدی ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

(۱۴)

انچہ سازست کہ در پردہ عشاق زوند

کز سماعش دل وجاں رقص کناں می آید

ترجمہ: یہ کیا ساز ہے کہ عاشقوں کے اندر بولتا ہے (بجتا ہے) جسے سن سن کر جان و دل رقص کرنے لگتے ہیں۔

(۱۵)

حیف کیں بے بصراں تا بہ ابد بیخبر اند
زانچہ در دیدہ صاحب نظراں می آید

ترجمہ: افسوس، کہ یہ بے بصیرت لوگ ابد تک بے خبر رہتے ہیں انہیں کیا خبر کہ دیکھنے والے (صاحب بصیرت لوگ) کیا کچھ دیکھ لیتے ہیں۔

(۱۶)

دم گرم بنگر وز سر تحقیق بداں
کاتشی ہست کہ دوداز سرآں می آید

ترجمہ: میرے گرم سانسوں کو دیکھ اور یقین سے دیکھ کہ یہ وہ آگ ہے (جس نے سانسوں کو گرم کیا) جس کے سبب میرے سینے سے آہوں کا دھواں نکل رہا ہے۔

(۱۷)

آتش تو در جان معین افتادہ است
وز دمش بوے دل سوختگاں می آید

ترجمہ: معین کی جان کے اندر تیری (محبت کی) آگ نے شعلہ بھڑکایا ہے یہ اسی کے سبب ہے کہ اُس کی سانس سے سوختہ دلوں کی بو آ رہی ہے۔

غزل (۴۲)

(۱)

چناں از وزن دل نورآں دلدار می تابد
کہ خورشید جمالش ازدرو دیوار می تابد

ترجمہ: میرے دل کے دریچے میں سے اُس محبوب (کے چہرے) کا نور چمکتا اور دمکتا ہے

کہ اُس کے خورشید جمال سے درودیوار روشن ہو گئے۔

(۲)

ازاں از ظلمت تن میر ہد جانم کہ ہر ساعت
مرا از مطلع دل لمعہ انوار می تابد

ترجمہ: تن کی ظلمت سے میری جان نے یوں چھٹکارا پایا ہے کہ ہر گھڑی اب میرے دل کے افق پر انوار کی تابندگی موجود رہتی ہے۔

(۳)

اگر از خواب غفلت سر برآری آنزماں بینی
کہ خورشید تجلی بر دل بیدار می تابد

ترجمہ: اگر تو غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر (اور سر اٹھا کر) دیکھو تو تجھے آئے کہ خورشید تجلی دل بیدار پر چمک رہا ہے۔

(۴)

چو حسن دوست ظاہر شد دل از کونین فارغ شد
چو جاں محو موثر شد رخ از آثار می تابد

ترجمہ (جب) محبوب کا جلوہ نظر آیا تو دل دونوں جہانوں سے فارغ ہو گیا اور (یہ وہ موقع یا لمحہ تھا) جب کہ جان موثر میں محو ہو گئی۔ اور رخ سے آثار نمودار ہو گئے۔

(۵)

مسلمانی مرا عشق ست اگر منکر نہ بنگر
چگونہ نور تصدیقم ازیں اقرار مے تابد

ترجمہ: اگر تو یقین کے ساتھ دیکھے تو مسلمانی میرا عشق ہے (کیونکہ) جب تک میں دل سے تصدیق نہ کر لوں تو نور کا اقرار ممکن ہی نہیں (اِقرارٌ باِللّسان وتصدیق بِالقلب)

(۶)

جمال یار میخواہی بذرات جہان بنگر
کہ ہر ذرا است مر آتی کزو دیدار می تابد

ترجمہ: کائنات کے ذروں کو غور سے دیکھو اگر جمال یار کا مشاہدہ چاہتا ہے تو کیونکہ ہر ذرہ ایک آئینہ ہے جس سے دیدار ظاہر ہو رہا ہے۔

(۷)

مگر تاب آورد سر پنجہ شیر تجلی را
ولی کز عشق دست عقل و دیدار می تابد

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ بشر تجلی کے سر پنجہ کو جوڑ دے وہ ولی جو دعوی دار عقل کا ہاتھ عشق کی خاطر موڑ دیتا ہے یعنی اس عشق کی راہ میں عقل کام نہیں آتی بلکہ جنوں ہی اس جلوہ نمائی کے متحمل ہو سکتا ہے۔

(۸)

بناد عشق صوفی خرقہ پشمیں بسوزد بہ
کہ از ہر موی اوصد رشتہ زنار می تابد

ترجمہ: صوفی اپنے عشق کی آگ میں اپنے ریشمی لبادے کو جلا ڈالے ہے کیونکہ اس کے ایک ایک تار میں کفر کے حوالے پائے جاتے تھے۔

(۹)

زاستغناش زخم لن ترانی میخورد موسیٰ
پس انوار تجلی برکہ وکہسار می تابد

ترجمہ: اُس کے استغنا کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لن ترانی کا زخم کھایا ہے اس کے بعد اس کے تجلی کے انوار کوہ کہسار پر نمایاں ہو گئے۔

(۱۰)

زحسن دلربائی ہرچہ می یابد ہمہ دارد
ولیکن عاشقاں خویش رابسیار می تابد

ترجمہ: حسن دلربائی کی ہر خصوصیت اُس کے حسن میں موجود ہے مگر اپنے چاہنے والوں کو بہت تڑپاتا اور جلاتا ہے۔

(۱۱)

کجا گردد میسر فی الحقیقت ہوشیاراں را

ہر آنچہ از سرمستی بردل خمار می تابد

ترجمہ: ہوشمندوں کو کبھی راز حقیقت سے آگہی نصیب نہیں ہوتی وہ راز جو (عشق حقیقی کی) سرمستی میں رہنے والوں پر کھلتے ہیں۔

(۱۲)

دلا اسرار مرداں رامشو منکر کہ می ترسم

شوی محروم ازاں سریکہ بر اسرار می تابد

ترجمہ: اے میرے دل مردوں کے اسرار سے کبھی منکر نہ ہو اس طرح تو اُس حقیقت سے محروم ہو جائے گا جو اسرار محبت میں پنہاں ہے۔

(۱۳)

مکن بازندہ پوشاں سربزرگی کامل دانش را

بزرگی از ورای جبہ و دستار می تابد

ترجمہ: اُن گدڑی پوش فقیروں کی بزرگی کا انکار مت کر کہ اہل دانش کی بزرگی اس جبہ و دستار سے بالکل الگ تھلگ ہے۔

(۱۴)

سخن بشنو معینے غم مخور از آتش دوزخ

کہ موسیٰ را جمال یار اندر نار می تابد

ترجمہ: اے معینؔ (میری) بات سن۔ دوزخ کی آگ کا کوئی غم نہ کھا کیونکہ (دیکھا جائے تو) موسےؑ کو بھی اپنے محبوب کا جلوہ آگ (طور پر نظر آنے والی روشنی جس سے طور جل گیا تھا) ہی میں نظر آیا تھا۔

غزل (۴۳)

(۱)

من چہ گویم کہ مرا ناطقہ مدہوش آمد
بردلم ضابطہ عقل فراموش آمد

ترجمہ: میں کیا بتاؤں کہ میری قوت ناطقہ مدہوش ہے۔ میرے دل نے ضابطہ عقل کو فراموش کر دیا ہے۔

(۲)

سیل را نعرہ از انست کہ از بحر جداست
وانکہ با بحر در آمیختہ خاموش آمد

ترجمہ: سیل رہ اِس لئے نعرہ زن ہے کہ بحر سے جُدا ہے جب بحر میں فرق تھا اُس وقت خاموش تھا۔ یعنی دریا اچھل اچھل کر اور کناروں سے نکل نکل کر آوازیں دے رہا ہے مگر جب یہ اپنے (کناروں کے) اندر ہی اندر رہتا ہے تو نہایت خاموشی سے بہتا ہے۔

(۳)

نکتہا دوش دلم گفت وشنید از لب یار
کہ نہ ہرگز بزباں رفت و نہ در گوش آمد

ترجمہ: میرے دل نے کل (گزشتہ روز) لب یار کے ساتھ گفت وشنید کی وہ ایک ایسی بات تھی جو نہ کبھی کسی نے زبان سے کہی اور نہ کبھی کسی کان سے سنی تھی۔

(۴)

شاہد غیب کشادہ است نقاب از رخ خویش
تو نہ محرم ازاں بہر تو روپوش آمد

ترجمہ: شاید غیبی محبوب نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہے تو چونکہ اُس کا محرم نہیں ہے اس لیے وہ روپوش ہے۔

(۵)

زاہد از کوی مغاں پای کشیدی امشب
بقدم رفت دراں کوچہ وبرِ دوش آمد

ترجمہ: زاہد نے آج رات کوئے مغاں سے اپنے قدم روک لیے ہیں۔ وہ یہاں سے اپنے پاؤں پر چل کر گیا تھا مگر (دوسروں کے) کندھوں پر واپس آیا ہے۔ (زندگی اور موت کا فلسفہ)

(۶)

شب ہجر تو کہ جاں از بدنم کرد وداع
روز وصل تو دگر بارہ درآغوش آمد

ترجمہ: ہجر کی شب میری جان میرے جسم سے الگ ہوگئی۔ لیکن جب وصل و مراد کی رات آئی تو دوبارہ یہ جان جسم کے اندر سما گئی۔

(۷)

سخن تلخ کہ چوں می بلبت می گذرد
بر حریفاں ہمہ زہر است و مرا نوش آمد

ترجمہ: شراب کی مانند تلخ باتیں جب تیرے لبوں سے گزرتی ہیں۔ یہ حریفوں کو تو زہر کی طرح محسوس ہوئی مگر میرے لئے یہ شیریں کی طرح تھی۔

(۸)

چہ گہرہا است کزیں سینہ بروں میریزد
بحر اسرار الہی ست کہ در جوش آمد

ترجمہ: یہ کیسے گوہر ہیں جو میرے سینے سے باہر اُمڈ رہے ہیں یہ سبب یہ ہے کہ بحر الٰہی جوش میں آگیا ہے۔

(۹)

ہر کرا ہوش و قرار است ے رش دہ ساقی
کہ معینی زازل بے خود ومدہوش آمد

ترجمہ: جس کسی میں ہوش وقرار ہے اس کو ساقی پیالہ (مے توحید سے) بھر دے کہ معتمن تو روز ازل ہی سے اس عشق کی سرشاری کی وجہ سے بےخود و مدہوش ہے۔

غزل (۴۴)

(۱)

عاشقاں گرچہ بصد پردہ نہاں آمدہ اند
باتو در مرتبہ کشف وعیاں آمدہ اند

ترجمہ: بےشک عاشق لوگ سو پردوں میں چھپے بیٹھے ہے لیکن تیرے ساتھ وہ کشف وعیاں کے مرتبے میں موجود ہیں۔

(۲)

از ورای تتق غیب نمودی رخ خویش
کیں اسیراں بجمالت نگراں آمدہ اند

ترجمہ: غیبی پردے کی اوٹ سے پردہ غیب کے اُس طرف سے تو نے اپنا دیدار دکھایا۔ تو یہ گرفتاران محبت تیرے دیدار کے منتظر کھڑے ہیں۔

(۳)

مطرب عشق تو چوں پردہ عشاق نواخت
عاشقاں نعرہ زناں جامہ داراں آمدہ اند

ترجمہ: اے عشق کا نغمہ چھیڑنے والے (عشق کا ساز بجانے والے) جونہی عشق کے پردے میں سے نغمہ چھیڑا عاشق لوگوں نے ایک آوازہ (نعرہ) لگایا اور اپنے کپڑے پھاڑ کر حال غیر کر لیا۔

(۴)

عاشقاں مست جمالش نہ کہ امروز شد ند
ہمچنانش کہ فرستادہ چناں آمدہ اند

ترجمہ: عشاق اُس کے جمال میں کوئی آج سے مست نہیں ہیں بلکہ یوں ہے کہ یہ تو ازل

سے اسی کیفیت اسی حال مست کے سات بیٹھے گئے ہیں۔

(۵)

می پرستاں پے آں جرعہ کہ برخاک فگند
مست درکوی خرابات ازاں آمدہ اند

ترجمہ: مے پرستوں کی مٹی پر جب اک گھونٹ شراب کا انڈیلا گیا تو وہ مست ہو کر کوئے خرابات میں آئے بیٹھے ہیں۔

(۶)

عکس خورشید رخش تافت چوبر عرصہ خاک
اندریں دیر فنا از پے آں آمدہ اند

ترجمہ: اے محبوب جب تیرے سورج جیسے مکھڑے کا عکس پر پڑا تو عشاق اس فانی دنیا میں آگئے۔

(۷)

باز ایں روزنہ کن فیکون ذرہ صفت
سوی خورشید رخش چرخ زناں آمدہ اند

ترجمہ: کن فیکون کی کھڑکی کھول کر اس میں سے ذروں کی مانند تیرے مکھڑے کی جانب سورج گھوم گھوم کے آرہا ہے۔ (تھوڑی سی روشنی کھڑکی یا روشنداں میں سے آرہی ہو تو اس میں ذرے اُڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اسی طرف اشارہ ہے)

(۸)

وہ چہ جای تن خاکی کہ دراں بزم وصال
عاشقاں از دل وجان نیز بجاں آمدہ اند

ترجمہ: اس خاک کے پتلے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ (اپنے) محبوب کی مجلس میں جا کے بیٹھے۔ یہ تو وہ جگہ (مجلس) ہوتی ہے جہاں عاشق لوگ دل وجان قربان کر رہے ہیں۔

غزل (۴۵)

(۱)

عشق از لامکاں نزول کند
در دل عاشقاں نزول کند

ترجمہ: عشق لامکاں سے نزول کرتا ہے اور عاشقوں (طلب رکھنے والوں) کے دلوں میں آ کے بسیرا کرتا ہے۔

(۲)

رفت دورے بدہ کہ شاہ جہاں
اندریں خاکداں نزول کند

ترجمہ: اپنے دل کی میل کو ختم کر دے کہ وہ شاہ جہاں اس خاک کی پتلے میں نزول کر لے۔ (من کے اندر کی صفائی کریں تو خدا اندر ڈیرے ڈالتا ہے)

(۳)

جاں شود جملہ قالب خاکی
جان جاں چوں بجاں نزول کند

ترجمہ: تمام خاکی وجود جان بن جاتے ہیں جب وہ جان جاناں جان میں نزول کرتا ہے۔

(۴)

گنج راچوں خرابہ بے می یابد
در دلت عشق ازاں نزول کند

ترجمہ: جب خزانے کو ویرانے کی تلاش ہوتی ہے تیرے دل میں عشق نے اسی لیے نزول کیا ہے۔

(۵)

تو بروں روزرد کہ تاشہ عشق
اندریں خانماں نزول کند

ترجمہ: تو کسی روز گھر سے نکل تاکہ شاہِ عشق تیرے گھر کے اندر داخل ہو سکے۔ اپنے اندر سے اپنی خواہشات کو لے کر نکل جا۔ مادی اور نفسانی خواہشات کے خاتمے ہی سے سچی طلب اور لگن پیدا ہوتی ہے۔

(۶)

ہیچ کس را غیر دریں منزل
تا کسے بے کساں نزول کند

ترجمہ: تو کسی غیر کو اس منزل میں مت ٹھہرا تاکہ بیکسوں اور مسکینوں کا آقا اس گھر میں داخل ہو (نزول کرے)

(۷)

چوں دل از غیر دوست خالی شد
لطف حق آں زماں نزول کند

ترجمہ: وہ دل جس میں کسی غیر (اللہ کے سوا) سے خالی ہوگا۔ اس وقت پھر اس گھر میں اللہ کا لطف و کرم نازل ہوتا ہے۔

(۸)

پادشاہی ست در دل تنگم
کہ اگر در جہاں نزول کند

ترجمہ: بادشاہ وہ ہے کہ جو میرے چھوٹے سے دل میں (اس دنیا ہی میں رہتے ہوئے) اپنی (محبتوں اور رحمتوں سمیت) نزول فرمائے۔ میرے دل تنگ میں ایک ایسا بادشاہ موجود ہے کہ اگر وہ اس جہان میں نزول فرمائے۔

(۹)

ہر دو عالم شود چو گرد و غبار
جملہ در لامکاں نزول کند

ترجمہ: تو دو عالم گرد و غبار بن کے اُڑ جائے گا تو ہر شے لامکاں بن جائے گی اور وہ نور (نور

حقیقی) یہاں نزول کرے گا۔

(۱۰)

چیست دل شاہباز عالم قدس
کے دریں آشیاں نزول کند

ترجمہ: یہ دل کیا ہے؟ عالم قدس کا شہباز ہے۔ وہ اس آشیانے (خاکی وجود) میں نزول نہیں کرسکتا۔

(۱۱)

چوں معینؔ خاک آستانہ اوست
ہم درآں آستان نزول کند

ترجمہ: جب کہ معینؔ اُس کے (محبوب) آستانہ کی خاک ہے اس لیے وہ اُسی آستانہ پر نزول کرے گا۔

ردیف "ر"

غزل (۴۶)

(۱)

راہ باریک ست شب تاریک و منزل دور دور
میدمد صبح قیامت خیز ازیں خواب غرور

ترجمہ: راستہ مشکل، رات اندھیری اور منزل بہت دور ہے، صبح قیامت طلوع ہونے والی ہے تو اس غرور اور بے خبری کی نیند سے (اُٹھ) بیدار ہو جا۔

(۲)

ہمچو عیسیٰ خرم مستورگان غرب شو
چوں خراں تاچند می باشی بپا گاہ ستور

ترجمہ: (حضرت) عیسیٰ کی مانند آسمانوں کی طرف قدم بڑھا۔ تو گدھوں کی طرح کب تک

چوپاؤں کے تھان پر ٹھہرا رہے گا۔

(۳)

بلبل جانت زگلزار وصال آمد ولیک
در قفس با خار ہجراں گشتہ قانع از ضرور

ترجمہ: تیری جان کا بلبل اگرچہ وصل وملاقات کے باغ سے (ہوکر) آیا ہے مگر ہجر وفراق کے کانٹوں سے بھرے قفس میں مجبور و بے بس آپھنسا ہے۔

(۴)

جان ودل اندر لباس آب وگل گشتہ پدید
حسن معشوق از جمال عاشقاں کردہ ظہور

ترجمہ: مٹی اور پانی کے لباس میں (خاکی وجود میں) جان ودل ظاہر ہو گئے گویا معشوق کا حسن عاشقوں کے جمال ہی سے پیدا ہوا ہے۔

(۵)

در حریم حرمتش ماؤ منی را بار نیست
ماومن غیرند وخلوت خاص وسلطاں بس غیور

ترجمہ: اس کے دربار میں (اس کی بارگاہ میں) ماومنی کی گنجائش نہیں ہے۔ ما و من محض غیر ہیں خلوت خاص ہے اور سلطان غیور ہے۔

(۶)

کی کشاید دست غیرت در بروی ہر کسی
تانگیرد از خود و خلق جہاں یکسر نفور

ترجمہ: وہ دست غیرت ہر کسی کے سامنے نہیں پھیلاتا اور وہ خود سے اور مخلوق سے یکبارگی نفرت نہیں کرتا۔

(۷)

ذر وحدت تاز قعر بحر عشق آید بکف
اول ز دریای ہستی بایدت کردن عبور

ترجمہ: بحرِ عشق کی گہرائیوں سے اگر ہاتھ میں وحدت کا موتی لینا ہے تو سب سے پہلے دریائے ہستی کو پار کرنا ہوگا (مادی وجود کا دریا پار کر آئے)

(۸)

عود دل در مجمر سینہ بنار غم بسوز
بزم قدسی را معطر ساز از عطر بخود

ترجمہ: سینے میں غم کی آگ جلا کر اس پر دل کا عود (جل کر خوشبو دینے والا عنصر) چھڑکنے سے جو صورت بنتی ہے وہ ایسی ہے کہ فرشتوں کے مجلس کو عطر افشانی کر کے گویا مہکا دیا جائے۔

(۹)

چوں نسیم عشق بکشاید نقاب از روی دوست
عاشقاں رامیل کے ماند سوئے حوروقصور

ترجمہ: جب صبح کی ٹھنڈی ہوا محبوب کے چہرے سے نقاب اُلٹ دے گی تو چاہنے والوں کے دل سے حور وقصور کی خواہش کب رہے گی۔

(۱۰)

من ازاں جامی کہ در روز ازل نوشیدہ ام
ہمچناں سر مست خواہم بود تا روز نشور

ترجمہ: وہ جام جو میں نے روز اول نوش جاں کر لیا تھا۔ (مجھے اس کے نشے نے ایسا مخمور کیا ہے) کہ میں روز حشر تک اس کی سرمستی میں رہونگا۔

(۱۱)

جرعہ زیں بادہ جاں بخش اگر ریزی بخاک
ہای و ہوی عشق برخیزد ز اموات قبور

ترجمہ: اس جاں بخش شراب کا اگر ایک قطرہ بھی میں خاک پر ڈال دوں تو قبروں میں سے بھی اس کے اثرات عشق کے سبب ہا ہا ہو کا شور اٹھنے لگے۔

(۱۲)

روز اوّل خود دمیدی جاں بتن بیواسطہ
روز آخر ہم تو خود دم جان من بے نفخ صور

ترجمہ: تو نے خود بغیر کسی دیگر واسطے کے روز ازل میرے تن میں جان ڈال دی۔ اب بہتر یہی ہے کہ صور کی آواز کے بغیر ہی روز محشر تو خود آئے اور مجھے آ کے اٹھالے۔

(۱۳)

ظلمت کثرت بجذب نور وحدت گشت محو
سایہ امکان برفت از پرتو اللہ نور

ترجمہ: نور وحدت نے کثرت ظلمت کو ختم کر ڈالا۔ سو جتنے امکانات (منفی اثرات کے) تھے وہ سب ختم ہو گئے اور اللہ کے نور نے ہر طرف اپنا سایہ ڈال دیا۔

(۱۴)

نعرہ منصور برخیزد از ذرات من
اینچہ بادہ است اینکہ می انداز دم در شر و شور

ترجمہ: میرے وجود کے ذرات میں سے منصور کی مانند نعرہ مستانہ اٹھ رہا ہے۔ یہ کیسی شراب ہے جو میرے شور و شر میں ڈالی گئی ہے۔

(۱۵)

خم وحدت صد ہزاراں رنگ را یکرنگ ساخت
غیب حاضر گشت و حاضر گشت غائب در حضور

ترجمہ: وحدت کی شراب کے ہزاروں رنگوں نے (مجھ پر) ایک ہی رنگ چڑھا دیا ہے۔ غیب حاضر ہے اور حاضر اُس حضور میں غائب ہو گیا۔

(۱۶)

گر دل مسکیں معینؔ از جا رود معذور دار
چوں ندارد تاب انوار تجلّی کوہ طور

ترجمہ: اگر بے چارا معین تجھے چھوڑ کر بھاگ جائے تو اسے معذور ہی رکھ کیونکہ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوہ طور تیرے جلوے کی تاب نہیں لا سکا تھا۔

غزل (۴۷)

(۱)

اے ترا بر طور دل ہر دم تجلی دگر
طالب دیدار راہر گوشہ موسیٰ دگر

ترجمہ: میرے دل کے طور پر تیرے نور کی تجلی نوع بہ نوع انداز سے جلوے دکھاتی ہے۔ وہ (محبوب) اپنے دیدار کے طالب کو موسیٰ کی مانند ہر ہر گوشے میں دیدار دیتا ہے۔

(۲)

یک دو حرف خواندہ ام در پیش استاد ازل
تا ابد بردل رسد ہر لحظہ معنی دگر

ترجمہ: میں نے روز ازل کے استاد سے ایک دو حرف ہی پڑھے تھے۔ ابد تک ہر لحظہ ایک نئے معنی کا نزول ہوتا رہے گا۔

(۳)

چند فرمائی تبرک دنیا و میل بہشت
کان بہشت خلد پیش ماست دینای دگر

ترجمہ: تو ہمیں کب تک ترک دنیا اور بہشت کے لالچ کے بارے میں کب تک کہے گا وہ ہمیشہ کی جنت تو ہماری دوسری دنیا ہے۔

(۴)

روح قدسی گر مدد کردی بزادی در جہاں
ہر دو روز مریم ایام عیسیٰ دگر

ترجمہ: اگر روح قدس مدد کرے تو دنیا میں اس عارضی جہاں میں ہر دوسرے دن ایک نیا عیسیٰ پیدا ہو سکتا ہے۔

(۵)

در ازل قاضی عشقم داد منشور بقا
لا جرم آید معین وکرد دعویٰ دگر

ترجمہ: ازل میں عشق کے مصنف نے بقا کا فرمان دیا تھا تو معین نے یہاں آکر اپنے وجود کا اعلان کیا۔

غزل (۴۸)

(۱)

وہ کہ برپای صنوبر می نہد شمشاد سر
زلف یار من مگر بر پائے او بنہا سر

ترجمہ: واہ کہ صنوبر کے پاؤں پر شمشاد نے سر رکھ دیا ہے۔ شاید میرے دوست کی زلف نے اُس کی جڑ سے اپنا سر لگا دیا ہے۔

(۲)

میکشم جور ترا تا سر بہ پیچم در کفن
حاش للہ کاں زماں ہم پیچم از بیداد سر

ترجمہ: میں کفن پہنتے وقت تک تیرا ظلم برداشت کروں گا۔ ہرگز ہرگز اُس وقت بھی تیرے ظلم سے سرتابی نہیں کروں گا۔

(۳)

زاہدم میکرد منع سجدہ در پیش بتاں
روی یارم دید و از شرمش بہ پیش افتاد سر

ترجمہ: زاہد مجھے بتوں کے سامنے سجدے سے منع کرتا تھا۔ جب اُس نے میرے یار کا مکھڑا دیکھا تو خود (بھی) شرم کے مارے سجدے میں گر گیا۔

(۴)

بر سریر شادمانی خفتہ شیریں راچہ غم
شام ہجراں بر پلاس غم نہد فرہاد سر

ترجمہ: خوشیوں کے بچھونے پر لیٹے ہوئے شیریں کو کیا غم ہے کہ ادھر فرہاد غموں کے درخت پر سر رکھ کر آہ وزاری کر رہا ہے۔ (پلاس: ڈھاک کا درخت)

(۵)

کارگر افتاد تیرت دوش بر جان معینؔ
تا سحر نالید مسکیں عاقبت بنہاد سر

ترجمہ: (۵) تیرا تیر کل معینؔ کی جان پر کارگر ہوا اس بے چارے نے صبح تک رو رو کے پھر خاموش ہو گیا۔

ردیف ''ز''

غزل (۴۹)

(۱)

ذرہ ازا اثر مہر نشد فاش ہنوز
تو چہ دیدی زہواداری ماباش ہنوز

ترجمہ: اُس کی محبت کا ابھی تک ذرہ بھی تو نے ابھی ہماری ہواداری کو نہیں دیکھا ہے کچھ اور ٹھہر۔

(۲)

آفتابیست کہ خورشید فلک سایہ اوست
چوں کند جلوہ در آئینہ خفاش ہنوز

ترجمہ: وہ ایسا آفتاب ہے کہ خورشید فلک اُس کا سایہ ہے وہ اپنا جلوہ کس طرح دکھائے وہ ابھی تک نقاش کے آئینہ میں ہے۔

(۳)

ایکہ در صورت نقش ا۔ہمہ حیراں شدہ
باش تا جلوہ کند چہرہ نقاش ہنوز

ترجمہ: اس دنیا کے نقش ونگار دیکھ کر تو حیران وششدر ہو رہا ہے۔ انتظار کر کہ ابھی تو اُس نے

جلوہ دکھاتا ہے جس نے یہ سارے نقش و نگار بنائے ہیں۔

(۴)

چوں صدف غوطہ بدریا زن و لب تشنہ برای
وز عطش در طلب قطرہ ما باش ہنوز

ترجمہ: تو سیپ کی مانند دریا سے غوطہ زن ہو کر نکل آ اور پیاس میں (بہتر ہے) ہمارے قطرہ رحمت کے لیے انتظار کر۔

(۵)

او زما بر طرف از ناز و دلم میگوید
کہ نہانی نظری ہست سوی ماباش ہنوز

ترجمہ: ناز و ادا کے سبب وہ ہم سے جدا ہے لیکن مرا دل کہتا ہے کہ چھپ چھپ کر محبوب پیارا ہماری طرف ہی (نظریں بچا بچا کر) دیکھ رہا ہے (کہ در پردہ اُس کی نظر ہماری طرف مرکوز ہے۔)

(۶)

از لکد کوب فراق تو شدم خاک چوگرد
از سر کوئے تو با دم نبرد کاش ہنوز

ترجمہ: میں تیری فرقت و چاہت میں ٹھوکریں کھا کر خاک بن گیا ہوں مگر یہ (میری بدنصیبی ہے) کہ تیرے کوچے کی ہوا مجھے ابھی تک اپنے ساتھ اُڑا کر لے نہیں گئی ہے۔

(۷)

با حریف غم تو ہردو جہاں باخت معینؔ
نقد جاں میطلبد از من قلاش ہنوز

ترجمہ: معینؔ نے تیرے غم میں دونوں جہاں ہار دیے ہیں۔ تیرا غم مجھ مفلس سے ابھی بھی اپنے عوض میں نقد جاں طلب کر رہا ہے۔

غزل (۵۰)

(۱)

یار در بر روی اصحاب طلب بکشاد باز
صیت ہل من تائب اندر جہاں درد ادباز

ترجمہ: (یار نے) تو اپنے چاہنے والوں پر ایک بار پھر اپنا دروازہ کھول دیا ہے "کون ہے جو توبہ کرنے والا ہے" کی آواز پھر دنیا میں لگائی جا رہی ہے۔

(۲)

رخ نمود و دل ربود و باز اندر پردہ شد
داغ دیگر برسر داغ کہن بنہاد باز

ترجمہ: چہرہ دکھایا دل کو چھین لیا اور پھر خود جا کے پردے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اور یوں ایک پرانے داغ پر نیا داغ لگا دیا۔

(۳)

رخت ہستی مرا بر آتش ہجراں بسوخت
خرمن عمر مرا برباد غم برداد باز

ترجمہ: ہجر و فراق کی آگ نے میری دنیا کا مال و متاع سب جلا ڈالا ہے۔ میری عمر کی کمائی غم کے ہاتھوں برباد کر ڈالا ہے۔

(۴)

ازیمین و از یسار قلب من در تاخت عشق
عقل مغلوب مرا خر در خلاب افتاد باز

ترجمہ: عشق نے میرے دل کو دائیں بائیں ہر جانب سے برباد کر ڈالا ہے۔ میری مغلوب عقل اب پھر ایک مشکل میں پھنسی ہے۔

(۵)

گفتمش رخ باز کن گفتا بخواہی سوختن
گفتم از سوزم بسازم ہر چہ بادا باد باز

ترجمہ: میں نے اُس سے کہا کہ مجھے ایک بار اپنا جلوہ دکھا۔ اس نے کہا جل جائے گا۔ میں نے کہا ہاں یہی تو چاہتا ہوں کہ جل جاؤں تو دکھا جو ہو سو ہو دیکھا جائے گا۔

(۶)

شہر معمور دلم کز سیل ہجراں شد خراب
شاید از معماری وصلت شود آباد باز

ترجمہ: میرے دل کی آباد بستی ہجر و فراق کے سیلاب سے تباہ و برباد ہے ممکن ہے تیرے وصل کے معمار کے ہاتھوں دوبارہ آباد ہو جائے۔

(۷)

باز جان من کہ شد محبوس دام آب وگل
گر بخود خوانی شود از قید تن آباد باز

ترجمہ: یہ میری جاں جو آب وگل (مٹی پانی کے مادی وجود) کے دام میں گرفتار ہے اگر تو اُس کو خود بلائے گا تو وہ قید جسم سے آزاد ہو سکے گی۔

(۸)

گفتمش عکس جمالت چوں مرا موجود کرد
تا بمانم زندہ زاں قوتم باید داد باز

ترجمہ: میں نے اس سے کہا جب تیرے عکس نے مجھے ظاہر و موجود کر دیا سو جب تک میں زندہ ہوں مجھے پھر اسی عکس سے قوت (روزی) ملتی رہنی چاہیے۔

(۹)

لمعہ از پرتو نور تجلے زد علم
طور ہستی مرا برکند از بنیاد باز

ترجمہ: اُس کے پرتو تجلی کی ایک کرن نے جلوہ دکھایا تھا کہ میری ہستی کے طور کو بنیاد سے اکھاڑ ڈالا گیا۔

(۱۰)

گفت با ہستی من لاف از وجود خود مزن

کے تواں کردن تواں بالا تراز اُستاد باز

ترجمہ: اُس محبوب نے کہا کہ میری ہستی کے ساتھ اپنے وجود کا کوئی حوالہ نہ جوڑ کہ اُستاد کی دوکان سے بلند دوکان لگانا ناممکن ہے۔

(۱۱)

در طریق جستجو از عاشقی منشیں معینؔ

در رہ فقر از طلب کے میتواں استاد باز

ترجمہ: راہ طریقت میں اے معینؔ جستجو کو ترک مت کر۔ (عشق کا دامن نہ چھوڑ دینا) راہ فقر میں طلب اور چاہت کو مرشد توانائی اور قوت عطا کرتا ہے۔

ردیف "س"

غزل (۵۱)

(۱)

مر از ہر دو جہاں دولت وصال تو بس

وصال چیست کہ آمد شد خیال تو بس

ترجمہ: مجھے دو جہاں کے مقابلے میں تیرے وصال کی دولت منظور ہے وصال کیسا کہ صرف تیرے خیال کا آنا ہی کافی ہے (اور میں سرمست ہو گیا)

(۲)

بصدر مسند شاہی وصول ممکن نیست

گدای راہ نشین را صف نعال توبس

ترجمہ: یہ تو ناممکن سی بات ہے کہ بادشاہوں کی مسند ہمارے ہاتھ لگ جائے راہ طلب کے مسافر کے لیے تو یہ بہت ہے کہ تیرے قدموں میں جگہ مل جائے۔

(۳)

چو چنگ زخمہ غم مخورم زعشق و خوشم
نوازشم ز ہمیں زخم گوشال تو بس

ترجمہ: عشق میں غم کی شراب پیتے ہوئے اور دکھوں کا نغمہ وساز سنتے ہوئے میں خوش ہوں۔ میرے لیے ہر اُس گوشال کا زخم ہی تیری نوازش مہربانی سے کافی ہے یعنی تیرے غم کے حوالے سے ہم پر یہ مہربانی بہت کافی ہے۔

(۴)

چو جام دل زجمال تو گشت عکس پذیر
نگاہ جلوہ دل آئینہ جمال تو بس

ترجمہ: جب دل کے جام میں تیرے حسن کا جلوہ عکس پذیر ہوا تو دل کے جلوہ کے وقت تیرے جمال کا آئینہ ہی کافی ہے۔

(۵)

کمال دوست چو تکمیل ناقصات کند
تو ناقصی و ہمیں ناقصی کمال تو بس

ترجمہ: جب دوست کی محبت اور مہربانی ناقصوں کو کامل کر دیتی ہے تو پھر مجھے ناقص اور کمال ناقص ہونا ہی ٹھیک ہے میرے لیے بہتر ہے۔

(۶)

اگرچہ داد اطعنا نمے تواں دادن
ولے قبول سمعنا در امتثال تو بس

ترجمہ: اگرچہ اطاعت کا ہم سے حق ادا نہیں ہو سکتا مگر "سمعنا" کو قبول کر لینا ہی تیرے حکم کے سانچے میں ڈھلنے کے لیے کافی ہے۔

(۷)

معین ازچہ تو دار الجلال می طلبی
تو عاصی وترا لطف ذوالجلال تو بس

ترجمہ: تجھے دارالجلال کی آرزو کیوں ہے تو عاصی ہے اور (یوں) اُس ذوالجلال کا تجھ پر لطف وکرم ہی کافی ہے۔

غزل (۵۲)

(۱)

مانمیگوئیم نعمت ہائے بلا خواہیم و بس
بلکہ مادائم رضای دوست راخواہیم و بس

ترجمہ: ہم نہیں کہتے کہ ہم کسی نعمت یا کسی بلا کے طلب گار ہیں بلکہ ہم تو ہمیشہ سے اپنے محبوب کی مرضی پر راضی ہیں۔

(۲)

گر رضای دوست ما را دربلا خواہد رسید
ما ہمیشہ خویشتن را مبتلا خواہیم وبس

ترجمہ: اگر ہمارے دوست کی یہ رضا ہے کہ ہمیں دکھ میں رکھے ہم ہمیشہ دکھ مصیبت میں رہنا ہی پسند کریں گے۔

(۳)

خلق از حق نعمت وفضل وعطا خواہند و ما
ازخدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم وبس

ترجمہ: سب لوگ (خلق) اس سے نعمت وفضل کے طلب گار رہتے ہیں مگر ہم مصیبت اور مشکل میں خدا سے صبر جمیل کے بس طالب ہیں۔

(۴)

زاہداں اینجا عمل خواہند و در عقبیٰ بہشت
ایں نمیخواہم و آنہم با خدا خواہیم وبس

ترجمہ: زاہد لوگ اس دنیا میں جو نیکیاں (عمل) کرتے ہیں اس کے عوض عقبیٰ میں بہشت کے خواہش مند ہوتے ہیں ہم خدا سے اُس کے طالب ہیں۔

(۵)

ہر کسی از تو بقدر خود مرادی خواستند
ما مراد خویشتن از تو ترا خواہیم و بس

ترجمہ: ہر کوئی اپنی اوقات کے مطابق مرادیں مانگتا ہے ہم تو اپنی مراد یعنی تجھے تجھ سے طلب کر رہے ہیں۔

(۶)

ہر کسی خواہد کہ ماند در جہاں باقی ولیک
ای معینؔ ما فنا اندر فنا خواہیم و بس

ترجمہ: ہر کوئی سے چاہتا ہے کہ اس جہاں میں اُسے باقی رہے مگر اے معینؔ ہم تو فنا کے اندر فنا کے خواہاں ہیں۔

ردیف "ش"

غزل (۵۳)

(۱)

دل ز سوز عشق و داغ یار یابد پرورش
چوں زر خالص کہ اندر نار یابد پرورش

ترجمہ: دل کو سوز عشق اور داغ محبت سے پرورش کرنا چاہیے پرورش پاتا ہے یہ بالکل ایسے ہی جیسے سونا آگ میں تپانا ضروری ہے۔

(۲)

آہ درد آلود ہر شب تا فلک خواہم رساند
کز نسیم صبحدم گلزار یابد پرورش

ترجمہ: آہ درد آلود ہر رات آسماں تک بلند کرتا رہ کیوں کہ صبح کی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو گلزار کھل اُٹھتے ہیں۔

(۳)

دل ز نخل قامتش در زیر بار آمد و لیک
میوہ آں بہتر کہ اندر بار یا بد پرورش

ترجمہ: دل اُس کی قامت کے درخت کے بوجھ سے جھک گیا ہے جو میوہ سائے میں پرورش پاتا ہے اس کا مزہ دوبالا ہوتا ہے۔

(۴)

اصبعین عشق اندر دل تصرف میکند
خوش دلی کاندر کف دلدار یا بد پرورش

ترجمہ: عشق کی انگلیاں دل کے اندر ہی اپنا تصرف کرتی ہیں کتنا اچھا ہے وہ دل جو کفِ دلدار میں پرورش پائے۔

(۵)

سر پنہاں کے تواند کرد پیدا پیش خلق
آنکہ اندر پردہ اسرار یابد پرورش

ترجمہ: وہ پوشیدہ راز مخلوق کے سامنے بتایا نہیں جا سکتا وہ تو ایسی بات ہے کہ اُس کو پردہ راز ہی میں رہنا چاہیے۔

(۶)

دانکہ در دار و جودش غیر حق دیار نیست
ہمچو منصور آں زباں بردار یا بد پرورش

ترجمہ: جس کسی کے وجود (من) کے اندر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں بستا ہے وہ منصور کی مانند سولی پر چڑھ کے نام ورتبہ حاصل کرتا ہے۔

(۷)

وحدت اندر صورت کثرت نماید جلوہ
نقطہ . کسوت پرکار یا بد پرورش

ترجمہ: وحدت (توحید) کثرت کے اندر رہتے ہوئے اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔اس کی پرورش اُس نقطہ کی طرح کرنا چاہیے جو پرکار وسط میں ہوتا ہے۔

(۸)

در گلستان حقیقت چوں گل نو بادہ
گل میاں صد ہزاراں خار یا بد پرورش

ترجمہ: اس گلشن حقیقت میں گل نورستہ کی طرح دل کی پرورش کرنی چاہیے جیسے ہزاروں کانٹوں کے درمیان ایک پھول پرورش پاتا ہے۔

(۹)

ای معینؔ از سر زنشہائے حسوداں غم مخور
چوں دل عشاق از آزار یا بد پرورش

ترجمہ: اے معینؔ حسد کرنے والوں، اور جلنے والوں سے ہرگز پریشان نہ ہونا کیونکہ عشق کرنے والوں کا دل تو (اسی) دکھ اور آزار کے سبب پرورش پاتا ہے۔

غزل (۵۴)

(۱)

اگر بے پردہ نتوانی کہ بینی پرتو ذاتش
بذرات جہاں بنگر کہ ہر ذرہ است مرآتش

ترجمہ: اگر تجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تو اس کا جلوہ (بے پردہ) دیکھ سکے تو پھر اس دنیا کے ذروں کو (غور سے) دیکھ کہ ہر ذرے میں اس کا جلوہ ہے۔

(۲)

جمال حق ز مرآت صفاتش میکند جلوہ
صفت در کسوت افعال و فعل از عین آیاتش

ترجمہ جمال حق صفات کے آئینہ سے جلوہ نما ہے اُسکے افعال میں اُس کی صفت پنہاں ہے اور فعل اُس کے عین ذات ہے۔

(۳)

چو جسمت مظہر جانست و جانت مظہر اعیاں
چو اعیاں مظہر اسما و اسما مظہر ذاتش

ترجمہ: جس طرح جسم مظہر جاں ہے اور تیری جان مظہر عیاں ہے۔ اسی طرح اعیان مظہر اسماء ہیں اور اسماء اُس کے مظہر ذات ہیں۔

(۴)

تجلی طور اگرچہ زہیبت ساخت صد پارہ
ولیکن تا ابد یابد جمال حق ز ذراتش

ترجمہ: اگرچہ نورِ حق کی تجلی نے بہت سے طور کو پارہ کر دیا۔ لیکن ابد تک جمال حق اس کے ذروں میں نمایاں رہے گا۔

(۵)

من از گنج خراباتی جمالی دیدہ ام واللہ
کہ چندیں سال میجستم بمحراب مناجاتش

ترجمہ: میں نے گنجِ خرابات میں خدا کی قسم ایسا جمال دیکھا ہے جس کو میں نے مدتوں تک محراب مناجات میں تلاش کیا تھا۔

(۶)

مرا از یکدو جام می چناں حالی بدست آمد
کہ صد سالک نخواہد یافت درطی مقاماتش

ترجمہ: مجھے عشق حقیقی کے جام سے بس ایک دو گھونٹ پی کر وہ خوبی میسر آئی کہ سو سال سالک (سلوک کی منزلیں طے کرنے والا) منازل سلوک طے کر کے اُس کو نہیں پا سکے۔

(۷)

معینؔ را عشق برد از راہِ دریغ از فہم و دانائی
وزاں تحصیل بیحاصل کہ ضائع کردا وقاتش

ترجمہ: معین کو عشق نے راستہ پر لگایا ہے اس فہم دانش پر افسوس اُس نے تحصیل بے حاصل میں اپنی اوقات کو ضائع کر دیا۔

غزل (۵۵)

(۱)

نہ سر بہ خط فرماں و خطی در جہاں درکش
بشو لوح من و ما را قلم در ایں آں درکش

ترجمہ: محبوب اُس کے فرماں پر سر کو جھکا دے اور دنیا سے قطع تعلق کر دے۔ اپنے دل کی تختی کو دھو لے اور اسے یہاں وہاں ادھر ادھر (ہر دو جہاں) کے لالچ سے صاف کر لے۔

(۲)

برو پائی ہوای کن و ہوای صحبت دی کن
بساط نہ فلک طی کن قدم در لامکاں درکش

ترجمہ: جا لالچ حرص وہوا کو ترک کر دے اور محبوب کے سنگ چل آسمانوں سے آگے نکل جا اور لامکاں میں قدم رکھ۔

(۳)

توشا ہبازان یاہورا مخواں در باغ خود حورا
برو مرغ ہوا جورا بدام امتحاں درکش

ترجمہ: اے "حورتو یا ہو" کے شہبازوں کو اپنے باغ میں مت بلا جا کسی حرص وہوا کے پنچھی کو امتحان اور آزمائش کے جال میں پھانس۔

(۴)

مرا برد او بمیخانہ کہ ای سر مست دیوانہ
بگیر ایں رطل و پیانہ بیاد من رواں درکش

ترجمہ: مجھے مے خانے میں وہ دوست لے گیا اور کہنے لگا کہ اے دیوانے یہ جام و پیانہ لے اور میری یاد (لگن و محبت) میں بھر بھر کے پی اور مجھے یاد کرتا رہ۔

(۵)

چہ باعث شد سلیماں راکہ گوید مور بیجانرا
بدریا رو نہنگاں رایکدم دردہان درکش

ترجمہ: کیا سبب تھا کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک بے جان چیونٹی سے کہا دریا میں جا اور نہنگوں کو نگلا جا (مصائب والام سے ٹکرا جا)۔

(۶)

چودادی جام منصورم فگندی در شر و شورم
چومیدانی کہ معذورم چہ میگوئی زباں درکش

ترجمہ: جب تو نے منصور کا جام مجھے پلایا اور شور وشر میں مجھے ڈالا ہے جب تجھے معلوم ہے کہ میں مجبور اور معذور ہوں تو پھر مجھ پر الزام کیسا۔

(۷)

منم گوئی تو چوگانی منم مرکب توسلطانی
مرا ہر سو تو میرانی ومیگوئی زباں درکش

ترجمہ: میں گیند اور تو چوگان (گیند کو مارنے والی سٹک) میں مرکب ہوں اور تو سلطان (شہہ سوار) ہے تو مجھے جدھر چاہتا ہے ہر جانب دوڑا رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ خاموش رہ۔ مت بول۔

(۸)

بگردت مست ودیوانہ برقتم ہمچو پروانہ
مرا ای شمع فرزانہ بگیر اندر میاں درکش

ترجمہ: میں تیرے گرد مست اور دیوانہ ہو کر پروانے کی مانند چکر لگا رہا ہوں اے شمع فرزانہ تو مجھے اپنی آغوش میں چھپا لے۔ (میں تو تیرا پروانہ ہوں)

(۹)

اگر خواہی تو بنمائی بعالم حسن وزیبائی
مرا مجنوں وشیدائی ببازار جہاں درکش

ترجمہ: اگر تو دنیا میں اپنا جلوہ دکھانے کا شوق رکھتا ہے تو مجھے اپنا دیوانہ اور سودائی بنا کر بازار جہاں میں رسوا کر۔

(۱۰)

دراں روزی کہ بنمائی جمال خود بمشتاقاں
معین را سوز چوں سرمہ بچشم عاشقاں درکش

ترجمہ: تو اپنے چاہنے والوں کو جس روز اپنے جمال کا جلوہ دکھائے گا تو معین کو سرمہ کی طرح عاشقوں کی آنکھ میں لگا دے۔

غزل (۵۶)

(۱)

تا دل نگشت غرقہ دریائے من عرف
نا ورد چوں صدف گہر معرفت بکف

ترجمہ: جب تک (طالب کا) دل عرفان حقیقت کے سمندر میں غرق نہ ہوگا۔ اس وقت تک سیپی کی مانند معرفت وحکمت کا موتی نصیب نہیں ہوسکتا۔

(۲)

ہر کس نہد بخاک درش رخ چو آفتاب
بر تارک سپہر نہد پایۂ شرف

ترجمہ: جو کوئی تیری خاک در پر اپنے رخسار کو آفتاب کی طرح رکھے گا۔ وہ شرف کا پاؤں آفتاب پر رکھے گا۔

(۳)

ریحان و گل بروضہ جانست قوت دل
در شورہ زارتن نکند میل ہر علف

ترجمہ: روضہ جاں میں ریحان وگل دل کی غذا ہیں۔ تن کی بنجر زمین کی گھاس پر دل توجہ نہیں ہوتا۔

(۴)

موسیٰ روح راچہ غم از اژدہائے نفس
چوں از جناب قدس رسد وحی لا تخف

ترجمہ: روح کے موسیٰ کو نفس کے اژدہے سے کیا غم جبکہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے لاتخف (مت ڈر) کی عطا مل رہی ہے۔

(۵)

انساں نہ ایں سلالہ آب وگل ست وبس
در سلک ذرکسے نکشد مہرہ خزف

ترجمہ: بس انسان یہ آب وگل کی زنجیر کے لائق نہیں ہے وہ کون ہے جو ہار کی ڈوری کے اندر موتی پروتا ہے۔ سانس کی ڈوری میں اللہ کے نام کے موتی کون پروتا ہے۔)

(۶)

ازصد ہزار قطرہ باراں یکے مگر
گوہر شود بترتیب اندر دل صدف

ترجمہ: مگر بارش کے ہزاروں قطروں میں سے صرف ایک قطرہ ایسا ہوتا ہے کہ جو سیپی کے دل میں تربیت سے گوہر بنتا ہے۔

(۷)

سرمایہ حیات متاعیست بے بہا
مپسند کاں بہرزہ شود رائگاں تلف

ترجمہ: تیری زندگی کی متاع بہت قیمتی اور بے بہا اہم ہے جسے تو یہ پسند مت کر کہ وہ یونہی مفت میں ضائع ہو جائے۔

(۸)

میت بحبم و بحبونہ زچیست
گرنیست ابتدائے محبت ازاں طرف

ترجمہ: میں اُن سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں کا شہرہ کیوں ہے اگر محبت کی ابتداء اُس طرف سے نہیں ہے۔

(۹)

در انتظار مقدمت از نور کبریا
بر کنگر جلال کشیدہ ہزار صف

ترجمہ: آپ کے استقبال کے انتظار میں نورِ حق کی جانب سے جلالِ الٰہی کے کنگرے پر ہزاروں فرشتے صف بستہ ہیں۔

(۱۰)

گر صد ہزار تحفہ رسد از تو ہر دم
مقصود ما توئی وطفیل ست آں تحف

ترجمہ: اگر ہر دم ہم ہزاروں تحفے تجھے پیش کریں تو بھی میرا مقصود تو بہر حال تو ہی ہے اور باقی یہ سب کچھ تیرے ہی طفیل ہے۔

(۱۱)

ہر دم معینؔ کشادہ دل صد خدنگ آہ
لیکن چہ چارہ گر نرسد تیر بر ہدف

ترجمہ: (۱۱) معینؔ کے دل سے ہر دم آہ وفغاں کے تیر چلتے ہیں لیکن اس کا کیا علاج کہ ایک تیر بھی ہدف پر نہیں لگتا۔ یعنی اپنے چارہ گر کی توجہ حاصل کرنے سے محروم رہتا ہوں میری کوئی پیش نہیں جاتی۔

☆☆☆

ردیف " ک "

غزل(۵۷)

(۱)

حمدیکہ بر صحائف اطباق نہ فلک
توقیع برکشیدہ کہ الکبریا ملک

ترجمہ: حمد تو وہ ہے جس نے نو آسمانوں کے صحیفوں پر یہ طغریٰ لکھ دیا کہ بزرگی اُس بادشاہ کو زیبا ہے۔

(۲)

حمدیکہ خود رقم زدہ بر صفحہ قدم
کانرا ہیچ حادثہ ممکن نگشتہ ہک

ترجمہ: حمد تو دراصل وہ ہے کہ جو خود اس ہستی نے اس صفحہ عالم پر تحریر کی ہے اور کوئی حادثہ ممکن نہیں کہ اس کو اس صفحہ سے مٹا سکے۔

(۳)

حمدیکہ در تصدی اوئی او فازَ مَن ہدیٰ
حمدیکہ در تخلف او خابَ مَن ہلک

ترجمہ: حمد تو وہ ہے کہ جس کے پیچھے فازمَن ہدیٰ کا انعام ہے۔ حمد تو وہ ہے جس کے خلاف سے خاب من ہلک کی وعید ہے۔

(۴)

حمدیکہ جوہریش زند سکہ قبول
روزی کز امتحانش دہدہ جلوہ بر محک

ترجمہ: جس کو جوہری قبولیت کا سکہ عطا کریں جس روز کہ اُس کو امتحان کے لیے کسوٹی پر کیسا جائے۔

(۵)

ذات خدائے ہر دو جہاں راسزد کہ ہست
برطبق مدعاش مسجل ہزار صک

ترجمہ: تمام صفات اللہ تبارک تعالیٰ ہی کو زیبا ہیں جو دو جہاں کا مالک ہے۔ اور اُس کے مقصد اور مرضی کی مہر سے ہر دستاویز آراستہ ہے۔

(۶)

ذرات کائنات زباں بر کشادہ اند
اندر ادای نکتہ توحید یک بیک

ترجمہ: کائنات کے ہر ذرے اپنی زبان کھولے ہوئے ہیں اُس کی توحید کے ایک نکتہ کی ادائگی کے لیے۔

(۷)

بر ذات پُر کمال تو دارد دلالتے
آیات کن فکاں و سماگیر تا سمک

ترجمہ: تیری پر کمال ذات کے لئے وہ سب کچھ دلالت کرتا ہے جو زمین کی تہوں سے آسمانوں کی بلندیوں تک آیات کن فکاں جلوہ گر ہیں۔

(۸)

باتست وبس معاملہ نیک و بد ازانکہ
وہاب بی رجوعے و بیاع بیدرک

ترجمہ: نیک و بد کا معاملہ تجھ سے ہے اس لیے کہ تو بغیر سوال کے عطا کرنے والا بید ریغ نعمتوں کو بھیجنے والا ہے۔

(۹)

عکس جمال تست در آئینہ حواس
یکرنگ گشتہ در نظر حسن مشترک

ترجمہ: حواس کے آئینے میں تیرے جمال کا عکس ہے جو مشترک ہے وہ بھی نگاہوں میں یک رنگ ہو گیا ہے۔

(۱۰)

روز ازل بگردن آدم فگند عشق
قید محبتے کہ مرآں را مباد فک

ترجمہ: ازل کے روز آدم کی گردن میں عشق نے محبت کی زنجیر ڈال دی تھی خدا اُس کو جدا نہ کرے۔

(۱۱)

لاف از کمال نحن نسبح کجا زدے
یک نقطہ گرچہ ز عشق شدی کشف بر ملک

ترجمہ: اگر تیرے عشق کا ایک نقطہ فرشتے جان جاتے ہم تیری تسبیح کرتے ہیں کا دعویٰ ہرگز نہ کرتے۔

(۱۲)

گر نغمہ ز عشق شنودی سماع چرخ
در رقص خویش خرقہ در انداختی فلک

ترجمہ: اگر آسمان عشق و سرمستی کا نغمہ سن لیتا تو وہ اس سرمستی میں رقص کرتے ہوئے اپنا خرقہ اتار کر یہ آسمان پھینک دیتا۔

(۱۳)

مفتی شرع منکر عشق است از و پرس
زاں سگ کہ گشت محو نمکسار شد نمک

ترجمہ: اگر مفتی دین شرع و شریعت کے حوالے سے عشق سے منکر ہے تو پھر اُسی سے پوچھو اُس کتے وہ کتا جو نمک کی کان میں گرتا ہے خود نمک بن جاتا ہے۔ (استارہ اصحاب کہف کے کتے کی طرف ہے)

(۱۴)

گو سگ نماندہ است بکلی نمک شدہ است
ہر کس کہ نیست باورش ایں نکتہ گو بمک

ترجمہ: وہ کتا جو نمک حلالی کرتے کرتے محبت اور وفاداری میں اس قدر مستغرق ہو گیا کہ خود ہی نمک بن کے رہ گیا۔ لیکن یہ بات اگر کسی کو سمجھ نہیں آتی تو پھر وہ عشق میں برباد ہو کے دیکھے۔

(۱۵)

از ساکنان مدرسہ تا پیر خانقاہ
گر درک ایں سخن نکند رفت تا درک

ترجمہ: مدرسہ کے طالب علموں سے لے کر خانقاہ کے متولی تک (یعنی ہر مولوی مفتی فقیہہ متولی) وہ لوگ اگر اس بات کو نہ سمجھیں تو بھاڑ میں جائیں۔

(۱۶)

جائیکہ نور مطلع حق الیقین نتافت
زآئینہ دلش کہ زداید غبار شک

ترجمہ: جہاں حق الیقین کے مطلع کا نور نہیں چمکا ایسے دل نے آئینہ سے شک کا غبار کون دور کرے۔

(۱۷)

ہر چند ناکسم سگ اصحاب دولتم
گنجم مگر بہ فضل تو در سلک من سالک

ترجمہ: اگرچہ میں ناکس و نااہل ہوں لیکن اصحاب دوست کا سگ ہوں شاید تیرے فضل و کرم سے میں بھی تیری سلک میں شامل ہو جاؤں۔

(۱۸)

یا رب معین جوی زعمل نیستش ولیک
دارد ز فضل تو طمع صد ہزار لک

ترجمہ: اے خدا معین اگرچہ بے عمل ہے مگر اپنے دل میں تیرے فضل وکرم کی صد ہزار امنگیں (اور طلب) رکھتا ہے۔

ردیف "ل"

غزل (۵۸)

(۱)

من دری بودم نہاں در قعر بحر لم یزل
عشق غواصانہ ام آورد بیروں زاں محل

ترجمہ: میں بحر لم یزل کی گہرائیوں میں چھپا ہوا موتی تھا۔ عشق غواص کی طرح مجھے گہرائیوں سے نکال باہر لے آیا۔

(۲)

من در دریای عشقم چند مانم در صدف
من چو مرآت خدایم چند باشم در بغل

ترجمہ: (۲) میں دریائے عشق کا موتی ہوں میں سیپی کے اندر کب تک رہ سکتا ہوں۔ میں تو وہ شیشہ ہوں جس میں ذات حقیقی کا عکس (نور) جلوہ دکھاتا ہے میں بغل میں کب تک پوشیدہ ہوں۔

(۳)

از صدف آیم بروں بر تاج عزت جا کنم
نور گیرند از فروغم ماہ وخورشید وزحل

ترجمہ: میں وہ موتی ہوں جو سیپی سے نکل کر عزت وعظمت پر مقام حاصل کروں گا۔ ماہ و خورشید اور زحل میرے فروغ سے نور حاصل کریں گے۔

(۴)

من غلام روئے یارم گرچہ ہم درجہاں
من گدائی کوی عشقم گرچہ شاہم فی المثل

ترجمہ: میں اپنے محبوب کے رُخ روشن کا غلام ہوں اگرچہ دنیا میں ماہ کی طرح ہوں میں اگرچہ فی الحال ایک بادشاہ ہوں لیکن عشق کے کوچے کا گدا ہوں۔

(۵)

گر کند دست اجل قصر وجودم خشت خشت

اصل بنیاد محبت ہیچ نپذیرد خلل

ترجمہ: اگر اجل کا ہاتھ میرے وجود کے محل کو ریزہ ریزہ کردے پھر بھی میری محبت کی اصل بنیاد میں کوئی خلل نہیں پڑسکتا۔

(۶)

دل زمن بردی و گفتی در بدل وصلت دہم

چوں مبیع خودپسندی چرا ندہی بدل

ترجمہ: تو نے میرے دل کو خرید لیا اور اُس کے بدلے وصل کا وعدہ کیا۔ جب تو نے اپنی خرید کو پسند کرلیا تو اب اس کا بدل کیوں نہیں دیتا۔ (مجھے کیوں اپنا دیدار نہیں دیتا ہے)

(۷)

من چو از اہل دلم فانی نخواہم شدز مرگ

چوں نوید وصل می آرد چہ ترسم از اجل

ترجمہ: میں ایک اہل دل ہوں مجھے موت فنا نہیں کرسکتی۔ موت وصل کی نوید جولانے والی ہے تو پھر میں موت سے کیسے خوف کھا سکتا ہوں۔

(۸)

طالبان در خورد خود ہر یک مرادی خواستند

عاشقاں دیدار یار و زاہداں حسن عمل

ترجمہ: جس شخص میں جتنی طاقت اور حیثیت ہوتی ہے (توفیق) اسی حساب سے وہ مراد طالب کرتا ہے۔ طالب اور عاشق لوگ اپنے محبوب کے دیدار کے متمنی ہوتے ہیں جبکہ زاہد صرف حسن عمل میں پڑے رہتے ہیں۔

(۹)

سرِ عشق از عرش و فرش و لوح و کرسی حل نشد
اے معینؔی کے تواں کردن بیاں در یک غزل

ترجمہ: (۹) عرش، زمین، لوح محفوظ اور کرسی سے بھی عشق کا راز حل نہ ہو سکا اے معینؔ تو بیچارہ ایک غزل میں اسے کیسے بیان کر سکتا ہے۔

ردیف ''م''

غزل (۵۹)

(۱)

مرا ز دیدہ و دل ہر زماں درود دمادم
نثار روضہ پر نور صدرو بدر دو عالم

ترجمہ: میرے دیدہ و دل کی جانب سے ہر لحظہ ہر درود و سلام جاری ہے۔ (اُنؐ) کے روضہ پُر نور پر سورج چاند، در دونوں عالم بھی نثار۔

(۲)

چہ مظہریست کہ مبعوث براول وآخر
بظاہر ست موخر باطن ست مقدم

ترجمہ: وہ ذات کیا مظہر تھی کہ جو اوّل و آخر مبعوث ہوئی جو بظاہر موخر ہے لیکن باطن میں سب انبیاء پر مقدم ہے۔

(۳)

بصورت از بشر آمدولی زروی حقیقت
زفرق تابقدم رحمت خداست مجسم

ترجمہ: صورت میں وہ بشر ہیں لیکن حقیقت میں وہ سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہے۔

(۴)

بعالم دل و جاں بود شاہ تخت رسالت
میان مکہ و طائف ہنوز قالب آدم

ترجمہ: وہ نبی کریم ﷺ دل و جان کے لیے تخت رسالت کے شاہ ہیں۔ اُس وقت جبکہ حضرت آدم کا قالب مکہ و طائف کے درمیان تھا۔

(۵)

بروز حشر بظل لوائے او شدہ واثق
بسان امت او جملہ انبیائے مکرم

ترجمہ: حشر کے روز آپ ﷺ کے جھنڈے کے سائے میں سب نبی پیغمبران کرام ایک امت کی صورت میں جمع ہوں گے۔

(۶)

نہادہ باقی عزت شب دنی فتدلیٰ
فرود پایہ جاہش وثاق عیسےٰ مریم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں عزت کا پاؤں اُس بلندی پر رکھا جس سے عیسیٰ مریم کے جاہ و مرتبہ کا محل فروتر ہو گیا۔

(۷)

چو از دنی زدہ بیروں قدم بمصعد نے
بیک دوگام گذشتہ ز اوج طارم اعظم

ترجمہ: جب مقام او ادنیٰ سے آپ نے قدم مبارک باہر رکھے تو ایک ہی دوگام میں طارم اعظم کی بلندی سے بڑھ گئے۔

(۸)

اگر نہ سور سرور ظہور نور تو باشد
فروغ عیش کہ بیند ... یں سراچہ ماتم

ترجمہ: اگر آپ کے نور کے ظہور مسرت کا کیف و سرور نہ ہوتا تو اس غم کدہ میں کوئی بھی مسرت و عیش کو نہ دیکھتا۔

(۹)

طفیل ذات تو ہژدہ ہزار عالم ازاں شد
کہ پیش بحر ندارد وجود قطرہ شبنم

ترجمہ: آپ کی ذات کے طفیل اٹھارہ ہزار عالم پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ جس طرح سمندر کے سامنے قطرہ شبنم (بے چارہ) اپنے وجود کا کیا اظہار کرے۔

(۱۰)

زابر جود چوشد فیض رحمت متقاطر
فضای روضہ جاں شد زمین و فیض تو خرم

ترجمہ: تیری رحمت و برکت کے بادلوں نے جب کرم کی برکھا برسائی تو تیرے فیض خاص سے روضہ جاں کی فضا خوشگوار اور فرحت افزاء ہوگئی۔

(۱۱)

ہزار غم ز گنا ہست بردل من و ہر دم
فزودہ ام غم دیگر ہزار باربراں غم

ترجمہ: میرے دل میں گناہوں کے ہزاروں غم ہیں اور میں ہر دم اُن غموں پر مزید غموں کا اضافہ کرتا رہتا ہوں۔

(۱۲)

بعذر خواہی ما بر کشای لب بشفاعت
کہ دل پُرست زدرود لب تو حقہ مریم

ترجمہ: اے شافع محشر ہمارے گناہوں کی شفاعت فرمانا کہ میرا دل آپ کے حقہ مریم جیسے لبوں کی محبت سے پُر ہے۔

(۱۳)

معین چہ تحفہ فرستد بغیر اشک زدیدہ
کند درود پیالے رواں بسوے تو ہر دم

ترجمہ: (۱۳) معین آپ کے حضور اپنے آنسوؤں کے علاوہ کیا تحفہ پیش کرے وہ تو ہر دم ہر نفس کے ساتھ آپ پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہے۔

غزل (۶۰)

(۱)

اندر آئینہ جاں عکس جمالے دیدم
ہمچو خورشید کہ در آب زلالے دیدم

ترجمہ: میں اپنی جان کے آئینے میں اپنے محبوب کے جمال کا جلوہ دیکھتا ہوں یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے آب زلال میں سورج کو دیکھے۔

(۲)

خیرہ شدہ دیدہ عقل از لمعات رخ دوست
باوجود از پس صد پردہ خیالے دیدم

ترجمہ: محبوب کے چہرۂ نور کا جلوہ دیکھ کر عقل خیرہ ہے (ماند پڑ گئی) اس کے باوجود میں نے سو پردوں کے پیچھے ایک جمال دیکھا ہے۔

(۳)

ایں چنیں نور کہ در آئینہ جاں بنمود
عین ذات است ولیکن بمثالے دیدم

ترجمہ: یہ کیا نور ہے جو دل کے آئینہ میں ظاہر ہے۔ یہ تو کامل ذات الٰہی ہے جو کہ اپنی مثال آپ ہے جسے میں نے دیکھ لیا ہے۔

(۴)

من اگر والہ و مدہوش شوم معذورم
کہ در آئینہ عجب حسن وجمالے دیدم

ترجمہ: اگر میں (جلوہ دیکھ کے) والا و شیدا ہو گیا۔ مست الست ہو گیا تو مجھے معذور جاننا کیونکہ میں نے آئینے میں عجیب حسن و جمال دیکھا ہے۔

(۵)

عاشق و مست من از روز الست آمدہ ام
عقل و ہوشیاری خود امر محالے دیدم

ترجمہ: میں عاشق، و دیوانہ ازل ہی سے مست و الست ہوں اے میرے لیئے عقل و ہوش میں رہنا ایک مشکل، کام ہے۔

(۶)

ہستیم رفت و کنوں ہستی مطلق باقی است
ایں ہمہ ہجر با مید وصالے دیدم

ترجمہ: میری ہستی فانی ہے مگر وہ ذات مطلق باقی ہے یہ تمام صدمے میں نے اُمید وصال میں اُٹھائے ہیں۔

(۷)

بزم وحدت کہ مرا تنگتراز تنگ نمود
چوں زتنگی بگذشتم چہ محالے دیدم

ترجمہ: بزم وحدت جتنی دور دکھائی دیتی ہے لیکن جب میں اس مشکل راستے سے گزر گیا تو پوچھو کیا مقام دیکھا۔

(۸)

در بیابان ہوایت ہمہ ملک وملکوت
کم تراز پشہ بے پر و بائے دیدم

ترجمہ: وحدت کے بیابان میں تمام فرشتے ایک بے و پر مچھر کے مقابلے میں بھی عاجز دکھائی دیتے ہیں۔

(۹)

تا معین ذرہ صفت رفت پے نور ازل
نہ طلوع و نہ غروب و نہ زوالے دیدم

ترجمہ: اے معین میں تو ذرہ کی مانند نورِ ازل کے پیچھے سرگرداں ہوں میں نہ صبح دیکھتا ہوں نہ شام دیکھتا ہوں۔ بس اسی دُھن میں سرگرداں ہوں۔

غزل(۲۱)

(۱)

سوی من آکہ ترا یار وفادار منم
ہر چہ داری بمن آور کہ خریدار منم

ترجمہ: اے میرے (محبوب) میری جانب آ کہ میں تیرا وفادار دوست ہوں تم جو کچھ بھی لے کر آ ؤ گے میں وہ سب کچھ خرید لوں گا (تمہاری ہر شے مجھے پسند ہے۔

(۲)

گر تو خواہی کہ دلت عزم تماشا دارد
برمن آئی کہ باغ و گل و گلزار منم

ترجمہ: اگر تجھے تماشہ دیکھنے کی خواہش ہے تو پھر میرے پاس آ کہ میں باغ و گل گلزار رکھتا ہوں۔

(۳)

وگراز رنج معاصی دل تو گشتہ ملول
سوئے من آکہ طبیب دل بیمار منم

ترجمہ: اگر تیرا دل رنج معاصی سے ملول ہو گیا ہے تو پھر میرے پاس آ کہ میں ہر بیمار دل کا چارہ گر (طبیب) ہوں۔

(۴)

نہ ہمیں صاحب سجادہ خلوت گاہم
ساقی میکدہ ومطرب خمار منم

ترجمہ: میں صرف خلوت گاہ کسی کا سجادہ نشین نہیں ہوں بلکہ مے خانے کا ساقی اور مست الست سازندہ (دل کے تار چھیڑنے والا) بھی ہوں۔

(۵)

ایکہ در صومعہا در طلبم مے پائی
گو بروں آئی کہ اندر سر بازار منم

ترجمہ: کیا تو میری طلب خانقاہوں میں تلاش کرتا ہے اب تو پردے سے نکل آ کہ سر بازار میں موجود ہوں۔

(۶)

ہوس خرقہ صد پارہ و تاج و بیاج
بنہ از سر کہ ترا جبہ و دستار منم

ترجمہ: یہ ظاہری لبادہ اتار دے یہ تاج واج سے بے نیاز ہو جا کہ تیرے لیے عزت و تکریم والا جبہ و دستار تو میں ہوں۔ (مجھے اوڑھ لے یعنی میرے راستے پر چل)۔

(۷)

بیدلی گم کن و از بیکسی خویش منال
کہ ترا در ہمہ جا دلبر و دلدار منم

ترجمہ: بے دلی چھوڑ دے اور اپنی بیکسی پر پریشان نہ ہو ہر جگہ اور ہر حال میں تیرا دلبر اور تیرا دلدار ہوں۔

(۸)

تو بہر معرکہ از راز دل خویش مگوی
کہ بخلوتکہ جاں محرم اسرار منم

ترجمہ: تو دل کے راز ہر جگہ بیان کرتا نہ پھر کہ تیری تنہائی (خلوت) کی محفل میں تیرا راز دار تو میں ہی ہوں۔

(۹)

تا بکے نقطہ صفت دائرہ می بنمائی
تو چہ مرکز بنشیں گرد تو پرکار منم

ترجمہ: کہ ایک نقطے کی طرح تو کب تک دائرہ بناتا رہے گا تو مرکز بن کر بیٹھ تیرے گرد میں پرکار بن رہا ہوں۔

(۱۰)

گوہر معدن صورت خزف ہستی نست
در تنگ بحر معانی در شہوار منم

ترجمہ: تیری ہستی کی ٹھیکری معدن صورت کا گوہر ہے بحر معانی کی تہ میں درشہوار کی طرح میں ہوں۔

(۱۱)

ہیزم شخص معین سوخت چناں ز آتش عشق
کہ شدم انگرو گفتم کہ مگر نار منم

ترجمہ: آتش عشق سے معین کے وجود کی ہیزم اس طرح جل گئی کہ میں سراپا آگ بن گیا اور میں نار ہوں کی آواز میں نے بلند کی۔

غزل (۶۲)

(۱)

بکشائے پردہ از رُخ و بردار ہستیم
حسنی بمن نمائے و بیفزائے مستیم

ترجمہ: اے محبوب اپنے چہرے سے پردہ ہٹا کہ میں خود سے بیگانہ ہو جاؤں تو مجھے اپنا حسن دکھا کر (نور کی تجلی) میری مستی کو بڑھا دے۔

(۲)

محروم گشتم از طیراں در فضای قدس
تا بال جاں برشتہ قالب بہ بستیم

ترجمہ: عالم قدس کی فضاؤں میں پرواز کرنے سے محروم ہوں جب سے میں نے وبال جان کو قالب ہستی سے باندھا ہے۔

(۳)

شہباز آشیانہ قدسم کہ عروج
کز قید تن فرو فکند سوئے پستیم

ترجمہ: عروج کے وقت میں آشیانہ قدس کا شہباز ہوں اگر میرے جسم کی قید مجھے عروج سے پستی کی طرف نہ کھینچے۔

(۴)

واعظ زکوی دوست سوی جنتم مخواں
بنگر کہ از کجا بکجای فرستیم

ترجمہ: (۴) اے واعظ مجھے میرے محبوب کے دروازے سے (ہٹا کر) جنت کی طرف مت بلا۔ تو یہ دیکھ مجھے کہاں سے کہاں بھیج رہا ہے۔

(۵)

من مست وے پرست نہ امروز گشتہ ام
سر مست و بیخود ازمی بزم الستیم

ترجمہ: میں مست اور مے پرست کچھ آج سے نہیں ہوں میں تو روز ازل سے ہی بزم الست کا سرمست و بے خود ہوں۔

(۶)

من در جمال بت رُخ بنگر بدیدہ ام
توحید مطلق ست کنوں بت پرستیم

ترجمہ: میں نے بت کے حسن و جمال میں (دراصل) بت گر (مجسمہ ساز) کے جمال کو دیکھا ہے۔ اس لیے میری یہ بت پرستی بھی توحید مطلق ہے۔

(۷)

در بحر آشنائی او غرق گشتہ ام
اے خضر تا سفینہ ہستی شکستیم

ترجمہ: میں اس کی محبت کے سمندر میں ایسا غرق ہوا ہوں اے خضر! جب سے تو نے میری کشتی کو توڑا ہے۔

(۸)

دل ذرہ ذرہ گشت زنور تجلیت
لیکن زہر شکست بود صد درستیم

ترجمہ: تیرے نور کی تجلی سے میرا دل پارہ پارہ ہوگیا ہے لیکن کمال یہ ہے کہ میری اس ہر شکست میں سینکڑوں درستیاں ہیں۔

(۹)

نور ظہور ساقی باقی کند طلوع
چوں جام دل زدودہ شد از رنگ ہستیم

ترجمہ: عالم باقی کے ساقی کے ظہور کا نور اُس وقت ظاہر ہوگا جب میرے دل کا جام زنگ ہستی سے پاک ہوجائے گا۔

(۱۰)

بگذار تا روم زجہاں آستیں فشاں
کز آب دیدہ دست زِ دُنیا بشستیم

ترجمہ: چھوڑ دے تاکہ میں آستین جھاڑ کے اس جہاں سے گزر جاؤں اور میں نے اپنے آنسوؤں سے پہلے ہی دنیا سے ہاتھ دھو ڈالے ہیں۔

(۱۱)

برخاست شغل و شادی و عیش از دل معین
تا در درون سینہ محزوں نشستیم

ترجمہ: معین کے دل سے خوشی اور عیش و عشرت کا شوق ختم ہوگیا ہے اور یہ اُس وقت ہوا جب میں اپنے درد و غم بھرے سینے کے اندر جا کے خود بیٹھ گیا۔

غزل (۶۳)

(۱)

من یار ترا دارم و اغیار نمیخواہم
غیر از تو کہ دل بردی دلدار نمیخواہم

ترجمہ: میں ہمیشہ تجھے اپنا دوست (محبوب) رکھتا ہوں اور غیروں کی طلب چھوڑ دیتا ہوں تجھ دلبر کے سوا اور کسی محبوب کا میں طالب نہیں ہوں۔

(۲)

خاریکہ ز درد تو خست است مراد ر دل
من خستہ آں خارم گلزار نمیخواہم

ترجمہ: میں تو بس اُسی کانٹے کا طلب گار ہوں اب مجھے کسی گلستان کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کانٹا جو تیرے درد و غم کا میرے دل میں کھٹک رہا ہے۔

(۳)

گر جلوہ دہی بردل نقد دو جہاں گویم
من عاشق دیدارم دینار نمیخواہم

ترجمہ: اگر دو جگ کی پونجی میرے دل کو پیش کی جائے تو میں کہدوں کہ میں تو تیرے دیدار کا طالب ہوں مجھے دنیاوی دولت (درہم و دینار) نہیں چاہیے۔

(۴)

سریکہ مرا باتست با غیر تو چون گویم
تو دانی و من دانم اظہار نے خواہم

ترجمہ: (۴) تیرا جو راز میرے سینے میں ہے اسے کس طرح بیان کردوں۔ وہ تو تو جانتا ہے یا میں جانتا ہوں مجھے تو اس کے اظہار کی طلب ہی نہیں ہے۔

(۵)

اندر حرم جانم کس را بنود منزل
غیراز تو دریں خلوت دیار نمیخواہم

ترجمہ: میری جان کے حرم میں کسی دوسرے کی منزل نہیں ہوسکتی اس خلوت خانے میں اے محبوب تیرے علاوہ کسی دوسرے کا آنا مجھے مطلوب ہی نہیں۔

(۶)

خوں میخورم از دستت و آزارنہ پندارم
کاں خاطر نازک را آزار نمیخواہم

ترجمہ: میں تیرے ہاتھ سے خون کھا رہا ہوں مجھے اس کا کوئی رنج نہیں ہے۔ میں تیری خاطر نازک کو دکھ پہنچانا نہیں چاہتا ہوں۔

(۷)

من بادہ نمی نوشم اما چوتوئی ساقی
اندر تن خود یک رگ ہشیار نمیخواہم

ترجمہ: میں شراب نہیں پیتا لیکن جب تک تو میرا ساقی ہے۔ میرے بدن کے اندر ایک ایک رگ اس شراب کے نشے میں چور اور سرمست رہتی ہے۔

(۸)

عاشق کہ ترا خواہد با غیر نیار آمد
جنات نمی خواہم و انہار نمیخواہم

ترجمہ: جو تیرا طلب گار ہو گا وہ کسی اور کو بھلا کیوں چاہے گا میں نہ تو جنت کے باغوں کا طالب ہوں اور نہ ہی وہاں بہنے والی (دودھ اور شہد کی) نہروں کا طلب گار ہوں۔

(۹)

دنیا طلبد غافل عقبیٰ طلبد عاقل
من عاشقم و بیدل جز یار نمیخواہم

ترجمہ: جو غافل لوگ ہیں وہ دنیاوی دولت طلب کرتے ہیں مگر جو فہم و فراست والے اور حقیقت کو جاننے والے ہیں وہ عقبیٰ (موت کے بعد کی حقیقی زندگی) کے طلب گار ہیں میں تو عاشق (صادق) ہوں مجھے اپنے محبوب کے علاوہ کسی شے کی طلب نہیں ہے۔

(۱۰)

از ہستی خود بگذر بگذار معین افسر
جائیکہ نگنجد سر دستار نمیخواہم

ترجمہ: اے معینؔ یہ دنیاوی منصب ترک کر کے اپنی ہستی جاں سے گزر جا۔ یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں سر سمانے کی گنجائش نہیں ہے تو بھلا پگڑی مانگ کر کیا کرنا ہے۔

غزل (۶۴)

(۱)

ای نور عشقت تافتہ اندر سویدای دلم
بگرفتہ نور عشق تو پنہاں وپیدا ای دلم

ترجمہ: جب میرے دل پر تیرے عشق کا نور جلوہ گر ہوا تو میرے دل پر ظاہر باطن ہر انداز سے تیرے عشق کے اس نور نے قبضہ جما لیا۔

(۲)

بنمود نور ذوالمنن چوں آتش از نخل بدن
اسرار خود گفت او بمن بر طور سینای دلم

ترجمہ: اُس ذوالمنن کا نور اس طرح ظاہر ہوا جیسے تن کے درخت سے آگ کا شعلہ اُسے اپنے راز مجھ سے بیان کر دیئے جب وہ میرے دل کے طور سینا پر ظاہر ہوا۔

(۳)

در تافت نور طلعتش از آسمان عزتش
بگرفت نور وحدتش مجموع اجزای دلم

ترجمہ: عزت وعظمت کے آسمان سے جب اُس نورانی چہرے نے اپنا جلوہ دکھایا تو اس کے نور وحدت نے میرے تمام اجزائے دل کو گھیر لیا۔

(۴)

مسکیں دلم بد خوی شد جویای آں ماہ روے شد
ربّ اَرِنی گوئے شد بیچارہ موسیٰ دلم

ترجمہ: میرا مسکین و بے چارہ دل جب اُس ماہتاب کا طالب ہوا تو موسیٰ کی طرح میرا دل رب ارنی کہنے لگا۔

(۵)

موسیٰ دراں روز نیرداز لن ترانی زخم خورد
دل ہیچ اندیشہ نکردے ادائے صد واے دلم

ترجمہ: اُس روز موسیٰ لن ترانی (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) سن کے زخم خوردہ ہو گیا میرے عاجز و مسکین دل نے اس بات کا قطعی غم نہ کیا اور اپنی صدائے جلوہ طلبی جاری رکھی۔

(۶)

ہر کس بخود آمد بدراں زخمش آمد بہ جگر
دل چوں زخود آمد بدرا دگشت جویای دلم

ترجمہ: ہر ایک نے ہوش میں آ کر اُس کا زخم اپنے جگر پہ کھایا لیکن میرا دل تو ہوش میں آ کر میرے دل کی جستجو کرتا رہا۔

(۷)

دل در پے روی نکوی میرفت ہر دم کوبکو
جہاد قید زلف او زنجیر بہ پای دلم

ترجمہ: میرا دل ہر دم اُس روئے مبارک کی طلب میں کوبہ کو پھر رہا ہے۔ افسوس کے اُس کی زلفوں کی گرفت نے میرے پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔

(۸)

نور تجلی صبحدم از مطلع دل زد علم
نورش فزوں شد دمبدم بگرفت صحرای دلم

ترجمہ: دل کے افق پر صبح کے وقت نور تجلی کا ظہور رہا۔ جب اُس کا نور روشن ہوا تو صحرائے دل پر چھا گیا۔

(۹)

من سوی او بشتافتم ویں پردہ ہاشگافتم
الحمدللہ یافتم مقصود ماوای دلم

ترجمہ: میں اس کی جانب دور رہا تھا اور سارے پردے پھاڑ کے چلا جا رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے دل کو اپنا مقصود مل گیا۔

(۱۰)

گفتم چو یابم زد خبر آرام گیرد دل ببر
چو دیدمش شد بیشتر فریاد غوغای دلم

ترجمہ: میں نے کہا جب میں اُس کی خبر پاؤں گا تو میرے دل کو آرام میسر آئے گا۔ مگر جوں ہی اُسے دیکھا میرے دل نے غوغا و فریاد کا واویلا مچا دیا۔

(۱۱)

در مجلس مسکیں معینؔ یکدم نشیں صدور بچیں
بنگر چہ درہائے ثمیں وادست دریائے دلم

ترجمہ: غریب و مسکین معینؔ کی مجلس میں ایک لحہ کے لیے بیٹھ جا اور موتی چن لے اس وقت تمہیں اندازہ ہوگا میرے دریائے دل نے کیسے قیمتی موتی نکالے ہیں۔

غزل (۶۵)

(۱)

صفات و ذات چو از ہم جدا نمی بینم
بہر چہ می نگرم جز خدا نمی بینم

ترجمہ: میں اس کی ذات اور صفات کو الگ الگ نہیں دیکھتا ہوں پھر میں جدھر بھی نظر ڈالتا ہوں مجھے خدا کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے۔

(۲)

مگو کہ دیدہ حادث قدیم کے بیند
ہمیں بس ست کہ من خویش رانمی بینم

ترجمہ: یہ نہ کہو کہ حادث آنکھیں قدیم کو کس طرح دیکھ سکتی ہیں۔ بس یہی کہنا کافی ہے اپنی ذات کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

(۳)

ترا چو آئینہ تیرہ ست چشم نابینا
مخور فسوس کہ من ہم چرانمی بینم

ترجمہ: جب کہ تیری آنکھیں دھندلے آئینہ کی طرح نابینا ہیں تو پھر تو افسوس نہ کر کہ میری طرح کیوں نہیں دیکھتا۔

(۴)

ز من مپرس کی آں ماہ راکجا دیدی
چو من از جائے برفتم بجانمی بینم

ترجمہ: مجھ سے مت پوچھ کہ میں نے اُس چاند کو کہاں دیکھا ہے جب میں خود مکاں کی قید سے آزاد ہوں تو پھر اس کو قید مکاں کہاں دیکھوں گا۔

(۵)

بہر بلا کہ تو خواہی بیازمائے مرا
کہ در مشاہدہ تو بلا نمے بینم

ترجمہ: تو جتنے بھی دکھ درد دے کے مجھے آزمالے مجھے ڈر نہیں کیونکہ تیرے مشاہدہ میں کوئی بلا نظر نہیں آتی۔

(۶)

ز من بہر چہ کنی یاد رافیم حقا
کہ ہر چہ از تو رسد جز عطا نمی بینم

ترجمہ: اے میرے محبوب تو جس حوالے سے بھی مجھے یاد کرنا چاہے میں حاضر ہوں کہ مجھے تیری جانب سے جو کچھ حاصل ہو وہ سوائے عطا کے اور کچھ نہیں ہے۔

(۷)

بہر طرف کہ مرا می بری بحمد اللہ
کہ خویش را ز تو یکدم جدا نمی بینم

ترجمہ: تو مجھے جس طرف بھی لے جانا چاہے شکر ہی کا مقام ہے میں تو اپنے آپ کو تجھ سے ایک لحہ کے لیے بھی جدا نہیں پاتا۔

(۸)

عروج جان معینؔ بر اوج اَوْ اَدْنٰے
بجز متابعت مصطفیٰؐ نمی بینم

ترجمہ: اے معینؔ جان کو اَوْ اَدْنٰی کی منزل پر عروج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہیں مل سکتا۔

غزل (۶۶)

(۱)

تا من باد پیوستہ ام از غیر او بریدہ ام
من حل و عقد عقل دریکد گر پیچیدہ ام

ترجمہ: میں جب اپنے محبوب کے ساتھ وابستہ ہوا غیروں سے بالکل جدا ہو گیا ہوں میں نے عقل کے حل و عقد کو ایک دوسرے سے ملا دیا۔

(۲)

ترسم نہ از دوزخ بود بیم نہ از برزخ بود
امید و بیم رو بود از غیر تنرشیدہ ام

ترجمہ: میں نہ تو دوزخ سے ڈرتا ہوں اور نہ برزخ سے مجھے خوف آتا ہے۔ مجھے صرف امید وبیم اُسی ۔ ہے اُس کے سوا کسی کا خوف نہیں ہے۔

(۳)

با مالک دوزخ بگو کر من مراد خود مجوے
ہر لحظہ من از عشق او در دوزخ سوزندہ ام

ترجمہ: دوزخ کے مالک سے کہہ دو کہ وہ مجھ سے تیری مراد پوری نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ میں تو اُس کے عشق میں ہر لحظہ دوزخ سوزاں بنا ہوا ہوں۔

(۴)

اے حور و رضواں جناں در پردہ پنہاں شوروان
کامروز از عین عیاں من حسن دیگر دیدہ ام

ترجمہ: اے جنت کی حور و اور اے رضوان کسی پردے کے اندر چھپ جاؤ کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے آج ایک بہت مختلف اور منفرد حسن دیکھا ہے۔

(۵)

نہ حور خواہم نہ ملک نہ عرش جویم نہ فلک
اینہا نخواہم یک بیک عشق دگر ورزیدہ ام

ترجمہ: نہ مجھے فرشتوں کی خواہش نہ حوروں کی تمنا نہ مجھے عرش کی جستجو نہ فلک کی۔ مجھے ان کی کوئی خواہش نہیں ہے میں تو ایک دوسرے ہی (الگ سے) محبوب کا عاشق ہوں۔

(۶)

شہباز عشقم درز میں نہ مرغکے ام دانہ چیں
از بہر صیدی اینچنیں از دست شہ پریدہ ام

ترجمہ: میں زمین پر شہباز عشق ہوں دانہ چگنے والا مرغ نہیں ہوں۔ میں تو ایک خاص شکار کے لیے بادشاہ کے ہاتھ سے اڑا ہوں۔

(۷)

یا بلبلے ام گل طلب اندر گلستان طرب
ہر دم بدستان عجب از بہر گل نالیدہ ام

ترجمہ: میں خوشیوں کے باغ میں (محبوب کے باغ میں) پھول کا طالب ایک بلبل ہوں۔ ہر لمحہ ایک نئے ساز کے ساتھ اُس محبوب کے لیے میں نے نالے کیے ہیں۔

(۸)

تا دلبر گلگوں من واں لیلی موزون من
گفتا کہ اے مجنون من من گوشہ بگزیدہ ام

ترجمہ: کہا کہ اے میرے مجنوں میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ جب سے میرے اُس دلبر گلگوں نے اور میری حسین بلبل لیلیٰ نے مجھ سے

(۹)

تاہم نمی آرد یقیں نہ آسماں و زمیں
با رفعت قدر چنیں اندر دلت گنجیدہ ام

ترجمہ: تب سے یہ تو آسمان نو زمین میری اس بڑائی کا یقین نہیں کرتے کہ میں نے تجھ جیسی شان و شوکت کے دل میں جگہ بنالی ہے۔

(۱۰)

گہ مرکزی ام درمیاں گہ نقطہ ام بی نشاں
گاہی پرکار رواں برگرد تو گردیدہ ام

ترجمہ: کبھی میں مرکز کی طرح درمیان میں ہوتا ہوں اور کبھی نقطہ کی طرح بے نشان ہوتا ہوں لیکن کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ پرکار کی طرح تیرے اردگرد چکر کاٹتا ہوں۔

(۱۱)

داد او مرا پیمانہ ہا کر دم تہی خمخانہ ہا
وز ترس ایں بیگانہ ہا خاکی بلب مالیدہ ام

ترجمہ: مجھے اُس نے پیانے عطا کئے میں نے بھی مے خانے کے مے خانے خالی کر دیے۔ لیکن ان بیگانوں کے خوف سے میں نے اپنے لب کو خاک آلودہ کر دیا ہے۔

(۱۲)

نے ہرزہ میگوید معینؔ برخیر و نزدیکم نشیں
بوکن دہان من بہ بیں تا ازچہ می نوشیدہ ام

ترجمہ: معینؔ یونہی بے وجہ نہیں کہتا کہ اُٹھ اور میرے پاس بیٹھ تو ذرا آگے ہو کے میرا منہ سونگھ کے دیکھ میں نے کونسی شراب پی ہے۔

غزل (۶۷)

(۱)

ما بفکرش از بہشت و حور و غلماں فارغیم
از نعیم ہر دو عالم بہر جاناں فارغیم

ترجمہ: ہم اُس (محبوب) کی یاد میں جنت' حور اور غلمان کے غم سے آزاد ہیں اور دونوں جہاں کی نعمتوں کو اُس محبوب کے لئے بھی چھوڑ (ٹھکرا) دیا ہے۔

(۲)

قوت از خوان اَبیت عند ربی خوردہ ایم
آں غذا نوشیدہ ایم از آب و از ناں فارغیم

ترجمہ: اپنے رب کے دستر خوان (اَبیت عند ربی کے حوالے سے) مجھے غذا ملی ہے۔ اس غذا کے مقابلے میں چونکہ میں نے وہ غذا کھائی ہے۔ دنیاوی روٹی پانی (عمدہ سے عمدہ کھانا) بھی فارغ ہے۔

(۳)

طفل جاں زادایۂ لطف ازل می پرورد
لا جرم از مہد و شہد و شیر پستاں فارغیم

ترجمہ: طفل جان کو لطف ازل کی دایہ پرورش کر رہی ہے اسی وجہ سے ہم گہوارے شہد و شیر پستاں سے بے نیاز ہیں۔

(۴)

ہمچو لالہ داغہا بر دل نہادم تاکنوں
ہمچو گل در باغ وصل از داغ ہجراں فارغیم

ترجمہ: گل لالہ کی طرح میں نے دل پر داغ کھائے ہیں تب جا کر کہیں اب پھول کی طرح باغ وصل میں ہجر سے بے فکر اور مطمئن ہوں۔

(۵)

ما کزاں لبہا حیات جاودانی یافتیم
از طلبگاری خضر و آب حیواں فارغیم

ترجمہ: ہم محبوب کے لبوں سے حیات جاوداں حاصل کر چکے ہیں (اب) خواجہ خضر کی طلب بھی نہیں رہی اور آب حیات سے بھی فارغ ہیں۔

(۶)

واعظا عشاق راخوش نیست ترغیب بہشت
ما بدیدارش زباغ خلد و رضواں فارغیم

ترجمہ: اے واعظ عاشقوں کو جنت کی ترغیب نہ دے۔ ہم کو تو اُس کی امداد حاصل ہے ہم کو باغ خلد اور رضوان سے کیا مطلب ہے۔

(۷)

طائر عشقیم کز قید طبائع جستہ ایم
دام تن بگسیختہ در دانہ جاں فارغیم

ترجمہ: ہم اس کن فکاں کی تنگیوں سے باہر نکل چکے ہیں۔ فضائے لامکاں میں پہنچ کر ہم عالم مکاں کی تنگیوں سے محفوظ ہیں۔

(۸)

ماچو بیروں رفتہ ام از تنگنای کن فکاں
در فضای لا مکاں از ضیق امکاں فارغیم

ترجمہ: ہم اس کن فکاں تنگیوں سے نکل کر باہر آ گئے ہیں۔ لامکاں کی فضا میں پہنچ کر ہم عالم امکاں کے مصائب سے فارغ ہو گئے۔

(۹)

عارفاں راچوں نظر بر عین معروفست وبس
از وسائط در ظہور نور عرفاں فارغیم

ترجمہ: عارف لوگوں کی نظر معرفت سے ہٹ کر کسی اور جانب نہیں جاتی۔ نور عرفان سے فیض یاب ہونے کے سبب نسبتوں اور واسطوں سے فارغ ہیں۔

(۱۰)

ما کہ از عین الیقین حق الیقیں رادیدہ ایم
از دلیل ظنی و تشکیک برہاں فارغیم

ترجمہ: ہم نے عین الیقین کے وسیلے سے حق الیقین کو دیکھا ہے۔ کسی بھی طرح کے شک وشبہ اور ظن وگمان کی دلیلوں سے فارغ ہیں۔

(۱۱)

چونکہ در غیب ہویت اعتبار غیر نیست
از ظہور اسم در مرآت اعیاں فارغیم

ترجمہ: چونکہ عالم ہویت میں غیر کا اعتبار ناممکن ہے اس لیے ہم اعیاں ثابت کے آئینہ میں ظہور اسم سے بے نیاز ہیں۔

(۱۲)

ہر چہ دیدم یا حجاب اوست یا خود عین اوست
لا جرم از عشق و عقل وکفر و ایماں فارغیم

ترجمہ: جو کچھ مجھے نظر آیا تو وہ حجاب ذات ہے یا عین ذات ہے۔ بس یہی سبب ہے کہ ہم عشق، عقل، کفر، ایمان ہر شے سے فارغ ہو گئے۔

(۱۳)

ما بہ پشتی گرم باراز امانت می کشم
وز ظلومی و جہولیہائی انساں فارغیم

ترجمہ: ہم تو بڑی مستعدی کیساتھ بار امانت اٹھا رہے ہیں اور ہم کو انسان کے اوصاف ظلوم اور جہول کی پروا نہیں ہے۔

(۱۴)

چونکہ سلطان جہاں در حکم و در فرمان ماست
از گزند حاجب وتہدید درباں فارغیم

ترجمہ: میرے حکم میں سلطان دو جہاں کا حکم شامل ہے۔ (میری ہر بات اس کے حکم کی تعمیل میں ہے) ہم دربان کی ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ سے فارغ ہیں۔

(۱۵)

حاجبی اندر میاں عاشق ومعشوق نیست
مابجاناں و اصلیم و از رقیباں فارغیم

ترجمہ: عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا میں جب اپنے محبوب سے واصل ہوا تو دیگر لوگوں، رقیبوں وغیرہ سے محفوظ ہوگیا۔

(۱۶)

در ملامت رو معینؔ خلق آنچہ خواہد گوبگو
ماکنوں از مدح و قدح جملہ خلقاں فارغیم

ترجمہ: اے معینؔ اس ملامت کے راستہ کو طے کر مخلوق جو جی چاہے کہے ہم تو اب زمانہ کی مدح وقدح سے فارغ ہیں۔

غزل (۶۸)

(۱)

من نہنگ بحر عشقم تابکے دم در کشم
کشتی تن بشکنم نقد دو عالم در کشم

ترجمہ: میں بحرِ عشق کا مگرمچھ ہوں۔ کب تک خاموش رہوں۔ میں اب بدن کی کشتی کو توڑ کر دو عالم کی نعمتوں کو سمیٹے بیٹھا ہوں۔

(۲)

ساقیا از ساغر جاں بادہ وصلم چشاں
تابکے از خون دل جام دما دم در کشم

ترجمہ: (۲) اے ساقی مجھے جان کے پیالے سے وصل کی شراب پلا دے۔ میں کب تک اپنے جگر کا خون (ان) پیالوں میں بھر بھر کے پیتا رہوں گا۔

(۳)

خاک شد چشم بر آمش اے صبا گردی بیار
تا بجای سرمہ اندر چشم پرنم در کشم

ترجمہ: میری آنکھیں اس کے انتظار میں خاک ہو گئیں ہیں۔ اے صبا تو اُس کے راہوں کی مٹی لے کر آ۔ تا کہ میں اپنی پرنم آنکھوں میں سرمہ کی بجائے اُسے لگاؤں۔

(۴)

روح قدسی سجدہ آرد پیش آں حسن و جمال
گر نقاب آب و خاک از روئے آدم در کشم

ترجمہ: اس حسن و جمال کو دیکھ کر قدسی روح سجدے میں گر جائے اگر میں آب و خاک کا نقاب آدم کے چہرے سے اُٹھا دوں۔

(۵)

در درون قصر تن بر تخت دل سازم مقام
طیلسان استوار عرش اعظم در کشم

ترجمہ: جسم کے محل کے اندر دل کے تخت پر اپنی جگہ بنا لوں تو عرش اعظم کی چادر مجھے اوڑھنے کو مل جائے۔

(۶)

گر کشم دست طمع از آستین ہر دو کون
پای در دامن بر اوج ہفت طارم در کشم

ترجمہ: اگر حرص و ہوس اور لالچ کا ہاتھ دو جہانوں کی آستین سے باہر نکال لوں اور (پھر یوں) ہفت آسمانوں کی بلندیوں پر اپنا قدم رکھ سکتا ہوں۔

(۷)

گر شگافم دلق ہستی رابمقراض فنا
رشتہ کے در سوزن عیسیٰ مریم درکشم

ترجمہ: اگر میں دلق ہستی کو فنا کی قینچی سے کاٹ ڈالوں تو ابن مریم کی سوزن میں رشتہ جوڑ سکتا ہوں۔

(۸)

پای کوباں میروم سوی فلک تازاں نشاط
جامہ ازرق زدوش اھل ماتم در کشم

ترجمہ: میں رقص کرتا ہوا سوئے فلک جا رہا ہوں اور اس خوشی سے اہل ماتم کے دوش سے نیلی چادر اتار لوں۔

(۹)

پرسیم تا عقل رابر عشق دعوی میرسد
من بریں توقیع نے واللہ اعلم درکشم

ترجمہ: عقل کا عشق کے اندر کوئی عمل دخل نہیں ہوتا مگر میں ڈرتا ہوں اللہ کرے ایسا خیال کبھی بھی میرے دل میں نہ آئے۔

(۱۰)

ساقیا اہل طرف راجام شادی دہ کہ من
درمیان درد نوشان دردی غم درکشم

ترجمہ: اے ساقی' اھل طرب کو خوشی کا جام پلا دے۔ میں (بھی) دردنوشوں کے (غم کے پیالے پینے والوں کے) اندر شامل ہو کر غم کے جام پی جاؤں۔

(۱۱)

دمبدم تا بے عشقش در معنی میدمد
فاش خواہم کرد رازش بعالم در کشم

ترجمہ: معین کے اندر لحظہ بہ لحظہ روح القدس کو پھونکا جا رہا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھ سے راز فاش ہو جائے اور میرا اشارہ ظالموں میں ہو جائے۔

غزل (۶۹)

(۱)

ترا میخواہم اے دلبر کہ بینم
توئی مقصود من در ہر کہ بینم

ترجمہ: اے محبوب میری خواہش ہے کہ تجھے دیکھتا رہوں میں جدھر جدھر بھی دیکھوں کا تو ہی میرا مقصود ہے۔

(۲)

مرا چشم از برائے دیدن تست
تو رُخ بنمائیم پس در کہ بینم

ترجمہ: میری آنکھیں صرف تجھے دیکھنے کے لئے ہیں۔ میں بس جدھر بھی دیکھوں مجھے تو ہی نظر آتا ہے۔

(۳)

جمال ساقی من می نماید
بمرآت مے و ساغر کہ بینم

ترجمہ: مجھے میرے ساقی کا جمال ہی نظر آتا ہے جب میں مے و ساغر کا آئینہ دیکھتا ہوں۔

(۴)

چنانت دیدہ ام از دیدہ دل
کہ نشناسم بچشم سر کہ بینم

ترجمہ: میں نے دل کی آنکھوں سے تجھے ایسا دیکھا ایسا دیکھا ہے کہ میں ان ظاہری آنکھوں سے جسے دیکھتا ہوں نہیں پہچانتا۔

(۵)

ہزاراں در زدل سویت کشادہ ست
ترا اے بینم از ہر در کہ بینم

ترجمہ: دل کے ہزاروں در تیری طرف کھلے ہیں۔ میں (ان میں سے) جس در میں بھی دیکھوں گا تو ہی دکھائی دے گا۔

(۶)

رخت گر بینم و در رہ بمیرم
چو خواہم مرد آں بہتر کہ بینم

ترجمہ: (۶) جہاں تجھے دیکھوں (اللہ کرے) میں وہیں مر جاؤں کیونکہ مرنا تو بہر حال ہے۔ تو کیوں نہ تجھے دیکھ کے مروں۔

(۷)

معینؔ امروز می خواہد وصالش
ندارد صبر تا محشر کہ بینم

ترجمہ: آج معین تیرا وصل طلب کر رہا ہے (کیونکہ) مجھ سے اس سلسلے میں حشر تک صبر نہیں ہو سکتا ہے۔

غزل (۷۰)

(۱)

ایں منم یا رب کہ اندر نور حق فانی شدم
مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم

ترجمہ: (۱) اے خدا میں ہی ہوں کہ جو تیرے نور حق میں فنا ہو گیا ہوں اس طرح ذات سبحانی کے فیض کا مطلع انوار بن گیا ہوں۔

(۲)

ذرہ ذرہ از وجودم طالب دیدار گشت
تا کہ من مست از تجلیہائے ربانی شدم

ترجمہ: میرے تن کا ذرہ ذرہ تیرے دیدار کا طالب ہے جب سے میں ربانی تجلیوں سے مست ہوا ہوں۔

(۳)

رنگ غیرت رازم آت دلم بزدود عشق
تاکلی واقف اسرار پنہائی شدم

ترجمہ: میرے دل کے آئینے سے تیرے عشق نے غیرت کا رنگ دور کر دیا تا کہ مجھے چھپے رازوں سے مکمل آگہی ہو سکے۔

(۴)

من چناں بیروں شدم از ظلمت ہستی خویش
تاز نور ہستی او آنکہ میدانی شدم

ترجمہ: میں اپنی ہستی کے اندھیروں سے باہر نکل آیا ہوں تا کہ "اُس" ذات کے نور کے فیض سے مجھے آگہی نصیب ہو۔

(۵)

گرزدود نفس ظلمت پاک بودم سوختہ
زا حراج آتش عشق تو نورانی شدم

ترجمہ: (۵) اگر چہ تاریک نفس کی ظلمتوں کی آگ نے مجھے جلا ڈالا تھا لیکن تیرے عشق کی آگ نے مجھے نورانی بنا دیا ہے۔

(۶)

خلق میگفتند کیں رہ را بدشواری روند
اے معاک اللہ کہ من باری بآسانی شدم

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ یہ راستہ بہت مشکل سے طے ہوتا ہے یا درکھیر! میں نے اس راہ کو آسانی سے طے کر لیا ہے۔

(۷)

دمبدم روح القدس اندر معینے میدمد
من نمیدانم مگر من عیسے ثانی شدم

ترجمہ: ہردم روح القدس کو معین کے اندر پھونکا جا رہا ہے مجھے تو علم نہیں کہ یہ کیوں ہے کیا میں عیسیٰ ثانی بن جاؤں گا۔

غزل (۷۱)

(۱)

چو من زبادہ عشق تو مست بیخبرم
ہم جمال تو بینم بہر چہ درنگرم

ترجمہ: جب میں تیرے عشق کی شراب پی کر مست الست ہوا ہوں تب سے تو میں جدھر بھی نظر دوڑاتا ہوں مجھے بس صرف تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔

(۲)

تو ہر حجاب کہ خواہی فرو گذار کہ من
بنعرہ کہ زنم صد حجاب رابدرم

ترجمہ: تو جتنے بھی چاہے نقاب اوڑھ لو مگر میں ایک نعرہ (مستانہ) لگا کر سو پردوں کو چاک کر دوں گا۔

(۳)

چو درمیانہ نماند حجاب مانع چیست
کہ پر بر آرم واز ہفت چرخ در گذرم

ترجمہ: جب درمیان سے سارے حجاب ہی اٹھ جائیں تو پھر باقی کیا رکاوٹ ہے کہ میں پر پھڑ پھڑاؤں اور تو سات آسمانوں کو پل بھر میں طے کر جاؤں۔

(۴)

چہ جائے ہفت فلک کز فراز طارم عرش
ہزار منزل دیگر بیک قدم سپرم

ترجمہ: یہ سات آسمان کیا ہیں کہ میں طارم عشق کی بلندی سے ایک جست (ایک قدم) میں ہزار منزلیں طے کر سکتا ہوں۔

(۵)

چو جای نیست بجز م ہفت چرخ ہشت بہشت
سزا ست گر دو جہاں را بہ نیم جو نخرم

ترجمہ: جب خرید نا ہی ہے تو سات آسمان اور آٹھ جنتیں کیوں نہ خریدوں میں دونوں جہاں کو آدھے جو کے بدلے نہ خریدوں تو بجا ہے۔

(۶)

درخت عمر مرا بر اُمید دیدن تست
اگر بغیر تو بینم ز عمر بر نخورم

ترجمہ: میری امید کے درخت کا پھل صرف تیرا دیدار ہے اگر تو دکھائی نہ دے تو زندگی بھر میں (اس پودے کا) پھل کھا نہیں سکتا ہوں۔

(۷)

معین نظر ز خدا باقی است اے واللہ
کہ عرش و فرش ندارند تاب یک نظرم

ترجمہ: اے معین خدائے باقی سے یہ نظر ملی ہے۔ خدا کی قسم یہ عرش و فرش میری اس ایک نظر کی تاب نہیں لا سکتے۔

غزل (۷۲)

(۱)

تو خاصہ زما باش کہ ما نیز ترائیم
در ہر دو جہاں مقصد و مقصود تو مائیم

ترجمہ: چونکہ ہم تیرے (بندے) ہیں تو بھی ہمارا بن جا۔ دونوں جہانوں میں ہمارا مقصد و مقصود تو ہی ہے۔

(۲)

گر یک قدم از کوئے طلب سوی من آئی
ما صد قدم از راہِ کرم پیش تو آئیم

ترجمہ: اگر تو کوچہ طلب سے ایک قدم میں بھی میری طرف آئے تو ہم اپنے فضل وکرم سے تیری جانب سو قدم آگے بڑھیں۔

(۳)

ما گنج نہائیم و تو مفتاح فتوحے
ہم از تو برائے تو در گنج کشائیم

ترجمہ: ہم پوشیدہ خزانہ ہیں اور تو ان خزانوں کے کھولنے والی کنجی ہے۔ ہم تجھ سے ہی تیرے لیے ایک خزانہ کا دروازہ کھولیں گے۔

(۴)

ما بر صفت خویش ترا جلوہ نمودیم
تا ز آئینہ ذات تو خود اسمائیم

ترجمہ: ہم نے اپنے اوصاف کے لحاظ سے تجھے اپنا جلوہ دکھایا ہے تاکہ تیرے آئینہ ذات سے تجھ کو اپنا جلوہ دکھائیں۔

(۵)

تو آئینہ صافی و مانیز چو خورشید
در آئینہ تابیم و حرارت بفزائیم

ترجمہ: تو ایک شفاف آئینہ ہے اور ہم اس میں سورج کی مانند ہیں۔ ہم اُس آئینہ میں چمکتے ہیں اور حرارت کا اضافہ کرتے ہیں۔

(۶)

چو رنگ گل از آئینہ دل بزودند
جاں نعرہ بر آورد کہ ما نور خدائیم

ترجمہ: جب دل کے آئینے کا زنگ اتار کر اسے صاف وشفاف کر دیا تو (میری) جان نے نعرہ لگایا میں خدا کا نور ہوں (انا الحق کا نعرہ بلند کیا)۔

(۷)

جز نور جمال تو در آئینہ چہ تابد
آندم کہ غبار از رخ آئینہ زدائیم

ترجمہ: تیرے جمال کے بغیر آئینہ دل میں کیا چمک سکتا ہے۔ جب (جس وقت) آئینے کا گرد وغبار اور زنگ اتاروں تو وہ اس قابل ہوتا ہے کہ کچھ نظر آئے۔

(۸)

تو بحر قدم بودی و ما شبنم امکاں
ما با تو چنانیم کہ گوئے ہمہ مائیم

ترجمہ: تو ایک سمندر کی مانند اور ہم عالم امکان کی شبنم ہمارا تو تجھ سے ایسا رابطہ ہے گویا سراپا ہم ہی ہم ہیں۔

(۹)

در عالم توحید نہ یاریم و نہ اغیار
آں لحظ کہ از پردہ ہستی بدر آئیم

ترجمہ: تیری توحید کے جہان میں نہ کوئی اپنا نہ پرایا کوئی حیثیت رکھتا ہے بشرطیکہ ہم ہستی کے پردے سے قدم باہر رکھیں۔

(۱۰)

از شش جہت کون گذست معینؔ
از جا چو بروئیم چہ گوئی کہ کجائیم

ترجمہ: معینؔ اس کون ومکاں کی شش جہت سے گزر چکا ہے جب ہم مکاں کی قید سے باہر ہیں تو کیا بتائیں ہم کس مکاں پر ہیں۔

غزل (۷۳)

(۱)

من بلبل عشقم کنوں سوئے گلستاں میروم
بوئے ازاں گل یافتم اندر پے آں میروم

ترجمہ: میں بلبل عشق ہوں اب گلستان سے جا رہا ہوں مجھے جس پھول کی خوشبو آئی تھی اُس کی تلاش میں نکلا ہوں۔

(۲)

چوں آب جو گشتم رواں بی پاؤ سر در باغ جاں
جامی بمن داد ست ازاں سرمست غلطاں میروم

ترجمہ: میں ایک آب جو کی طرح رواں ہوں باغ جاں میں بے سروپا جارہا ہوں میرے دوست نے مجھے ایک جام دیا ہے اُس سے سرمست ہوں۔

(۳)

من عندلیب بیخودم کز عشق گل نالاں شدم
نے نے کہ من آں ہد ہدم سوئے سلیماں میروم

ترجمہ: میں ایک بے خود والست بلبل ہوں۔ عشق گل میں نالاں ہوں نہیں نہیں میں وہ ہد ہد ہوں جو سلیمانؑ کی جانب جذبہ شوق کے ساتھ جارہا ہوں۔

(۴)

یا صفدری ام صف شکن می بودہ در زندان تن
افتادہ بنداز پائے من اکنوں بمیداں میروم

ترجمہ: یا میں وہ صفدر صف شکن ہوں جو اپنے تن کے قید خانے میں بند تھا۔ میرے پاؤں زنجیر سے آزاد ہوئے ہیں سو اب میدان (اعمال کی دنیا میں) میں رواں ہوں۔

(۵)

صد بند را بگسیختم و ز دشمنان بگریختم
بالشکرش آمیختم تا پیش سلطاں میروم

ترجمہ: سو قیدوں کو توڑا ہے تب کہیں دشمنوں سے بھاگا ہوں اور اپنے سالار کی طرف جاؤں تاکہ اس کے لشکر میں شامل ہو جاؤں۔

(۶)

در راہ دیدم دلبری عاشق کشے عیار گرے
در سر کشیدہ چادری یعنی کہ پنہاں میروم

ترجمہ: میں نے راہِ طلب میں ایک ایسے دلبر کو دیکھا جو عاشق کش اور عیار گر ہے۔ اب وہ سر پر چادر اوڑھ کر مجھ سے چھپ کر جا رہا ہے۔

(۷)

گفتم کہ اندر نیم شب صبحی دمیدہ بوالعجب
گفتا کہ ہر شب بیطلب بیمار پرساں میروم

ترجمہ: تعجب ہے کہ آدھی رات کو صبح کیسے نمودار ہو گئی۔ کہنے لگا کہ میں ہر رات بغیر بلائے بیماروں کی بیمار پرسی کے لیے جا رہا ہوں۔

(۸)

عشاق رامی میدہم پس جانب خود میکشم
گر پیش من نانیدہم من پیش ایشاں میروم

ترجمہ: میں عاشقوں طلب رکھنے والوں کو شراب پلاتا ہوں پھر اپنی جانب کھینچ لیتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے نعمتیں پیش کریں تو میں اُن کے سامنے سے ہٹ جاؤں۔

(۹)

باشد زقید جسم وجاں مطلق معینے بر کراں
دیگر سبکبارم ازاں در راہ آساں میروم

ترجمہ: شاید معین ایسا ہو کہ میں جسم وجاں کی قید سے آزاد ہو جاؤں اگر اس سے سبکبار ہو جاؤں تو راستہ مجھ پر آسان ہو جائے۔

غزل (۷۴)

(۱)

پردہ بری افتاز رخسار اوبکشای چشم
می نماید لمعہ انوار او بکشای چشم

ترجمہ: آنکھ کھول اور دیکھ اس کے رخ سے پردہ سرک رہا ہے۔ اب اُس کے انوار کی کرن چمکنے والی ہے اپنی آنکھیں کھول۔

(۲)

شاید ار دیدہ نہ بکشائی سوئے حور و قصور
لیکن اندر دیدن دیدار او بکشای چشم

ترجمہ: شائد تو حور قصور کی دید کے لیے آنکھیں نہ کھولے لیکن اُس کے دیدار کے لیے تو اپنی آنکھوں کو کھول۔

(۳)

جان قدسی کردہ زرخ دیدنش دلال عشق
گر تو جاں داری دریں بازار اوُ بکشای چشم

ترجمہ: عشق کے دلال کا کہنا ہے کہ محبوب کے درشن کی قیمت جان کا نذرانہ مقرر کیا ہے۔ اگر تو جان دے سکتا ہے تو پھر اُس کے بازار میں آنکھیں کھول۔

(۴)

دیدہ ات حسن موثر بے وسائط گرندید
باری در آئینہ آثار اوبکشای چشم

ترجمہ: اگر تیری نگاہیں بغیر ذرائع اور واسطوں کے اُس کا جمال نہ دیکھ سکیں تو پھر آئینہ آثار ہی میں اُس کے مشاہدہ کے لیے آنکھیں کھول۔

(۵)

ہیچکس بیخارغم یک گل دریں بستان ندید
گر گلت باید برخم خار اوبکشای چشم

ترجمہ: دنیا کے باغ میں کبھی کسی نے کوئی پھول کانٹوں کے بغیر حاصل نہیں کیا تو پھر اگر تجھے پھول کی جستجو ہے تو کانٹوں کے زخم کے لیے تیار رہ۔

(۶)

بندگان درخواب سلطان پاسبانی می کنند
در سپاس دیدہ بیدار اوبکشای چشم

ترجمہ: بندگان خدا خواب میں بھی اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اگر دیدہ بیدار میسر ہے تو شکرگزار ہو کر آنکھیں کھول (توجہ کر)۔

(۷)

دوست را صد پردہ است دہر یکے را دیدہ است
پس برفع ہر یکی ز أستار اوبکشای چشم

ترجمہ: محبوب تو سو پردوں میں ہے اور ہر پردے میں نظر آسکتا ہے تو اُس کے پردوں کو اُٹھانے کے لیے اپنی آنکھیں کھول۔

(۸)

آں نہ منصور ست کاندو دار انا الحق میزند
نیست غیر حق کسی وردار اوبکشای چشم

ترجمہ: وہ منصور نہیں تھا جو سولی پر انا الحق کی صدا بلند کر رہا تھا بلکہ وہ خدا تھا اس کے مشاہدہ کے لیے آنکھ تو کھول۔

(۹)

دیدہ بربست است زاہد تابفردارد زبار
نے کہ امروزست روز مابہ اوبکشای چشم

ترجمہ: زاہد نے اپنی آنکھیں آنے والی کل (حشر کے روز) تک کے لیے بند کر لی ہیں لیکن اُس کا خیال غلط ہے اُس کے امتحان کا دن تو آج ہے۔ دیکھ لے۔

(۱۰)

کاروبار خود معینؔ در سرِ کار تو کرد

بر اُمید یک نظر درکار او بکشای چشم

ترجمہ۔ تجھ سے تعلق پیدا کر کے معینؔ نے اپنے کاروبار کو سرانجام دیا ہے اور وہ ایک نگاہ کا طلب گار ہے اے محبوب ایک نظر اُس کو دیکھ لے۔

غزل (۷۵)

(۱)

ما بہر وصال از دل وجاں نیز گذشتیم

در وصل نخواہی تو ازاں نیز گذشتیم

ترجمہ: میں (تیرے) وصال کی طلب میں دل وجان سے ہاتھ اُٹھا چکے ہیں۔ لیکن اگر تجھے یہ وصل منظور نہیں ہے تو میں اسے بھی تیری رضا جان کر قبول کرتا ہوں۔

(۲)

در بحر فنا غرق رضائے تو چنانیم

کز جوئے مراد دو جہاں نیز گذشتیم

ترجمہ: تیری رضا کو تسلیم کر کے ہم بحرِ فنا میں ایسے غرق ہوئے کہ دونوں جہاں کی ایک ذرا سی بھی مراد (آرزو) ہمارے دل میں نہیں ہے۔

(۳)

عمرے زپے نام و نشان تو دویدیم

تادر طلب از نام ونشان نیز گذشتیم

ترجمہ: تیرا نام ونشان پانے کی غرض سے ساری عمر دوڑتے رہے ہیں۔ (اور پھر یوں ہوا کہ) تیری اس طلب میں اپنے نام ونشان کو کھو بیٹھے ہیں۔

(۴)

در پایگہ نفس بہیمے چہ کند دل

کز مرتبہ روح و رواں نیز گذشتیم

ترجمہ: اس دنیاوی (نفسانی) خواہش میں ہمارے دل کا کیا کام کہ ہم تو عشق میں روح رواں مرتبہ کو بھی ترک چکے ہیں۔

(۵)

یک جام بماداد کہ تن دل شدو دل جاں
یک جام دگر داد نہ جاں نیز گزشتیم

ترجمہ: ایک جام پلا کر میرے تن کو دل اور دل کو جاں بنا دیا اس کے بعد ایک اور جام پلا کر دل وجان سے بھی بے خبر کر دیا۔

(۶)

ناگاہ رسیدیم بجہر چیز کہ جستیم
از پا بنشستیم و ازاں نیز گزشتیم

ترجمہ: اچانک ہم ایسی منزل پر آ گئے ہر مقصود وہاں موجود تھا۔ کچھ دیر وہاں قیام کیا اور پھر اس منزل سے بھی گزر گئے۔

(۷)

دیدیم میاں چہرہ منصور بوجہے
کز ضابطہ شرح و بیاں نیز گزشتیم

ترجمہ: ہم نے اس منزل پر منصور کا چہرہ اس طرح میاں دیکھا وہاں شرح و بیاں کے ضابطہ کو چھوڑنا پڑا۔

(۸)

از تفرقہ عاشق و معشوق رہیدیم
فی الجملہ نہ آنیم و زاں نیز گزشتیم

ترجمہ: ہم عاشق اور محبوب کے درمیان جو فرق ہے اس سے محفوظ ہو گئے اس منزل پر نہ ہم عاشق ہیں نہ ہم معشوق ہم اس سے بھی گزر گئے۔

(۹)

ایں طرفہ کہ ہم نقطہ و ہم دائرہ مائیم
وز دائرہ دور زماں نیز گذشتیم

ترجمہ: کیا عجیب تماشہ ہے کہ خود ہی نقطہ اور خود ہی دائرہ بن گئے اور ادھر زمانہ کے دور کے دائرہ سے ہم نکل چکے ہیں۔

(۱۰)

در منزل مقصود کہ خلوتگہ قدس است
از حادثہ کون و مکاں نیز گذشتیم

ترجمہ: اس منزل مقصود پر پہنچ کر کہ جو قدسیوں کا خلوت خانہ ہے اس دنیا کے حادثے و معاملات سے محفوظ ہو گئے۔

(۱۱)

از عین عیاں دید معینؔ حسن تو امروز
کز وعدہ فردا بجناں نیز گذشتیم

ترجمہ: معینؔ کے عین عیاں سے آج تیرا حُسن دیکھا ہے اس کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ کل کو جنت کا جو تُو نے وعدہ کر رکھا ہے اسکی خواہش سے جان چھوٹی۔

غزل (۷۶)

(۱)

چشم غیر ست دریں پردہ چسانش بینم
بہتر آنست کہ از دیدہ جانش بینم

ترجمہ: میں اپنے محبوب کو کیسے دیکھوں کہ بیگانی آنکھ کا پردہ درمیان میں ہے۔ سو بہتر یہ ہے کہ میں دیدہ جاں سے اُس کا مشاہدہ کروں۔

(۲)

اوچو از دیدہ بیدیدہ کیم می بیند
چارہ آنست کہ من نیز چنانش بینم

ترجمہ: وہ کہ مجھے اپنے دیدہ بیدیدہ سے دیکھ رہا ہے تو یہی چارہ کار بنتا ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کو اسی طریقے سے دیکھوں۔

(۳)

بی نشانیست نشان طلب اندرہ عشق
بی نشاں تاشدہ حاشا کہ نشانش بینم

ترجمہ: عشق کی گلی میں بے نشانی ہے اُس کا نشان ہے جب تک میں بے نشان نہیں ہوں گا اُس کا نشان نہیں دیکھ سکتا۔

(۴)

رفت آنوقت کہ بروئے نگراں میبودم
وقت آنست کہ برخوذ نگرانش بینم

ترجمہ: وہ زمانہ گیا جب میں اس کے چہرے کو دیکھتا رہتا تھا۔ اب یہ وقت آیا ہے کہ میں خود اُس کو اپنا نگراں جانتا ہوں۔

(۵)

پردہ گو بر فگن امروز زرخ ورنہ مرا
صبرآں نیست کہ فرد اجنانش بینم

ترجمہ: اُسے کہو کہ پردے میں سے اپنے چہرے کو آج ہی نکالے (اور دیدار دے) ورنہ مجھ کو یہ میسر نہیں ہے کہ میں کل جنت میں اُس کے دیدار کا انتظار کروں۔

(۶)

خواہم اول کہ زسر تابقدم جاں گردم
تاچہ جان درہمہ پیدا و نہانش بینم

ترجمہ: میری خواہش ہے کہ سر سے پاؤں تک جان ہو جاؤں تا کہ جان کیطرح پھر اُس کو ظاہر و باطن میں ہر جگہ دیکھ سکوں۔

(۷)

حسنش از پردہ ہستی معین می تابد
باشد ایں پردہ بر افتد کہ عیانش بینم

ترجمہ: اُس کا حسن خود معین کی ہستی کے پردہ میں موجود ہے۔ یہ پردہ درمیان سے اُٹھ جائے گا اور میں بھی اسے کھلے عام دیکھوں گا۔

غزل (۷۷)

(۱)

براہ عشق چو پائے حدوث پے کردم
بیک قدم کہ زدم ہردو کون طے کردم

ترجمہ: عشق کی راہ میں جب میں نے حدوث کے پاؤں کاٹ ڈالے تو ایک قدم اٹھا کر دو جہانوں کا فاصلہ طے کرلیا۔

(۲)

ازیں سراچہ فانی قدم زدم بیروں
چو عزم بارگہ کبریائے وے کردم

ترجمہ: اس سرائے فانی سے باہر قدم اُٹھالیا ہے۔ جس وقت اُس عظیم بارگاہ کا ارادہ کیا۔

(۳)

بسوخت از نفسم پردہائے ہفت فلک
کنوں کہ غسل طریقت بآب مے کردم

ترجمہ: (۳) میری سانسوں کی حدت سے سات آسمانوں کے پردے جل گئے ہیں۔ جس وقت میں نے شراب کے پانی سے غسل طریقت کیا۔

(۴)

زدست پخت خرد آنچہ خوردہ بود دلم
بجرعہ زے عشق جملہ قے کردم

ترجمہ: عقل کے ہاتھوں کا پکوان جو کچھ میں نے کھایا تھا جب مے عشق کا ایک گھونٹ پیا تو وہ سب قے بن کے باہر الٹ گئے۔

(۵)

دمیدنائی عشق تو رازہا بدلم
من از سلیم ولے نسبتش بہ نے کردم

ترجمہ: میرے دل میں تیرے عشق کی بانسری نے راز بھر دیئے۔ میں ہوں لیکن اُس کی نسبت میں نے بانسری سے کی ہے۔

(۶)

دمید روح قدس در معینؔ مسیح صفت
بہ بیں کہ مردہ دلاں راچگونہ جے کردم

ترجمہ: معین کے اندر حضرت عیسیٰ کی مانند روح قدس ڈال دی گئی ہے۔ دیکھ کہ میں نے اُس کی مدد سے مردہ دلوں کی کس طرح زندہ کیا۔

غزل (۷۸)

(۱)

چو من از ہستی خود دور باشم
بخود ہم ناظر و منظور باشم

ترجمہ: جب میں اپنی ہستی سے دور ہو جاؤں گا تو میں خود ہی ناظر خود ہی منظور بن جاؤں گا۔

(۲)

چو جام و بادہ ساقی مہیا ست
روا باشد کہ من مخمور باشم

ترجمہ: (۲) جب جام بھی ساقی بھی اور شراب بھی مہیا ہے تو پھر یہ عین روا ہے کہ میں (شراب پی کر) نشے سے مست ہو جاؤں۔

(۳)

زجام وحدتم یک جرعہ بخش
کہ در دار فنا منصور باشم

ترجمہ: اگر تو مجھے جام وحدت کا ایک گھونٹ عطا کردے تا کہ میں بھی اس دارِ فنا میں منصور بن جاؤں۔

(۴)

ازان جامی کہ چوں سر انا الحق
برآید برزباں معذور باشم

ترجمہ: اس جام سے مے پی کر جب انا الحق کا راز میری زبان سے نکل جائے تو مجھے معذور سمجھے۔

(۵)

ز تاب عکس خورشید حقیقت
چو ذرہ مظہر آں نور باشم

ترجمہ: خورشید حقیقت کے عکس کی چمک سے ذرہ کی طرح میں بھی اُس نور کا مظہر ہوں۔

(۶)

ندارد تاب نورم چشم خفاش
ہماں بہتر کہ من مستور باشم

ترجمہ: میری آنکھوں کے نور کی چمگادڑ کو تاب کب ہو سکتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ میں پردے ہی میں چھپا بیٹھا رہوں۔

(۷)

زشہر عشق مے آید معینے
عجب بنود اگر مشہور باشم

ترجمہ: معین عشق کی نگری سے آرہا ہے کوئی تعجب نہیں کہ وہ (اس عشق ہی کے سبب) دنیا میں

ہر طرف مشہور ہو جائے۔

غزل(۷۹)

(۱)

جام دیدار خدا کرد چناں مخمورم
کہ خمارش نکشید بہ بہشت و حورم

ترجمہ: مجھے خدا کے دیدار کی شراب نے مست کر دیا ہے کہ اس کا خمار بہشت اور حور سے بھی دور نہیں ہوگا۔

(۲)

مست اگر نعرہ زند نعرہ زمی داں نہ ازد
مست حــقـم نہ کم از مست مئے انگورم

ترجمہ: جب مست الست لوگ نعرہ لگاتے ہیں تو اس کا باعث شراب ہے وہ نہیں ہے میں تو شراب عشق سے مست ہوں انگور سے نہیں۔

(۳)

آہ سوزاں زدل آندم کہ فرستم بہ فلک
گر بسوزد پروبال ملکے معذورم

ترجمہ: میں اپنے دل سے اٹھنے والی آہ سوزاں (جلا ڈالنے والی آہ وفغاں) آسمان پر بھیجتا ہوں تو اگر فرشتوں کے بال وپر جل جائیں تو میں معذور ہوں۔

(۴)

روز و شب باتن ومن در طلبش سرگرداں
مشکل ایں است کہ ہم واصل وہم مجبورم

ترجمہ: دن رات اور میں اس کی طلب میں سرگرداں ہوں اور وہ میرے پاس ہے مشکل تو یہ ہے کہ میں واصل بھی ہوں مجبور بھی۔

(۵)

او بصد مرتبہ نزدیکترست از رگ جاں
من بصد مرحلہ افسوس کہ از وئے دورم

ترجمہ: وہ جاں سے بھی سو درجے نزدیک ہے مگر افسوس کہ میں اس سے سو مرحلے دور ہوں۔

(۶)

روح قدسم بقیود بشری گشتہ اسیر
ہچو خورشید کہ درمشت گلے مستورم

ترجمہ: میری روح قدس قیود بشری میں قید ہے بالکل ایسے ہی ہے میں سورج کی مانند ہوں لیکن مٹھی بھر خاک میں چھپ گیا ہوں۔

(۷)

از چہ در سایہ تن ذرہ صفت گم نامم
من کہ خورشیدم و در عالم جاں مشہورم

ترجمہ: یہ کیا بات ہے کہ میں ذرے کی مانند تن کے سائے میں گم ہوں حالانکہ میں تو سورج ہوں اور دونوں عالم میں مشہور ہوں۔

(۸)

پردہ از پیش بر اندازم وگویم کہ کیم
لیک ترسم کہ بسوزد دو جہاں از نورم

ترجمہ: میں اپنے اوپر سے پردہ ہٹا کر یہ واضح کرسکتا ہوں کہ میں کون ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ دونوں عالم میرے نور سے جل جائیں گے۔

(۹)

مسند سلطنتم برسر افلاک زدند
تاکہ سلطان ازل زد رقم منشورم

ترجمہ: میری سلطنت کی مسند افلاک پر بچھائی گئی تا کہ ازلی سلطان میرے منشور پر کچھ تحریر کرے۔

(۱۰)

موسٰے دل کہ بطور بدنم گفت ارنی

یعنی از جام بقا بادہ بدہ مخمورم

ترجمہ: میرے طور جسم پر دل کے موسیٰ نے اَرنی پکارا۔ یوں مجھے جام بقا کی شراب عطا کر کے مخمور ہوں۔

(۱۱)

جرعہ داد ازاں بادہ وحدت کہ مرا

نہ کنوں موسیٰ دل ماند بجان طورم

ترجمہ: میری گزارش پر مجھے (اُس نے) جام وحدت کا ایک گھونٹ پلایا پھر اُس کو پیتے ہی جان کے طور پر موسیٰ دل کا پتہ نہیں ہے۔

(۱۲)

منکہ در دیر فنا لاف انا الحق زدہ ام

عشق در دار بقا دادہ مے منصورم

ترجمہ: میں کہ اس فانی جہان میں انا الحق کا دعویٰ کرتا تھا تو عشق نے اس دار فنا (دنیا) میں مجھے منصور کی شراب پلا دی۔

(۱۳)

حرفے از سطر تجلیش اگر بر خوانم

دانی آں لحظہ کہ برلوح قدم مسطورم

ترجمہ: اگر میں اُس کی تجلی کی سطر کا ایک حرف بھی پڑھ کے سنا دوں تو اس لمحے معلوم ہو جائے گا کہ لوح قدم پر لکھا ہوا ہوں۔

(۱۴)

من چو در آئینہ دل نظرے افگندم
گشت معلوم کہ ہم ناظر وہم منظورم

ترجمہ: میں نے جب دل کے آئینے میں ایک نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ دراصل میں خود منظر ہی ناظر ہوں اور خود ہی منظور ہوں۔

(۱۵)

بارِ غم گرچہ بمقدار شکیب است معینؔ
لیک پیداست کہ تا چند بود مقدورم

ترجمہ: اے معینؔ اگر چہ غم کا بوجھ اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ اسے اٹھانے کی استطاعت ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ اُس کی برداشت کی طاقت آخر کب تک رہے گی۔

غزل (۸۰)

(۱)

کہ چو احمد ﷺ در شب معراج وصل
از حرم تا صواب اقصیٰ میروم

ترجمہ: (کاش کبھی ایسا ہو کہ) میں بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح معراج کی رات کو حرم کی طرف سے مسجد اقصیٰ کی طرف جاؤں۔

(۲)

از زمیں تا سدرہ و ز سدرہ بعرش
بر براق برق آسا میروم

ترجمہ: زمیں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے عرش تک میں براق پر بیٹھ کر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ سیر کے لیے جاؤں۔

(۳)

از فلک بگذشت وز انس و ملک
از دنیٰ سوئے تدلیٰ میروم

ترجمہ: افلاک سے اور انس وملک سے گزر کر میں دنی کے مقام سے تدلی کے مقام پر پہنچ جاؤں گا۔

(۴)

قاب و قوسین ست و ادنےٰ حجاب
بے حجب تا حق تعالیٰ میروم

ترجمہ: یہ قاب وقوسین اور او ادنیٰ بھی تو ایک حجاب ہے۔ میں حق تعالیٰ تک بغیر کسی درمیانی حجاب وپردہ کے پہنچوں گا۔

(۵)

من نمیدانم دریں بحر عمیق
نشستہ ام استادہ ام یا میروم

ترجمہ: مجھے علم نہیں ہے کہ اس گہرے سمندر میں میری کیا حالت ہے میں بیٹھا ہوں' کھڑا ہوں یا چل رہا ہوں۔

ردیف " ن "

غزل (۸۱)

(۱)

حمد یکہ پر گہر بود از وے دُکانِ جاں
شکر یکہ پرشکر بود از وے دہانِ جاں

ترجمہ: حمد وہ ہے جس سے زندگی کی دکان پُر گہر ہے اور وہ حمد جس سے زباں جاں شریں ہو۔

(۲)

حمد یکہ جاں بیاں کندش از ادای دل
شکری کہ دل ادا کندش از بیان جاں

ترجمہ: حمد وہ ہے کہ دل کی گہرائیوں سے جسے جان بیان کرے اور شکر وہ ہے کہ جسے دل جان

کی انتہاؤں کے ساتھ ادا کرے۔

(۳)

حمد یکہ در قلائد انعام در کشد
لولو ز بحر خاطر گوہر زکان جاں

ترجمہ: وہ حمد جس کو انعام کے ہاروں میں پرونے کے لئے جان کی کان سے برآمد شدہ گوہر نکال کر دل پروتا ہے۔

(۴)

حمد یکہ در عزیمت گلشن سرائے قدس
بر بام عرش برد و از نرد بان جاں

ترجمہ: حمد وہ ہے جس کو پاک ارادے کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں پیش کیا جائے اور جسے جان وروح کی سیڑھی سے عرش کی بلندیوں تک پہنچادے۔

(۵)

حمد یکہ چوں ہما فگند سایہ شرف
براوج بارگاہ قدم زآشیان جاں

ترجمہ: وہ حمد ہے کہ جو ہما کی مانند عزت وشرف کا سایہ جان کے آشیانے سے بارگاہ قدم کی بلندی پر ڈالے۔

(۶)

باد اثار بار گہ واجب الوجود
کوراگر شاید گر دل من از زبان جاں

ترجمہ: اُس واجب الوجود کی بارگاہ پر نثار ہو جس کی تعریف وتوصیف میرا دل اپنی جان کی زباں سے کر رہا ہے۔

(۷)

مانند آفتاب جہاں تاب روشن ست
آثار بادشاہی او درجہان جاں

ترجمہ: جہاں تک آفتاب کی طرح روشن ہے اُس واجب الوجود کی بادشاہی دونوں جہاں میں ہے۔

(۸)

جان وجانم اوست دلی چوں بجویمش
اندر جہاں نیابم و یابم میان جاں

ترجمہ: میری جان میری دنیا میرا سب کچھ وہی ہے لیکن میں اُس کو کس طرح تلاش کروں وہ دنیا میں کہیں نہیں ملتا اور جان کے اندر موجود ہے۔

(۹)

عالم نشان آدم و آدم نشان اوست
ہمچوں بدن نشان دل و دل نشان جاں

ترجمہ: (۹) یہ دنیا آدم کے پہچان کی نشانی اور آدم اللہ کی پہچان ہے بالکل ایسے جیسے یہ بدن دل کا نشان اور دل کی جان کی نشانی وعلامت ہے۔

(۱۰)

تن زندہ چوں بجاں شد و جان زندہ شد بدوست
تن جان نمود شناسد وجان نیز جان جاں

ترجمہ: جان کے سبب یہ تن زندہ ہے اور جان محبوب کی بدولت زندہ ہے۔ جسم جان کو پہچانتا ہے اور جان اپنے جانِ جان کو پہچانتی ہے۔

(۱۱)

درشوریدہ زار تن بدمد صد گل مراد
چوں فیض حق نزول کندز آسماں جاں

ترجمہ: شورہ تن میں مراد کے سینکڑوں پھول کھل سکتے ہیں جب جان کے آسمان سے رحمت حق کے قطرے نزول کرتے ہیں۔

(۱۲)

گر وصل دوست می طلبی جاں بدہ معینؔ
زیرا کہ سود عاشق آمد زیان جاں

ترجمہ: اے معینؔ اگر تو محبوب کا وصل چاہتا ہے تو جان نثار کر دے اس لیے کہ عاشق کا نفع جان کے زیاں میں موجود ہے۔

غزل (۸۴)

(۱)

اے ذات تو بر بساط کونین
سیر دو جہان چو دُر بہ بحرین

ترجمہ: سرکار دو جہاں آپ کی ذات گرامی اس دنیا میں اس طرح ہے جیسے موتی سمندر میں رہ کر دو جہانوں کی سیر کرتا ہے۔

(۲)

چشم دو جہاں بہ تست روشن
در دیدہ جاں تو قرۃ العین

ترجمہ: دو جہاں کی آنکھ آپ ہی کی بدولت روشن ہے اور دیدہ جاں کے لیے آپ ہی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

(۳)

آلودہ نشد بسیر عرفاں
داماں تو از غبار کونین

ترجمہ: سیر عرفان میں آلودہ نہیں ہوا آپ کا پاک دامن دونوں عالم کے غبار سے۔

(۴)

کے نقد اماتم سپردی
گر تو نشدی ضماں آں دین

ترجمہ: وجود کی امانت مجھے کب سونپی جاتی اگر آپ اس قرض کے ضامن نہ ہوتے۔

(۵)

از شین شفاعت تواں رست
در روز قیامت از جناں شین

ترجمہ: آپ کی شفاعت کے شین (شان) قیامت کی ہولناکی سے رہائی پاسکتے ہیں۔

(۶)

عقل از سفر براق عشقت
تا چند کند سوال ائے این

ترجمہ: تیرے عشق کے براق کے سفر کے حوالے سے عقل کب تک سوال کرے گی کہ کہاں تک جانا ہے (کہاں تک کا سفر ہے)

(۷)

در دائرہ معاد و مبدا
موہوم خطے فتادہ فے البین

ترجمہ: آپ کی ذات گرامی معاد و مبدا کے مابین اُس مرہوم خط کی طرح ہے جو درمیان میں واقع ہے۔

(۸)

زائد شدن دنے تدلے
آں دائرہ گشتہ قاب قوسین

ترجمہ: قرب کی جانب زیادہ جھکاؤ سے وہ دائرہ قاب قوسین بن گیا۔

(۹)

آں خط تو بے بر انداخت
تا عکس جدا نباشد از عین

ترجمہ: اُس وقت وہ خط دوئی بھی مٹ گیا تا کہ عکس اپنے عین سے الگ نہ ہو جائے۔

(۱۰)

سرش زغبار غیر وارست
مانندہ آفتاب از عین

ترجمہ: پھر وہ راز غیرت کے غبار سے پاک ہوگیا جس طرح آفتاب تاریکی سے پاک ہوتا ہے۔

(۱۱)

از تابش بادۂ معیت
روشن شدہ جام ثانی اثنین

ترجمہ: جب شراب قربت کی چمک دمک ہوئی تو ثانی اثنین میں سے ایک کا جام روشن ہوگیا۔

(۱۲)

از صیقل معرفت زدودہ
ز آئینہ دل کدورت رین

ترجمہ: حق شناسی کی صیقل سے دل کا آئینہ گناہوں کی کثرت کی کدورت سے پاک ہوگیا۔

(۱۳)

بے نقطہ وحدتش معینےؔ
رین دل طالباں نشد زین

ترجمہ: اے معینؔ بغیر نقطہ وحدت کے طلب گاروں کے دل کو کبھی قرار نصیب نہیں ہوتا ہے۔

☆☆☆

غزل (۸۴)

(۱)

گر بچشم عاشقاں بینی جمال خویشتن
ہمچو من آشفتہ گردی در خیال خویشتن

ترجمہ: (۱) اگر تو اپنے عاشقوں اپنے چاہنے والوں کی آنکھ میں اپنا جمال دیکھ لے تو پھر تو بھی اپنے ہی (حسن کے) خیالوں میں کھویا۔ ہوا اور میری طرح دیوانہ بن جائے۔

(۲)

چوں ہمائے عشق موراں را برد بر قصر قرب
من دریں ایواں نمے پرم بہ بال خویشتن

ترجمہ: عشق کا ہما چیونٹیوں کو قرب کے ایوان تک لے جاتی ہے۔ میں اس ایوان میں اپنے پروبال سے نہیں اُڑ رہا ہوں۔

(۳)

من چو مرآت ویم حسن از جمالش بردہ ام
جز جمال او نمے بینم مثال خویشتن

ترجمہ: میں چونکہ اس کا آئینہ ہوں سو مجھے اس کے جمال سے ہی حسن ملا ہے میں اس کے جمال کے علاوہ خود اپنے آپ کو بھی (بطور مثال) دیکھ نہیں سکتا ہوں۔

(۴)

آئینہ مغرور حسن خویشتن ہرگز نشد
بلکہ می بیند جمالے در جمال خویشتن

ترجمہ: آئینہ اپنے حسن پر مغرور نہیں ہوا ہے بلکہ وہ اپنے حسن و جمال کے اندر ہی اپنے محبوب کے حسن کو دیکھتا ہے۔

(۵)

ساقیا وقت ست اگر جامے بمستاں میدہی
کہ از خمارے ماندہ ام اندر ملال خویشتن

ترجمہ: ساقیا! ابھی وقت ہے مستوں کو ایک جام دے کہ اب خمار کے عالم میں مجھے اپنے وجود سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔

(۶)

بادۂ خواہم کہ بستاند مرا ازمن تمام
تا چو منصور آں زمان یابم وصال خویشتن

ترجمہ: مجھے ایسی شراب کی طلب ہے کہ جس سے مجھے کچھ ہوش نہ رہے اور منصور کی طرح مجھے دوست کا وصال نصیب ہو جائے۔

(۷)

قطرہ زاں بادۂ کوہ طور را صد پارہ ساخت
عاشق مسکیں کجا ماند بحال خویشتن

ترجمہ: وہ شراب جس کے ایک قطرے نے کوہِ طور کو پارہ پارہ کر دیا اسے پی کر بے چارہ عاشق بھلا اپنے آپ میں کب رہ سکتا ہے۔

(۸)

از برائے طوطیان باغ قربت می برم
تنگ تنگ شکراز شریں مقال خویشتن

ترجمہ: باغ قدس کے نغمہ خوانوں کے لیے اپنی شیریں بیانی ڈھیروڈھیر انداز میں پہنچاتا ہوں (کہ ان کو بھی میرے خوش مقالی کا مٹھاس نصیب ہو سکے)

(۹)

آں گل کاندر سحر بشگفت در باغ دلم
بلبل طبع معیںؔ را کردہ لال خویشتن

ترجمہ: وہ پھول جو دل کے باغ میں بوقت سحر کھلا اس نے معیںؔ کی بلبل طبع کو اپنا فریفتہ بنا کر گنگ کر دیا۔

غزل (۸۴)

(۱)

چو قصد بارگہ کبریا کند دل من
فراز عرش بود کمترینہ منزل من

ترجمہ: جب میرے دل نے بارگاہ کبریا کا قصد کرتا ہے بس یوں سمجھو کہ عرش کی بلندیاں بھی میری ادنیٰ ترین منزل ہے۔

(۲)

مرا بجاذ بہ عشق می کشد سو خود
کسیکہ دست محبت نہاد در گل من

ترجمہ: وہ عشق کی طاقت سے مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے وہ ہی ذات جس نے میرے خمیر میں محبت کو گوندھا ہے۔

(۳)

بگفتمش بتو واصل کرمیشود گفتا
زخویش ہر کہ ببرید گشت واصل من

ترجمہ: میں نے اُس محبوب سے پوچھا کہ تیرا وصل کس طرح نصیب ہوسکتا ہے۔ اُس نے کہا کہ جب اپنی خودی اور وجود کو مٹا دے گا۔

(۴)

چو ماہ بودم ولبس جامہ سیاہ شدم
چو آفتاب رخت رفت از مقابل من

ترجمہ: میں چاند کی مانند تھا مگر اب میرا لباس سیاہ ہو گیا ہے جب سے تیرے جمال کا آفتاب میری نگاہوں سے پوشیدہ ہوا۔

(۵)

خسوف من نہ زبہر قصور خورشیدست
دلی زمین بدن گشتہ است حائل من

ترجمہ: میرے چاند کو جو گرہن لگ گیا ہے وہ خورشید کی کوتاہی سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ میرے آگے میرے بدن کی زمین آ گئی تھی (حائل ہو گئی تھی)۔

(۶)

زخرمن دو جہاں گرنشد جوئے حاصل
بسینہ تخم محبت بس ست حاصل من

ترجمہ: کیا ہوا اگر دو جہاں کے اس خرمن (اناج کے ڈھیر) سے ایک جو بھی حاصل نہ ہو سکا۔ میرے سینے میں جو محبت کا بیج ہے وہ ان سب سے بہتر حاصل ہے۔

(۷)

معینؔ زسوز دلم شمہ چو بنویسد
زخامہ دود بر آید زآتش دل من

ترجمہ: اگر معینؔ اپنے سوز دل کا ایک شمہ بھی لکھ دے تو میرے قلم سے آتش دل کی بدولت دھواں بلند ہو جائے۔

غزل (۸۵)

(۱)

چشم دیگر بایدت تاحسن او دیدن تواں
گوش دیگر تا کلام دوست بشنیدن تواں

ترجمہ: ایک مختلف نوعیت کی روشن آنکھ میسر ہو تو محبوب کے حسن کو دیکھا جا سکتا ہے۔ (اس طرح) کوئی الگ سے کان میسر ہوں تو اس کی آواز سننے کی تاب ہو سکتی ہے۔

(۲)

رشتہ جانرا اگر پیوند با وصلت بود
خرقہ تن را ز سر تا پائے بدریدن تواں

ترجمہ: رشتہ جاں کا اگر تیرے وصل سے تعلق استوار ہو جائے تو خرقہ تن سر سے پاؤں تک چاک کیا جا سکتا ہے۔

(۳)

چو بگوش مرغ جاں آمد صدائے ارجعی
ایں قفس بشکستن و سوئے تو پریدن تواں

ترجمہ:(۳)جب میری روح کے پرندے کے کان میں "ارجعی" کی آواز آئے تو اس وقت یہ قفس جاں کو توڑ کر تیری جانب اُڑ سکتا ہے۔

(۴)

گر تو خواہی تیغ راندن وقت بسمل بر گلو
در دِین خاک خوں چوں مرغ غلطیدن تواں

ترجمہ:اگر تڑپتے وقت گلے پر تو تلوار چلانے پر رضامند ہو جائے تو خاک وخوں میں مرغ کی مانند تڑپا جا سکتا ہے۔

(۵)

بر امید آنکہ داماں تو گیرد دست من
در لحد ریزیدن و در خاک پوشیدن تواں

ترجمہ:اس امید میں کہ میرے ہاتھ تیرا دامن تھام لیں گے تو قبر میں لیٹ کر اپنے اوپر مٹی ڈال کر (دنیا کی نظروں سے) پوشیدہ ہو جانا منظور ہے۔

(۶)

ہر زماں در باغ رخسارت گلی دیگر شگفت
یا رب از گلزار تو ہر گلے چیدن تواں

ترجمہ:ہر لحظہ تیرے رخساروں کے باغ میں ایک نیا پھول کھلتا ہے اے خدا کس طرح اس گلزار سے کوئی پھول توڑا جا سکتا ہے۔

(۷)

از غمت مسکیں معینؔ ہر دم بدر دی جلاست
اے طبیب عاشقاں بیمار پرسیدن تواں

ترجمہ: تیرے غم میں بے چارہ معین ہر دم درد میں مبتلا رہتا ہے اے عشق والوں کے طبیب کیا ان بیماروں کی پرستش بھی ہوگی۔

غزل (۸۶)

(۱)

عشقت دل و جانم راتا کرد جدا از من
جان و دل دیگر نشناخت ترا از من

ترجمہ: تیرے عشق نے میرے دل و جاں کو مجھ سے جدا کر دیا۔ تو پھر اس کے بعد میرے جان و دل تجھے نہیں پہچان سکیں گے۔

(۲)

بر شمع جمال تو پروانہ صفت گشتم
یک شعلہ پدید آمد بستاند مرا از من

ترجمہ: میں تیرے حسن کی شمع کے گرد پروانہ صفت کی طرح چکر لگاتا تھا۔ ایک شعلہ جمال نے مجھے میرے وجود سے دور کر دیا۔

(۳)

شب تا بسحر ہستم اندر حرمت محرم
چوں روز شود پوشی رخسار چرا از من

ترجمہ: میں رات سے سحر تک اپنے محبوب کی محبت میں رہا۔ جونہی دن نکلا تو نے اپنے رخسار مجھ سے کیوں چھپا لیے۔

(۴)

ہر چند کہ واگشتم او در پے من آمد
او کرد وفا افزوں چوں دید جفا از من

ترجمہ: میں کئی بار اس سے بھاگا ہوں لیکن وہ میرے در پے رہا جتنی میں نے جفا کی اُتنی ہی اُس نے وفا کی۔

(۵)

تا ازکف آں ساقی یک جام بقا خوردم
بزور مے وحدت زنگار فنا از من

ترجمہ: جب سے میں نے اپنے ساقی کے ہاتھ سے بقا کا جام پیا ہے۔ تو میرے من میں جو فنا کا زنگ لگ چکا تھا اُسے مے وحدت کے جوش نے صیقل کر دیا۔

(۶)

منصور صفت گرچہ زیں دیر فنا رفتم
صد نور ہمی گیرد آں دار بقا ازمن

ترجمہ: (۶) جیسے منصور سولی چڑھ کے اس دار فنا سے رخصت ہوا اور اب دار بقا اور (دوسرے جہان) میں اُس سے سینکڑوں نور تاباں ہیں۔

(۷)

خواہی کہ رخش بینی در چہرہ من بنگر
من آئینہ اویم او نیست جدا از من

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ اُس (محبوب) کا چہرہ دیکھے تو میرے چہرے کو دیکھ میں اُس کا آئینہ ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔

(۸)

دل ویس قرن آمد اندر یمن قالب
بشنو ز مشام جاں آں بوئے خدا ازمن

ترجمہ: میرے قالب کے یمن میں دل اویس قرنی کی طرح ہے اب تو جان کے مشام سے خدا کی خوشبو مجھ سے سونگھ۔

(۹)

گفتا کہ چو برگیرم برقع زجمال خود
دانی کہ زمے باشد مستی تو یا از من

ترجمہ: اگر میں اپنے جمال سے برقع اُٹھادونگا تو اُس لحہ شراب کی مستی تجھ سے ظاہر ہوگی یا مجھ سے۔

(۱۰)

گفتم چو معینؔ زیں مے صد جام اگر نوشم
در کشم و ناید چوں کوہ صدا از من

ترجمہ: میں نے کہا اگر معینؔ کی مانند عشق کی مے کے سو جام پی جاؤں تو میرے دل سے پہاڑوں کی مانند کوئی آواز (بازگشت) نہ ابھرے اور میں مست الست ہو جاؤں۔

غزل (۸۷)

(۱)

مراں چوبزد تو آیم توئی وسیلہ من
منم چوں آئینہ وحسن تو جمیلہ من

ترجمہ: جب میں تیرے پاس آؤں تو مجھے دور نہ کر کہ تو ہی میرا وسیلہ ہے۔ کیونکہ میں تیرے حسن و جمال کا آئینہ ہوں اور تو میرے حسن کا سبب ہے۔

(۲)

درآں زماں کہ زیاران و دوستان ببرم
تقربم بتو بہتر کہ با قبیلہ من

ترجمہ: مبارک ہے وہ وقت جب میں دوستوں سے الگ تھلگ ہوتا ہوں (اس لیے کہ) تیری قربت میں رہنا اپنے قبیلے کے ساتھ رہنے کی نسبت بہت بہتر ہے۔

(۳)

تو کار بندہ بتد بیر خویش سازی بہ
کہ مشکلات کجا حل شود بحیلہ من

ترجمہ: اگر تو ہی اس بندے کے کام اپنی تدبیر سے بنادے یہی بہتر ہے کہ میرے حیلے سے میری مشکلات کب حل ہو سکتی ہیں۔

(۴)

کجاست عشق کہ تا بگذرانَدم زحجاب
کہ سد راہ شدایں عقل پر عقیلہ من

ترجمہ: وہ عشق کہاں ہے کہ جو سب پردوں میں سے نکال لائے کیونکہ میری یہ عقل ہی میرے ان راستوں کی رکاوٹ بن گئی ہے۔

(۵)

زقیدتن بچہ مانم بستان خر بخلاف
براق عشق چو بر بستہ در طویلہ من

ترجمہ: تن کی قید میں رہ کر میری مثال اُس خر کی ہے جو کیچڑ میں پھنسا ہے جب سے عشق کا براق میرے طویلہ میں موجود ہے۔

(۶)

چناں مرا بخیالت خوش اُوفتادہ وصال
کہ حورعین نتواند شدن حیلۂ من

ترجمہ: تیرے خیال کے باعث وصال اس قدر مسرت بخش ہے کہ جہاں بہشت کی حور بھی اپنی جگہ نہیں بنا سکتی (محبوب کی جگہ نہیں لے سکتی)۔

(۷)

بریز روغن عرفاں دریں زجاجہ دل
چراغ عشق بر افروزد از فتیلہ من

ترجمہ: میرے دل کے چراغ (قندیل) میں عرفان و آگہی کا تیل ڈال دے جس کے سبب عشق کا چراغ من کی بتی سے جل کے زیادہ روشن ہو سکتا ہے۔

(۸)

معین کی دست تہی میرد و بدرگہ دوست
مگر کہ ہم و کرم او شود وسیلہ من

ترجمہ: معینؔ اپنے محبوب کی درگاہ سے خالی ہاتھ واپس نہیں ہوگا مگر یہ اُسی وقت ممکن ہے اگر اُس کا کرم میرا وسیلہ بن جائے۔

غزل (۸۸)

(۱)

دلا بچشم حقیقت جمال دوست ببیں
ز مظہر ہمہ اشیاء ظہور اوست ببیں

ترجمہ: اے دل! محبوب کے جمال کو چشم حقیقت سے دیکھ کیونکہ دنیا کی ہر شے میں اسی کا جلوہ ظہور پذیر ہے دیکھ۔

(۲)

دلا تو حسن خدا دیدہ غلط نکنی
کر در جمال خدا جلوہ گرہموست بہ بیں

ترجمہ: اے دل! اگر تو نے خدا کا جلوہ دیکھ لیا ہے تو غلطی نہیں کر گیا' بھٹک نہ جانا کہ وہ خدا کے جمال کی شکل میں ہر شے اور ہر جگہ وہی موجود ہے۔

(۳)

مرا زدیدن ساقی ست مستی ای ہشیار
نہ مستیم ز شراب خم و سبوست ببیں

ترجمہ: میری یہ ساری مستی و ہوشیاری دراصل ساقی کے دیدار جمال کے سبب ہے۔ میری یہ مستی شراب' خم اور سبو سے نہیں ہے دیکھ لے۔

(۴)

بگوش ظاہر و باطن حدیث عشق شنو
بچشم صورت معنی جمال دوست ببیں

ترجمہ: ظاہر و باطن کے کانوں سے عشق کی داستان سنو اور ظاہر و باطن کی آنکھ کے ساتھ محبوب کے حسن کے نظارہ کو دیکھو۔

(۵)

لب از حدیث فرو بند گوش جاں بکشاء
درون پردہ دل اینچہ گفتگو ست بشنو

ترجمہ: بے کار کی باتوں سے زبان بند کر کے اپنے جان کے کان کھول (اور) دل کے پردے کے اندر کیا گفتگو چل رہی ہے وہ سن۔

(۶)

مگر تو دعوی عشقش ہمیکنی شاباش
تو فارغ از طلب او جستجو ست

ترجمہ: شاید تو نے اُس (محبوب) کے عشق کا دعویٰ کیا ہے تیرے شاباش۔ اُس صورت میں تجھے لازم ہے کہ اُس کی طلب اور جستجو سے فارغ رہ۔

(۷)

بمغز جان معینؔ نہاں شدہ است کسے
چنانکہ جان من اندر دروں پوست بہ بیں

ترجمہ: معینؔ کی مغز جان میں کوئی پوشیدہ ہو گیا ہے اسی طرح جیسے پوست میں میری جان چھپی ہوتی ہے۔

غزل (۸۹)

(۱)

سوختہ از پہر تو جان و جگر سوختگاں
ایں چہ روز ست کہ آمد بسر سوختگاں

ترجمہ: جلنے والوں کے جان و جگر تیرے عشق تیری طلب میں جل گئے۔ یہ کیا دن ہے کہ جو ہم جل بجھنے والوں کے سر پر آیا ہے۔

(۲)

سوخت سرتا قدم جملہ دریں دوزخ ہجر
یہ محمدؐ کہ رساند خبر سوختگاں

ترجمہ: ہجر کے دوزخ میں میں سر سے پاؤں تک وجود جل گیا میرے جل بجھنے کی یہ خبر رسول کریم ﷺ تک کون پہنچائے گا۔

(۳)

دیدہ خوں ریخت زسوز و بجگر آب نماند
آتش افتاد دریں خشک و تر سوختگاں

ترجمہ: سوز محبت کے سبب آنکھوں سے خون ٹپک گیا اور جگر میں پانی نہیں عاشقوں کے اس خشک وتر میں آگ لگی ہے۔

(۴)

ایکہ ہر شب بدلم آتش دیگر زدہ
ہم بیندیش زآہ سحر سوختگاں

ترجمہ: ہر رات میرے دل میں ایک الگ اور منفرد سی آگ لگاتا ہے تجھے ہم سوختہ دلوں کی آہ سحر کا تو کچھ خیال ہونا چاہیے۔

(۵)

بر جگر داغ نہادی و وگریزی
بشکر خندہ نمک بر جگر سوختگاں

ترجمہ: پہلے میرے جگر کو داغ دار بنا کر چلا گیا اور لب تبسم ۔ سے زخموں پر نمک پاشی کر رہا ہے۔

(۶)

ہمدم نیست بجز نالہ و آہ سحری
ہر کہ باشد بگر یزد زبر بر سوختگاں

ترجمہ: میری آہ سحر کے علاوہ میرا کوئی ہمدم وساتھی نہیں ہے (ظاہر ہے) جلنے والوں کے قریب کون آتا ہے سبھی اپنا دامن بچاتے ہیں۔

(۷)

آتش عشق معینؔ شعلہ چناں زدبر دل
کہ بود دوزخ سوزاں شرر سوختگاں

ترجمہ: اے معین عشق کی آگ نے دل پر وہ شعلہ گرایا ہے کہ یوں سمجھو دوزخ کی آگ اس شعلے کی ایک چنگاری ہے۔

غزل (۹۰)

(۱)

ایں درد من دارم باکس نتواں گفتن
سوز دل عاشق را باحسن نتواں گفتن

ترجمہ: میرے دل کو ایسا درد لاحق ہے کہ جس کا اظہار کسی سے ممکن نہیں کیونکہ وہ لوگ جو سطحی سوچ رکھتے ہوں اُن سے عاشق کے دل کا سوز کہا نہیں جا سکتا۔

(۲)

پیش دل خودگہ کہ دردی تو ہمیگفتم
دل نیز رمیداز من زیں پس نتواں گفتن

ترجمہ: میں نے اپنے دل کے سامنے جب تیری محبت کا درد و غم کہتا تھا اب دل نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اب یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

(۳)

ہر چند بتن زیں در واپس ترم از ہر کس
چون پیش تو جانبازم واپس نتواں گفتن

ترجمہ: اگر چہ کہ اس جسمانی حالت و صورت میں سب سے گیا گزرا ہوں لیکن تجھ پر چونکہ میں جان نچھاور کرنے والا ہوں اس لیے کمزور نہیں۔

(۴)

بردار دلم از تن تا صید کنم جاں را
شہباز ہمایوں را کرگس نتواں گفتن

ترجمہ: اگر میرے دل کو تن سے جدا کر دے تو میں جان قربان کر دوں کہ جو ہمایوں شہباز ہے اُس کو کرگس نہیں کہا جا سکتا۔

(۵)

بیمار لب لعلت بر بستر خوں خسپد
بالین غریباں را اطلس نتواں گفتن

ترجمہ: تیرے سرخ لبوں کا بیمار خون کے بستر پر سوتا ہے غریبوں کے تکیے کو اطلس تو کہا نہیں جاسکتا۔

(۶)

سرِ غم عشقش را با خلق معینؔ کم گوے
احوال سلاطین راباکس نتواں گفتن

ترجمہ: اے معینؔ اُس کے غم کے راز عام لوگوں کے سامنے کم بیان کر کیونکہ بادشاہوں کی باتیں ہرایرے غیرے سے تو کی نہیں جاسکتیں۔

غزل (۹۱)

(۱)

از پس پردہ جمالی می نماید کیست آں
آنکہ یک یک پردہ از رخ میکشاید کیست آں

ترجمہ: وہ کون ہے جو پردے کے پیچھے سے اپنا جمال جلوہ دکھا رہا ہے۔ وہ کہ جو ایک ایک پردہ اپنے رخ سے اُٹھاتا ہے وہ کون ہے۔

(۲)

تا یکے چوں احولاں بینی لباس مختلف
آنکہ ہر دم در لباس می نماید کیست آں

ترجمہ: بھینگی نظر والے لوگوں کی طرح کب تک مختلف لباس میں اُس کو تو دیکھے گا وہ کہ ہر لباس میں نظر آتا ہے وہ کون ہے۔

(۳)

جام می برکف نہادہ عکس خود دیدہ دراں
ہر زماں دربادہ مستی میفزاید کیست آں

ترجمہ: اپنے ہاتھ میں جام پکڑ کر اس کے اندر اپنا ہی عکس دیکھا ہے۔ وہ جو بادہ مستی کی خواہش کو ہر لحہ بڑھائے چلا جا رہا ہے وہ کون ہے۔

(۴)

من یقین دانم کہ بیرونست یا راز ششجہت
آنکہ ہردم ازرہ دیگر در آید کیست آں

ترجمہ: مجھے یقینی طور پر معلوم ہے کہ میرا محبوب شش جہات (کائنات کی وسعتوں) سے ماورا ہے وہ کہ جو نت نئے راستوں سے ظاہر آتا ہے وہ کون ہے۔

(۵)

در مقامر خانہ عشق از متاع ہردو کون
ہرچہ دید اندر کف دل میر باید کیست آں

ترجمہ: عشق کے گھر میں دونوں جہاں کی پونجی جس کے پاس دیکھی اُس کو اچک لیا اور وہ اچک لینے والا کون ہے۔

(۶)

گرندارم ہیچ اما عاشق آں دلبرم
گو دہد مر عاشقاں راہر چہ باید کیست آں

ترجمہ: میں اگرچہ غریب بمفلس ہوں مگر اپنے محبوب کا عاشق ہوں عاشقوں کو جو درکار ہوتا ہے وہ دیتا ہے وہ دینے والا کون ہے۔

(۷)

چوں تگیرد ظلمت غم ساخت دل شام ہجر
آں مہے کز برج جاں ناگہ برآید کیست آں

ترجمہ: جب شام ہجر میں دل کی وسعتوں پر غم کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو اچانک جان کے افق پر سے ایک چاند نکل آتا ہے وہ کون ہے؟

(۸)

گل بہ تخت ناز وحشمت خوردہ گیری میکند
بلبلی کاینجا زباں درہم نخاید کیست آں

ترجمہ: وہ گل ناز وحشمت کے تخت پر نکتہ چینی کرتا ہے وہ بلبل کونسا ہے جو یہ سب کچھ دیکھتا ہے مگر دم مارنے کی جرأت نہیں۔

(۹)

گر بصورت ہمچو بلبل محو گل گشتہ معینؔ
آنکہ در گلزار معنی می سراید کیست ایں

ترجمہ: معینؔ اس سے محبوب میں بلبل کی طرح محو ہے لیکن وہ جو کہ گلزار معنی میں چہچہاتا ہے وہ کون ہے؟

غزل (۹۲)

(۱)

مید مد بوئے ندانم تاکدامے بوست ایں
بوی عشقت اینکہ می آید زسوئے دوست ایں

ترجمہ: ایک خوشبو پھوٹ رہی ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں سے آرہی ہے (میرا خیال ہے) یہ خوشبو تیرے ہی عشق کی ہے جو آرہی ہے۔

(۲)

جان چو بویش بشنود برخود بدرد پیرہن
روح پاکست ایں نمیگنجد پوست ایں

ترجمہ: جب جان اُس کی خوشبو کو پاتی ہے تو اپنا پیرہن تار تار کر دیتی ہے یہ پاک روح اپنے بدن کے اندر چھپی نہیں رہ سکتی۔

(۳)

انچہ نورست اینکہ جاں چوں ذرہ سرگردانِ اوست
آفتاب ایں نور کے دارد جمال دوست ایں

ترجمہ: یہ کون سا نور ہے جس کے لیے جان ذرہ کی طرح سرگرداں ہے میرے دوست کا جمال ایسا ہے کہ آفتاب میں بھی ایسی روشنی نہیں ہے۔

(۴)

ایں ہماں جانست کو را ہر طرف میجست دل
کیں زماں لب برلبم بنہادہ رو و بر روست ایں

ترجمہ: یہ وہی جان ہے کہ دل جس کی جستجو میں اِدھر اُدھر بھاگتا پھرتا تھا۔ اب یہ صورت حال ہے کہ وہ میرے لب پر لب رکھے میرے روبرو ہے۔

(۵)

بر دل عاشق زند ہر لحظہ عشقش نشتری
زخم آں نشتر مبیں بنگر چہ خوش دا روست ایں

ترجمہ: عاشق کے دل پر اُس (محبوب) کا عشق ہر لحظہ نشتر لگا رہا ہے۔ اُس نشتر کا زخم مت دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ دوا کیا عمدہ ہے۔

(۶)

دل کہ بر خواں وصال دوست بنشیند کراست
خام سوری دارم امازاں سگان کوست ایں

ترجمہ: وہ دل کون سا ہے جو محبوب کے دسترخوان وصال پہ بیٹھا ہے مجھے بھی خوشی کی اُمید ہے کہ یہ دل ہی اُس گلی کا کتا ہے۔

(۷)

بادہ ہو چوں ہیا ہو ریخت بر جاں معین
از دلش تا عرش صد جا نعرہ یا ہوست ایں

ترجمہ: جب ہو کی شراب معین کی جان پر ڈالی تو اس کے دل سے عرش تک ہو کا نعرہ مستانہ گونج اُٹھا۔

غزل (۹۴)

(۱)

تن میاں خلق و جاں نزد خداوند جہاں
تن گرفتار زمیں و روح در ہفت آسماں

ترجمہ: تن خلق جہاں کے درمیاں ہے اور جان خدائے دو جہاں کے حضور ہے۔ جسم گرفتار زمین میں ہے (دنیاوی لذتوں کا طلب گار) اور روح ہفت آسماں میں مگن ہے۔

(۲)

تن نشانہ گشتہ تیر حادثات دہر را
روح اندر خلوت خاص ازدو عالم نشاں

ترجمہ: میرا تن حادثات زمانہ کے تیروں کا نشانہ بن گیا ہے (اور) روح انتہائی خاص خلوت میں ہے جبکہ زمانہ اس کے نام ونشان سے بھی بے خبر ہے۔

(۳)

گوہری در خاتمی می بودیک قرنی قریں
شد جدا از خاتم و آمیخت ہم با اصل وکاں

ترجمہ: یہ گویا ایک نگینہ تھا جو ایک قرن تک اس میں موجود رہا پھر وہ نگینہ خاتم سے جدا ہو کر اپنے اصل اور کان سے واصل ہو گیا۔

(۴)

قطرہ برداشت ابر قدرت از دریائے جود
باز آں قطرہ بدریارفت شد ہمرنگ آں

ترجمہ: قدرت نے رحمت کے دریا سے ایک قطرہ گرایا پھر وہ قطرہ واپس دریا میں آن گرا تو دریا کے ساتھ دریا ہو گیا۔ (اُس کے رنگ میں رنگا گیا)

(۵)

قطرہ راگر ابر از دریا نبردی در ہوا
در شہوار از کجا بودی بگوش مہوشاں

ترجمہ: اگر بادل دریا میں سے پانی کا ایک قطرہ اٹھا کر نہ لے جاتے تو یہ شہوار موتی مہوشوں کے کان میں کہاں سے آتے۔

(۶)

گوہری آورد در بازار ادعالم در فروخت
ہم بخود دلال گشت و خود خریدار خود نہاں

ترجمہ: پھر خود ہی اُس گوہر کو دنیا کے بازار میں فروخت کر دیا۔ اور خود ہی (چھپ چھپا کر) دلال بن کر اُس کو بکوایا اور خود ہی در پردہ خریدار بن گیا۔

(۷)

از پس پردہ معینؔ بنگر کہ از سلطان غیب
عشق خود باخود ہے نازد بنام عاشقاں

ترجمہ: اے معینؔ پردے کے پیچھے سے دیکھ کہ وہ سلطان غیب خود ہی اپنی ہی زبان سے عاشقوں کے نام سے عشق کر رہا ہے۔

غزل (۹۴)

(۱)

آتش عشق تو در جان من افتاد کنوں
رفعت آرام و قرارم ہمہ برباد کنوں

ترجمہ: عشق کی آگ میری جان میں جل اُٹھی ہے اور اس نے میرا چین و قرار سب کچھ برباد کر ڈالا ہے۔

(۲)

آنکہ بر رگ جاں زخم تو خوردم چوں چنگ
چہ عجب گر کنم از دست تو فریاد کنوں

ترجمہ: باوجودیکہ میں چنگ کی طرح ہر رگ جاں پر تیرا زخم کھاتا ہوں۔ تعجب کی بات کیا ہے اگر میں تیرے ہاتھ سے فریاد کروں۔

(۳)

گرچہ دل درخم چوگان بلا افتاد ست
جز تحمل چہ تواں کرد جو فتاد کنوں

ترجمہ: اگرچہ دل چوگان کھیلنے والی کھونٹی میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ اب اگر پھنس ہی گیا ہے تو حوصلہ و صبر کے علاوہ اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔

(۴)

شاہ عشق آمدو شہر دل من ویراں کرد
لیک صد گنج مہر زادویہ بنہاد کنوں

ترجمہ: شاہِ عشق آیا اور اس نے میرے دل کے شہر کو ویران کر ڈالا۔ لیکن اس ویرانے کے ہر گوشہ میں سینکڑوں خزانے چھپا دیئے۔

(۵)

خلق گویند کہ ایں شہر چرا ویراں شد
واہ کہ ویراں نشد ایں بلکہ شد آباد کنوں

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ یہ شہر دل ویران کیوں ہو گیا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے وہ تو ویران نہیں ہوا بلکہ (عشق کے دم سے) آباد ہوا ہے۔

(۶)

مدتے بستہ زنداں طبیعت بودم
دست غیب آمد و بندم ہمہ بکشاد کنوں

ترجمہ: میں ایک مدت سے زندانِ طبیعت میں بند تھا۔ ایک غیبی ہاتھ آیا اور میرے سارے بند (زنجیریں) کھول دیئے۔

(۷)

ساقی بزم خدائی در میخانہ کشاد
صد ہزاراں خم خمخانہ بمن داد کنوں

ترجمہ وحدت کی بزم کے ساقی نے مے خانے کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس مے خانے سے ہزاروں جام مجھے عطا کر دیئے۔

(۸)

تا رخ ساقی ما پردہ عزت برداشت
طور ہستی مرا کند ز بنیاد کنوں

ترجمہ: جب میرے ساقی نے اپنے چہرے سے پردہ سرکایا ہے تو میری زندگی کے کوہ طور کو بنیاد سے ہی اُکھاڑ دیا ہے۔

(۹)

آنہمہ بادہ کہ از جام صفا خوردہ معینؔ
ہمچناں از طلب خویش نہ استاد کنوں

ترجمہ: معینؔ نے جام صفا سے جو ساری شراب نوش کی ہے پھر بھی وہ خودی کی طالب سے اب تک باز نہ آیا۔

غزل (۹۵)

(۱)

من نہ آں رندم کہ ازمی سرگراں خواہم شدن
گرنہی لب برلبم مست آں رماں خواہم شدن

ترجمہ: میں وہ رند نہیں ہوں کہ شراب پی کر بے خود مست ہو جاؤں لیکن جب تو مجھے اپنے لب میرے لب پر رکھ دے تُو اسی لمحے مست الست ہو جاؤں گا۔

(۲)

حالیا باری چوں نے دم در کشیدم در فراق
چوں بست بوسم من آندم درفغاں خواہم شدن

ترجمہ: (۲) میں بانسری کی مانند ہجر و فراق میں اس وقت آہ وزاری کر رہا ہوں جب تیرے لبوں کا بوسہ لوں گا تو اس وقت فغاں بلند ہو گی۔

(۳)

ایں زماں مستم زمن از غمزہ ساقی مپرس
چوں شوم ہشیار در شرح و بیاں خواہم شدن

ترجمہ: میں اس وقت مست ہوں مجھ سے غمزہ ساقی کے بارے میں مت پوچھ جب ہوش میں آؤں گا تو پھر اُس وقت شرح وبیان کرونگا۔

(۴)

من ہمیگفتم چو بینم گویمش احوال خویش
من چہ دانستم کہ آنگہ بے زباں خواہم شدن

ترجمہ: میں کہتا تھا کہ جب اُس کو دیکھونگا اس وقت اپنا حال بیان کروں گا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اُس کو دیکھ کر میں گنگ ہو جاؤنگا۔

(۵)

زورقم شد غرق وبا بحر آشنای مشکل است
یا رب از گرداب حیرت برکراں خواہم شدن

ترجمہ۔ سمندر سے دوستی مشکل بات ہے کشتی غرق ہوگئی ہے یارب اس حیرانیوں کے گرداب سے کب نجات ملے گی۔

(۶)

بے نشان گشتم من اندر جُستن آں بے نشاں
عاقبت در بے نشانے بے نشاں خواہم شدن

ترجمہ: اُس بے نشان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں خود بے نشان ہو گیا ہوں۔ عاقبت میں جب اُس بے نشان کے ساتھ جاملوں گا تو میں بھی اس کے رنگ میں رنگا جاؤں گا اور اُس جیسا بے نشان ہو جاؤں گا۔

(۷)

گفتمش بہرتو تاکی در جہاں خواہم دوید
در طلب تا چند نزد ایں و آن خواہم شدن

ترجمہ: (۷) میں نے اُس سے پوچھا کہ میں اس دنیا میں تیری دید وطلب کے کارن کب تک بھٹکتا پھروں گا اور کب تک تیری جستجو میں وسائل تلاش کروں گا۔

(۸)

گفت زین وآں چہ جوری خود جوی زانکہ من

در تنت چوں جاں زپیدائی نہاں خواہم شدن

ترجمہ: اُس نے کہا اِدھر اُدھر کیا تلاش کرتا ہے خود اپنے وجود میں دیکھ کہ میں تیرے جسم میں اس طرح پوشیدہ ہوں جیسے جسم میں جاں

(۹)

آئنہ ہستی خود صیقلے میزن کہ من

گرچہ بے نام ولے آخر عیاں خواہم شدن

ترجمہ: اپنی ہستی کے شیشے کو مکمل طور پر صیقل کر میں اگرچہ پوشیدہ ہوں لیکن اس آئینہ میں ظاہر ہو جاؤں گا۔

(۱۰)

زاہد از من صلاح و عافیت دیگر مجوی

زانکہ من در عشق رسوائی جہاں خواہم شدن

ترجمہ: اے زاہد مجھ سے صلاح اور عافیت طلب کر اس لیے کہ اب میں عشق میں رسوائے جہاں ہو جاؤں گا۔

(۱۱)

گر اُمید دیدنش بنود من از کنج جحیم

واللہ از ہر سو خلد جناں خواہم شدن

ترجمہ: اگر محبوب کے دیدار کی امید نہ بھی ہوتو اس کنج جحیم سے نکل کر خدا کی قسم جنت کی طرف کیوں جاتا۔

(۱۴)

از مضیق کن فکانم کے بود وانے عبور
آں زماں کاندر فضائے لامکاں خواہم شدن

ترجمہ: اس کن فکاں کے تنگ مکان سے مجھے کب نکلنا ملے گا تجھے بتاؤں اُس وقت جبکہ میں فضائے لامکاں میں داخل ہو جاؤنگا۔

(۶)

نقد کونینم بکف گردیست برد امان جاں
آستیں افشاں بروں زیں خاکداں خواہم شدن

ترجمہ: (۶) میری جان کے دامن میں دو جگ کی متاع بندھی ہے۔ میں ہاتھ جھاڑ کر اس خاکدان سے آگے نکل جانا چاہوں گا۔

(۷)

ذرہ حاکم ولے بامہر وارم دوستی
پائے کوباں تا فراز آسماں خواہم شدن

ترجمہ: (۷) میں خاک کا ایک ذرہ ہوں مگر سورج کے ساتھ میری دوستی ہے میری خواہش ہے کہ میں ناچتے قدموں کے ساتھ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاؤں۔

(۱۵)

از نَـفَـخْـتُ فِیہِ من رُوحی دمیدی در معینؔ
لا جرم وچوں روح قدسی جملہ جاں خواہم شدن

ترجمہ: نفخت فیہ من روحی کہہ کر معین میں جان ڈالی ہے بیشک میں روح قدس کی طرح اب سراپا جان بن جاؤں گا۔

غزل (۹۶)

(۱)

رسید یک نظر از شاہ دلنواز بمن
فتاد سایہ آں سرو سرفراز بمن

ترجمہ: (۱) دلنواز محبوب کی جانب سے ایک نظر میری طرف آئی ہے اور میں اس سرو سرفراز کے سایہ میں آگیا ہوں۔

(۲)

ہمای قدس کہ بودیم سایہ پرور او
ہزار شکر کہ افگند سایہ باز بمن

ترجمہ: جہان قدس کا پرندہ ہما جس کے ہم سایہ پرور تھے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایک بار پھر میرے اوپر سایہ ڈال دیا ہے۔

(۳)

دلم چو فاتر از آسیب روزگار شود
رسد ز فیض تو صد گونہ اہتزا زبمن

ترجمہ: (۳) میرا دل اگر زمانے کے آسیب کے سائے میں آجائے گا تو تیرے فیض سے مجھ کو فرحت وشادمانی حاصل ہوگی۔

(۴)

مرا کہ پایہ جاییت فوق نہ طارم
زخدمت تو رسیدست اعتزا ز بمن

ترجمہ: میں کہ میرا مقام تو آسمانوں سے بلند ہے میں نے تیری خدمت کی اور یوں مجھے اعلیٰ درجات نصیب ہوئے۔

(۵)

زیمن دولت سلطاں عاقبت محمود
اگر رسد چہ عجب منصب ایاز بمن

ترجمہ: نیک انجام سلطان کی دولت کی برکت سے اگر مجھے بھی ایاز کا منصب مل جائے تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔

(۶)

چو رو بعالم غیب آورم باستقبال
عرائس فلک آیند پیش باز بمن

ترجمہ: جب میں عالم غیب کی طرف متوجہ ہونگا۔ تو عروس ہائے فلک پھر میرے استقبال کو آئیں گی۔

(۷)

بگویمت کہ بوقت ظہور سرِ وجود
رموز عشق چہ گفتند اہل راز بمن

ترجمہ: (اگر تو کہے تو) میں تجھے سنادوں۔ کہ راز وجود کے ظہور کے وقت اہل راز نے عشق کے کون کون سے رموز مجھ سے بیان کیے ہیں۔

(۸)

کہ تامقید قید وجوب و امکانے
نیاز روئے تو دارد چنانکہ ناز یمن

ترجمہ: تو جب تک وجوب وامکاں کا قیدی ہے نیاز تجھ سے اس طرح رہے گا جیسا کہ میرے ساتھ ناز وابستہ ہے۔

(۹)

چگونہ سود تواں بردازاں دکاں کہ درد
قناعت است بمثقال و حرص و آزیمن

ترجمہ۔ درد کی اس دکان سے کس طرح کوئی منافع حاصل کرسکتا ہے جہاں خواہشات اور لالچ تو بہت ہو مگر صبر نام کی شے کم ہو۔

(۱۰)

نشستہ منتظرم تاکہ پردہ دار جلال
بدست غیب کشاید در فراز بمن

ترجمہ: (۱۰) میں منتظر کھڑا ہوں کہ جلال کا پردہ دار اپنے ہی ہاتھوں سے میرے بند دروازے کو کھول دے۔

(۱۱)

زدودہ زنگ تن از جان جاں کند جلوہ
حقیقت تو در آئینہ مجاز بمن

ترجمہ: (۱۱) اپنے تن پر لگا زنگ صاف کر دیا ہے تا کہ جلوہ نما ہو سکے تیری حقیقت میرے مجاز کے آئینہ ہے۔

(۱۲)

وفاز عمر چہ جویم کہ ہر نفس کہ زدم
چناں برفت کہ دیگر نہ گشت باز بمن

ترجمہ: میں عمر سے وفا کیسے مانگوں جو سانس نکل گیا وہ ایسا گیا کہ دوبارہ کسی صورت واپس نہیں آئے گا۔

(۱۳)

بہر دمے قدمے میزنم دلے چکنم
کہ عمر کوتاہ در میشود در از بمن

ترجمہ: (۱۳) میں جو لحہ بہ لحہ چند قدم چلتا ہوں اے میرے دل تو بھلا کیا ہوتا ہے۔ عمر چھوٹی ہے اور محبت کا راستہ بہت طویل ہے۔

(۱۴)

متاع جان وجہاں برد بشہدر غم
دگر غمیست بیاید تبرک و تا زبمن

ترجمہ: جان اور جہان کی ساری متاع لٹ گئی میں غم سے حیران و پریشان ہوں اب تو میری ترک وتاز کے لیے دوسرا غم ہی درکار ہے۔

(۱۵)

ہر آنچہ سوخت بسازد چنیں شنید ستم
ایا سپہر کہ سوزیم بساز بمن

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ جو جل جائے گا اس سے موافقت ہوگئی کیا آسمان اسی طرح مجھ کو جلا کر مجھ سے موافقت کرے گا۔

(۱۶)

بود کہ ختم سعادت کند بخود واجب
چنانکہ فاتحہ در فتح ہر نماز بمن

ترجمہ: ممکن ہے کہ واجب اُسی طرح خود سعادت کو پایہ تکمیل پر پہنچادے جس طرح ہر نماز میں سورہ فاتحہ سے مجھے فتح کشادگی حاصل ہوتی ہے۔

(۱۷)

سپہر باتو نساز معین تو رو بحق آر
مگر کند نظری لطف کار ساز بمن

ترجمہ: اے معین آسمان تیرے موافق نہیں۔ اپنا رخ خدا کی جانب موڑ لے۔ ہوسکتا ہے وہ اپنے خاص لطف سے تجھ پر نظر کرم ڈال دے۔

غزل (۹۸)

(۱)

من شراب عشق را پیمانہ ام اے عاشقاں
آں پری را دیدم و دیوانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۱) اے عاشقو! میں شراب عشق کا ایک جام ہوں۔ میں نے اُس پری (محبوب) کو جب دیکھا تو اُس کا دیوانہ ہوگیا۔

(۲)

زاں فسوں کاں لب بگوشم خواند در روز ازل
در زبانہا تا ابد افسانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۲) وہ فسوں جو اُن جادوگریوں نے پہلے روز میرے کان میں دی اس کے سبب ابد تک (اے چاہنے والو) خلق کی زبانوں پر میرا ہی تذکرہ رہے گا۔

(۳)

گفتمش بنمای رُخ گفتا کہ دیدار مرا
دیدہ باید ورنہ مَن پنہاں نہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۳) میں نے اُس سے کہا کہ مجھے اپنا دیدار دکھا۔ کہنے لگا مجھے دیکھنے کے لیے آنکھیں درکار ہیں اے عاشقو میں پنہاں کہاں ہوں۔

(۴)

من چو حسن بتگر اندر چہرہ بت دیدہ ام
بعد ازیں سر بر در بتخانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: میں نے بت میں بت گر کا چہرہ دیکھا ہے پس اب تو میرا سراُسی بت خانے کے در پر اے عاشقو رہے گا۔

(۵)

جذبہ نور جمالش میکشد سوئے خودم
گوئیا او شمع دمن پروانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: اس کے نور جمال کا جذبہ مجھے خود ہی اپنی جانب کھینچتا (متوجہ کرتا) ہے جیسے کہ وہ شمع اور میں اس کا پروانہ ہوں۔

(۶)

اندریں کاشانہ ویرانہ کے منزل کنم
من کہ باشاہ جہاں ہمخانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۶) میں کب تک اس دنیا کے ویرانے میں رہ سکتا ہوں۔ میں کہ شاہ جہاں (اللہ تعالیٰ) کا ہم نشین ہوں (اسی کے ساتھ اُسی گھر میں رہتا ہوں)

(۷)

بادل اشکستہ گفتم تو کجا و او کجا
گفت او گنج ست دمن ویرانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۷) میں نے اپنے شکست دل سے کہا کہ کہاں تو اور کہاں وہ، کہنے لگا کہ میں ویرانہ ہوں اور وہ خزانہ ہے جو ویرانہ میں ہوتا ہے۔

(۸)

تن چو بحر و دل صدف دلبر چوں دُر پنداشتیم
نی کہ او بحرست دمن دردانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: تن ایک سمندر، دل سیپی اور محبوب اس میں چھپے ہوئے موتی کی طرح ہے نہیں بلکہ وہ دوست بہر ہے اور میں اُس بحر میں دردانہ کی طرح ہے۔

(۹)

تا تنم دل گشت و دل جاں گشت دجاں جانا نہ شد
نی تنم نی دل نہ جان جانا نہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: جب سے میرا جسم دل اور دل جان اور جان جانا نہ بنا ہے تب سے اے عاشقو نہ تن ہے نہ جسم ہے اور نہ وہ محبوب ہے۔

(۱۰)

گرمیان وساقی صد ہزاراں پردہ است
میدراند نعرہ مستانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۱۰) اگرچہ ساقی اور محبوب کے درمیان ہزاروں پردے حائل ہیں لیکن میں ایک نعرہ مستانہ لگاؤں اور سارے پردے چاک کردوں اے چاہنے والو!

(۱۱)

تا معینؔ گشت آشنا بایار خود ایدوستاں
من دگر اندر میاں بیگانہ ام اے عاشقاں

ترجمہ: (۱۱) جب شاہ معین اے دوستو! محبوب کا یار بن گیا تو دوسرے غیر لوگوں سے بیگانہ ہو گیا ہوں۔

غزل (۹۹)

(۱)

تن چو از خاکست او را خاک می باید شدن
جاں ر افلاک ست بر افلاک می باید شدن

ترجمہ: (۱) چونکہ تیرا تن خاک سے وجود میں آیا ہے اس لیے اسے خاک ہی میں سمانا ہے اور جان (روح) اس میں افلاک سے آ کر شامل ہوئی تھی اس لیے روح کو آسمانوں ہی کو (واپس) چلے جانا ہے۔

(۲)

گر تو خواہی ورنہ در آتش بباید سوختن
چوں زر مغشوش کورا پاک می باید شدن

ترجمہ: اگر تو چاہے یا تو اور بات ہے ورنہ آگ میں جلنا چاہیے کھوٹے سونے کی طرح اس کو بالکل جلا دینا ہی خوب ہے۔

(۳)

در طریق عشق وادی ہاست کا اندر قطع آں
کا ہلے کی میتواں چالاک می باید شدن

ترجمہ: (۳) عشق کی راہ میں کئی اجاڑ راستے ہیں پیچ کے گذر۔ اس عمل میں سستی کام نہیں آتی بلکہ ہوشیار اور چست بنا چاہیے۔

(۴)

ایدل از تیر قضا تا کی تواں کردن حذر
ہمچو صیدت بستہ فتراک می باید شدن

ترجمہ: اے دل تجھ میں قضا کے تیر سے بچنے کی کہاں طاقت رکھتا ہے تجھ کو تو صید کی طرح شکار

بندے بستہ رہنا چاہیے۔

(۵)

گر عروج جاں معینیؔ بایدت بر نہ فلک
در رکاب خواجہ لولاک می باید شدن

ترجمہ: (۵) اے معینؔ! اگر تو اپنی روح کو آسمان کی بلندیوں تک لے جانا چاہتا ہے تو پھر حضرت رسول اکرمؐ کے رکاب کو تھام لے۔ انؐ کے لڑ لگ جا۔

غزل (۱۰۰)

(۱)

چشمہ سار دل کہ شد محجوب خر سنگ بدن
تیشہ بردار و ایں خرسنگ را درہم شکن

ترجمہ: دل کا چشمہ سار جو بدن کے بڑے پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے تو تیشہ پکڑ اور اس بڑے پتھر کو توڑ پھوڑ دے (تا کہ یہ پوشیدہ چشمہ پھوٹ نکلے)۔

(۲)

آب حیوانیست اندر ظلمت ہستی تو
ماہی شو خویش را در آبِ حیوانی فگن

ترجمہ: تیری اپنی ہستی کے اندھیرے میں آب حیواں موجود ہے۔ تُو خود کو مچھلی بنا کر اس آب حیوانی میں اپنے آپ کو ڈال دے۔

(۳)

وہ چہ سوزست اینکہ ماہی میطپد از بہر آب
باوجود آنکہ دارد در دل دریا شکن

ترجمہ: اس مچھلی کا سوز بھی کیا سوز ہے جو پانی کے لیے تڑپ رہی ہے باوجود اس کے دل میں دریا شکن سمندر موجود ہے۔

(۴)

گرچو ماہی بر سر تابہ بسوزم جای آنست
زیں ہمہ آتش کہ افتادست اندر جان من

ترجمہ: اگر میں مچھلی کی طرح توے میں جلوں تو روا ہے اس آگ کی بدولت جو میرے دل میں لگی ہے۔

(۵)

دل مرا در سینہ میسوزد ہمہ شب تا بروز
زآتش ہجرانش چوں شمعی کہ سوزد درلگن

ترجمہ: میرا دل رات سے دن ہونے تک سینے کے اندر جلتا رہتا ہے جیسے اُس (محبوب) کے ہجر کی آگ میں شمع جلتی اور جل کے فنا ہو جاتی ہے۔

(۶)

لیک چوں شمعی کہ بربالین بیماراں بود
نی چو آں شمعی فروزاں درمیاں انجمن

ترجمہ: تو اُس شمع کی مانند جل جو (عشق کے ماروں) بیماروں کے سرہانے جلتی ہے نہ کہ اُس شمع کی طرح جو انجمن میں روشن ہوتی ہے۔

(۷)

بلبل جانم کہ ے نالد بدام آب و گل
نوحہ غم می سراید بہر مرغان چمن

ترجمہ: (۷) میری روح کا بلبل اس وجود کے جال میں پھنسا آہ وزاری کرتا رہا ہے وہ دوسرے مرغان چمن کے لیے نوحہ غم سنا رہا ہے۔

(۸)

چوں زباغ وصل آمد سوی زندان فراق
جای آں دارد کہ نالد از پی حب وطن

ترجمہ: اس کا یہ رونا بے وجہ نہیں کہ باغ وصل سے زندان فراق کو بھیج دیا گیا ہے اب وہ وطن کی محبت میں اگر روئے تو کچھ بجا نہیں۔

(۹)

بلبلا تا چند می نالی دریں مجلس سرائے
قوت از بازوی حق جویں قفس درہم شکن

ترجمہ: اے بلبل تو اس مجلس میں کب تک آہ وفغاں کرے گا تو اپنی بازوئے حق سے تلاش کر اور اُس قفس کو توڑ دے۔

(۱۰)

محنت ہجراں بہ یعقوب ار ز پیراہن رسید
عاقبت ہم مژدہ وصلش رسید از پیرہن

ترجمہ: جدائی کی مصیبت حضرت یعقوبؑ کو پیراہن دریدہ ہی سے پہنچی تھی آخر اسی لباس کا ملنا ہی اس کے وصال (ملاقات) کی خوشخبری بھی بنا۔

(۱۱)

چوں تو مرأت خدائے ہر چہ ہست از خیر و شر
اندریں آئینہ می بیں و بہ ویش دم مزن

ترجمہ: (۱۱) جب تو خدا کا آئینہ ہے تو ہر نیکی بدی اس شیشے میں دیکھ (مگر خیال رکھ) اس کو دیکھ کر دم مت مار۔

(۱۲)

چوں دل مسکیں معینؔ آئینہ تست اے کریم
آئینہ خود را صفائے دہ نور خویشتن

ترجمہ: (۱۲) اے رب کریم جب بے چارے معینؔ کا دل تیرا آئینہ ہے تو پھر اپنے نور سے اپنے اس شیشے کو روشن فرما۔

ردیف "و"

غزل (۱۰۱)

(۱)

ای صدائے بلبلاں در صحن بستان حمد تو
وی نوائے مرغ جاں در باغ ایماں حمد تو

ترجمہ: بلبلوں کے چمن بوستاں میں نغمے الٰہی تیرے لیے ہیں اور ایمان کے باغ میں میری جان کا پنچھی بھی تیری ہی حمد وثنا کے نغمے گاتا ہے۔

(۲)

تاب خورشید شہود افتاد در قصر وجود
گفت ذرات جہاں پیدا و پنہاں حمد تو

ترجمہ: تیرے جگمگاتے شہودی سورج کی کرنیں میرے وجود میں جلوہ فگن ہیں۔ دنیا کے ذرات در پردہ اور بے پردہ تیری ہی حمد بیان کرتے ہیں۔

(۳)

قرعہ قسمت دراں روزے کہ می انداختند
نعمت آمد قسم جسم و قسمت جاں حمد تو

ترجمہ: مقدر کا قرعہ ازل میں جب ڈالا گیا تو ہر جسم کو نعمتوں سے نصیب ملا اور جان کے حصے میں تیری حمد آئی۔

(۴)

مشکل از شکر ہمیں نعمت بروں آیم کہ چوں
بر زبان قاصر من گشتہ آساں حمد تو

ترجمہ: (۴) میرے حصے میں جو قسمت سے نعمت آئی ہے میرے لیے اس کا شکر ادا کرنا مشکل ہے میری زبان اس سے قاصر ہے مگر تیری حمد آسان ہے۔

(۵)

گر نبودی حمد معراجِ قصرِ قربتت
کے شدی سرِ افتر الفاظ قرآں حمد تو

ترجمہ: تیری قربت کے قصر کے لیے حمد زباں کا کام دیتی ہے یہی بات ہے کہ قرآن حکیم کا آغاز تیری حمد ہی سے ہوا ہے۔

(۶)

حامداں گر عرش را در مدح فرش رہ کنند
زاوجِ عزت پایہ ناید بپایاں حمد تو

ترجمہ: (۶) تیری تعریف کرنے والے اگر مدح میں عرش کو فرش راہ بنادیں تب بھی عزت کی بلندی کے مرتبہ سے تیری حمد اختتام نہ پاسکے۔

(۷)

گنگ شد مسکیں معینؔ ہم خود ثنائے خود مگو
بہتر آں باشد کہ من گویم بد نیساں حمد تو

ترجمہ: بے چارہ معینؔ خاموش ہوگیا وہ تیری صفت خود کیا بیان کرے بہتر ہے کہ تو خود اپنی حمد بیان کر کہ میں اس طرح تیری حمد کب کرسکتا ہوں۔

غزل (۱۰۲)

(۱)

من نمیگویم انا الحق یار میگوید
چوں نگویم چوں مرا دیدار میگوید بگو

ترجمہ: (۱) میں انا الحق کب کہہ رہا ہوں میرا محبوب مجھے کہتا ہے کہ تو یہ کہہ۔ پھر بتاؤ کہ جب وہ دلدار کہہ رہا ہے تو کس طرح نہ کہوں

(۲)

ہر چہ میگفتی بمن ہربار میگفتی بگو
من نمیدانم چرا ایں بار میگوید بگو

ترجمہ: وہ جو کچھ مجھ سے جتنی بار کہتا ہے تاکید ہوئی کہ مت کہنا اب انہیں معلوم کہ اس بار اُس نے کیوں کہا کہ کہدو

(۳)

آنچہ نتواں گفتن اندر صومعہ با زاہداں
بی تحاشی بہ سر بازار میگوید بگو

ترجمہ: وہ بات جو عبادت گاہ کے اندر بھی پرہیزگار لوگوں سے نہیں کہہ سکتے۔ وہ (محبوب) مجھے کہتا ہے کہ بے دھڑک سرِ بازار کہدو۔

(۴)

سرِ منصوری نہاں کردن نہ حد چوں من است
چوں کنم ہم ریسماں ہم دار میگوید بگو

ترجمہ: میں اپنے من کے اندر منصوری راز (انا الحق کا فلسفہ) چھپا کے رکھ نہیں سکتا تو جب پھانسی کا رسہ خود بول رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بول تو پھر کیسے نہ بولوں۔

(۵)

گفتمش رازیکہ کہ دارم باکہ گویم در جہاں
نیست محرم با در و دیوار میگوید بگو

ترجمہ: میں نے اُس سے کہا کہ اس جہان میں رازِ حقیقت کس سے جا کے کہوں۔ میرا کوئی محرم نہیں ہے تو وہ کہنے لگا کہ جا کے در و دیوار سے کہہ دے۔

(۶)

آتشِ عشق از درخت جانِ من برزد علم
ہرچہ با موسیٰ بگفت آں یار میگوید بگو

ترجمہ: میری جان کے درخت سے جب عشق کی آگ نے نمودار ہوگئی جو کچھ موسیٰ سے طور پر کہا گیا تھا دوست کہتا ہے کہ وہی کہو۔

(۷)

گفتمش من چوں نیم درمن مدرم میدے
من نخواہم گفتن ایں اسرار میگوید بگو

ترجمہ: میں نے کی طرح ہوں مجھ میں دمبدم دم کیوں بھر رہا ہے میں اسرار نہیں کہونگا لیکن تقاضہ ہی کہہ دو۔

(۸)

اے صبا پرسدت کز ماچہ میگوید بد معینؔ
ایں دوئی را از میاں بردار میگوید بگو

ترجمہ: اے صبا اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ معینؔ ہمارے بارے میں کیا کہتا ہے تو اس دوئی کو درمیان سے اُٹھا کر کہنا کہ وہ کہتا ہے کہ راز فاش کرو۔

غزل (۱۰۳)

(۱)

نور تجلی میرسد اے طور دل صد پارہ شو
ایمرغ جاں بشکن قفس زیں خاکداں آوارہ شو

ترجمہ: (۱) نور تجلی ظاہر ہو رہا ہے اے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجا۔ اے میری روح کے پرندے بدن کے اس پنجرے کو توڑ دے اور اس خاکداں سے نکل جا۔

(۲)

بنہاد استاد ازل بنیاد ایں قصر ترا
بگذر زنقش آب و گل حیراں آں گل کارہ شو

ترجمہ: مالک ازل نے تیرے اس محل کی بنیاد خود رکھی ہے۔ اس نقش آب وگل سے کنارا کر جا اور اُس نقاش کی ذات پر حیراں ہوجا۔

(۳)

ایں ہفت کوکب از فلک بر آب و گل بایدوے
تو نور جان و دل طلب بالای ہفت استارہ شو

ترجمہ: یہ سات سیارے اس دنیا پر آسمان سے تاباں ہیں تو دل وجان کا وہ نور (خدا سے مانگ) اور اُن سبعہ سیارگاں سے بالا ہو جا۔

(۴)

خواہی خمارت کم شود ساقی طلب نہ جام مے
درہم شکن خم و سبو اندر پی خمارہ شو

ترجمہ: (۴) اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا خمار کم ہو جائے تو جام مے کے بجائے ساقی کی طلب کر خم سبو توڑ کر اس خمار بخشنے والے کی طلب کر

(۵)

در کوی بد نامی مرا پیوند شد با دلبرے
ایں خرقہ ناموس من گو صد ہزاراں پارہ شو

ترجمہ: میرا دل کوچہ بدنامی میں میرے دلبر نے لوٹ لیا اور میرے عزت وناموس کا خرقہ صد پارہ ہوتا ہے تو ہوا کرے۔

(۶)

گفتی چو بیچارہ شوی آنکہ ترا چارہ کنم
واللہ کہ بیچارہ شدم بیچارگاں را چارہ شو

ترجمہ: (۶) اُس نے مجھ سے کہا جب تو بے بس ہو جائے تو میرے پاس آجانا میں تیرے درد کا چارا کروں گا۔ قسم خدا کی۔ میں بے چارہ و بے بس ہو گیا ہوں اب تو میرا چارگر ہو جا۔

(۷)

تا چند در مہد زمیں چوں کہ دکاں باشی معینؔ
برچیں بساط ما وطیں وارستہ از گہوارہ شو

ترجمہ: (۷) اے معینؔ! زمین کی گود میں کب تک بچوں کی طرح روئے گا۔ اس آب و گل کی بساط کو اُلٹ دے اور اس گہوارہ کو ترک کر دے۔

غزل (۱۰۴)

(۱)

آئینہ وجودم چوں گشت منظر تو
گرچہ بنود قابل شد خوب و در خور تو

ترجمہ: جب سے میرے وجود کا آئینہ تیرے منظروں کا عکاس ہوا ہے اگرچہ کہ اس قابل نہیں تھا لیکن وہ خوب بن کر تیرے قابل بن گیا۔

(۲)

خورشید بودی و من آئینہ ز آہن
گشتم چو ماہ روشن اندر برابر تو

ترجمہ: تو سورج ہے اور میں فولاد کا ایک شیشہ ہوں جب تیرے مقابل ہوا تو ایک چمکدار چاند بن گیا۔

(۳)

ہر جا کہ رُخ کشودم حسن تو مینمودم
ہر ذرہ از وجودم چوں گشت مظہر تو

ترجمہ: میں جدھر بھی اپنا رخ دکھاتا تو تیرا حُسن ظاہر کرتا اس لیے کہ میرے وجود کے ایک ایک ذرے میں تیرا ہی نور جھلکتا ہے۔

(۴)

گفتم زخود خبرکن گفتار خود گذر کن
وانگہ بخود نظر کن تا کیست در بر تو

ترجمہ: میں نے کہا کہ اے دوست اپنی خبر دے اُس نے کہا کہ اپنے وجود سے گزر جا اور اپنی ذات کے اندر جھانک کے دیکھنا کہ وہاں کون بیٹھا ہے۔

(۵)

بگذر معینؔ زکثرت اندر مقام وحدت
آں شاہ تاج عزت بنہاد برسر تو

ترجمہ: اے معین وحدت کے مقام میں کثرت سے گزر جا کہ اُس بادشاہ (مالک حقیقی) نے تیرے سر پہ عزت کا تاج سجادیا ہے۔

غزل (۱۰۵)

(۱)

بیاد بزم آو ادنٰے یکی حرفی زمن بشنو
وزاں اسرار مااوحی یکی طرز سخن بشنو

ترجمہ: اوادنیٰ کی محفل میں آجا اور میری ایک بات آ کے سن اور اُس کے بعد مااوحی کے رازوں سے ایک انداز کلام حاصل کر۔

(۲)

اگر اسرار وحدت را ز من باور نمیداری
تو گوش نہ ہوش خود بکشای و بی کام و زباں

ترجمہ: اگر میری زبان اسرار وحدت پر یقین نہیں آتا تو پھر خود اپنے گوش ہوش کھول اور بے کام و دہن کے اُن کو سن

(۳)

بر افگن نور و ظلمت را ز رہ بردار کثرت را
پس آنگہ سر وحدت را تو ہم از خویشتن بشنو

ترجمہ: ظلمت کے اندھیروں سے نکل اور کثرت کو راستہ سے اُٹھا ڈال جہاں توحید کے راز اپنے وجود کے اندر سے تو سن لے گا۔

(۴)

نیاز عاشقاں وناز معشوقاں چہ میپرسی
زباں چوں سوسن گنگ است از مرغ چمن بشنو

ترجمہ: عاشقوں کے نیاز اور محبوب کا ناز و انداز تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے میری تو زبان گنگ ہو چکی ہے (بہتر ہے) تو یہ بات باغ کے پرندے سے سن لے۔

(۵)

گہی کز شوق می نالم خبر کی دارم از عالم
رخی برخاک می مالم کہ ای جاں در وتن بشنو

ترجمہ: اگر کبھی میں شوق میں ہی نالہ وفریاد کروں تو دنیا کی مجھے خبر نہیں ہوئی بس میں خاک پر اپنا رخسار ملتا ہوں کہ اے دوست درددل دیکھ۔

(۶)

جوابی میر سد ہردم بگوش من ازاں عالم
کہ من راز تو بشنیدم تو اکنوں راز من بشنو

ترجمہ: (۶) آسمانوں سے ہر لحظہ میرے کان میں جواب آتا ہے کہ میں نے تیرا راز (نالہ وفریاد) سن لیا ہے اب تو میرا راز سن لے۔

(۷)

معینؔ درکش می باقی بنہ لب برلب ساقی
پس آنگہ درد مشتاقی ازاں خوب ختن بشنو

ترجمہ: (۷) اے معینؔ! ساقی کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کے شراب (وصل) پی لے۔ بس اُس کے بعد مشتاقی کا درد اُس محبوب ختن سے سُن۔

غزل (۱۰۶)

(۱)

نعلین زپا بفگن و بر عرش معلا رو
آنجای جانبود بی جا شود آنجا رو

ترجمہ: اپنے پاؤں سے جوتا اتار پھینک اور عرش بریں پر پہنچ جا۔ اس مقام پر جہاں مقام نہیں بے مقام ہو کر پہنچ جا۔

(۲)

اے قطرہ تو از بحرے ہر چند جدا افتے
گر سر بفلک سائے ہم جانب دریا رو

ترجمہ: اے قطرے! تیری ہستی دریا سے ہے اگر تو دریا سے الگ ہو بھی جائے اور اگر تو آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے دریا ہی سے ملتا ہے۔

(۳)

مرغ دل ہر زاہد تا باغ جناں پرد
اے دل تو ازاں بگذر بر قبۂ اعلیٰ رو

ترجمہ: زاہد کے دل کا پنچھی (زیادہ سے زیادہ) جنت تک پرواز کرتا ہے لیکن اے دل تو اس مقام کو چھوڑ کر قبۂ اعلیٰ تک پہنچ جا۔

(۴)

مانند جعل تا کی بر ہر حدقی پری
چوں بال و پری داری بر پر سو بالا روٗ

ترجمہ: تو گندخور کیڑے کی طرح کب تک ہر نا پاکی پر پہنچے گا اگر تیرے بال و پر سلامت ہیں تو لامکاں کی وسعتوں میں پہنچ جا۔

(۵)

اے بے ادب مسکیں ز افعال چہ میجوئی
تعلیم خدا خواہی در مکتب اسما رو

ترجمہ: اے بے ادب بے چارے تو اپنے افعال سے کیا چاہتا ہے اگر خدا کی تعلیم چاہتا ہے تو اللہ کے اسماء صفاتی ناموں کے مکتب میں داخل ہو۔

(۶)

گفتی کہ بروز راز من پنہانست نمی یابم
زاللہ راہ کہ میدانی اندر دل شبہا رو

ترجمہ: میں نے جب اُس دوست سے کہا کہ میں تجھے دن میں نہیں پا سکا تو اُس نے کہا کہ مجھے راتوں کے دل میں تلاش کر۔

(۷)

چوں جانب ما آئی ہم راہ برت مائیم
ہمراہ مجو جز ما چوں میردی با ماروَ

ترجمہ: جب تو ہماری جانب آئے گا ہم تیرے راہبر ہیں اور اپنے ہمراہ سوائے میرے کسی اور کو نہ پا چلنا ہے تو میرے ساتھ رہ۔

(۸)

ایں قید حدوث از پا بردار معینؔ یک یک
زاں راہ کہ رسیدستی ہم در پی خود وارد

ترجمہ: اے معین! اپنے پیروں میں سے یہ دنیاداری کی زنجیر اتار دے اور تو جس راہ سے تو آیا ہے اس راہ پر خود آزادانہ چل کر منزل پر پہنچ۔

غزل (۱۰۷)

(۱)

در آئینہ جانم بنمود خیال تو
بگسیخت دل از عالم از شوق جمال تو

ترجمہ: میری جان کے آئینے میں تیرا خیال نمودار ہوا۔ تیرے حسن و جمال کے شوق میں یہ دل دنیا سے جہان سے بیگانہ ہو گیا۔

(۲)

من محنت ہجراں را امروز خریدارم
سرمایہ و سود من سودائے وصال تو

ترجمہ: میں آج ہجر کے سودے کا خریدار ہوں میرے نفع کا سرمایہ تیرے وصال کا سودا ہے۔

(۳)

ایوان مراد ما از عرش فزوں باشد
زاں مدر صفت خود را ستیم بیال تو

ترجمہ: میری مرادوں کا ایوان عرش سے بھی بلند تر ہے اسی لیے چیونٹی کی طرح ہم نے خود کو تیرے بازوؤں سے وابستہ کر رہا ہے۔

(۴)

از خون دل عاشق می نوش بجائے مے
در مذہب عشق آمد ایں بادہ حلال تو

ترجمہ: انگوری شراب کی بجائے عاشق کے دل کا خون نوش جاں کر (کیونکہ) مذہب عشق میں یہی شراب تیرے لئے حلال ہے۔

(۵)

ناقص نشود کامل ہرگز بکمال خود
بگذر زکمال خود انیست کمال تو

ترجمہ: کوئی ناقص جتنی مرضی محنت کرلے کبھی کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ تیرکمال اس میں ہے کہ کمال سے گزر جا۔

(۶)

در صدر وصال آرند عشاق معینی را
رہ نیست روا باشد در صفت فعال تو

ترجمہ: عشاق وصال کے صدر مقام پر معین کو بٹھاتے ہیں لیکن اے معین تیرے لیے صفت فعال ہی میں بیٹھنا بہتر ہے۔

غزل (۱۰۸)

(۱)

از مطلع دل زد علم یک لمعہ از رخسار او
شد ذرہ ذرہ ہستیم در پردہ انوار او

ترجمہ: میرے مطلع دل سے اس کے رخسار کی ایک تجلی نمودار اُس سے میری ہستی کا ذرہ ذرہ اُس کے پردہ انوار میں آ گیا۔

(۲)

با آنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد
یک زرہ ہم دیدہ نشد از پرتو رخسار او

ترجمہ: میرے جسم کے ایک ایک ذرے سے ہزاروں آنکھیں پھوٹ پڑیں لیکن اُس کے پر تو رخسار سے ایک ذرہ بھی ہم دیدہ نہ ہوسکا۔

(۳)

حسنش چو آید جلوہ گر طاقت نیارد چشم سر
از دیدہ دل کن نظر تا بنگری دیدار او

ترجمہ: (۳) جب اس کا حسن اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو آنکھوں میں تاب دید نہیں رہتی۔ (سو بہتر ہے) اُس کے دیدار کے لیے تو دیدہ دل سے کام لے۔

(۴)

عشقش نہال باغ جاں میوہ وصال جاوداں
تو بر نخواہی خورد ازاں ہم اوست برخوردار او

ترجمہ: جان دروح کے باغ میں اس کے عشق کا پودا وصال کے پھل سے ہمیشہ جاودانی ہے لیکن تو اسے چاہے بھی تو نہیں کھاسکتا وہ خود ہی اس پھل سے بہرہ اندوز ہے۔

(۵)

بگذر ز کوی آب وگل دررو بقصر جان و دل
تا تر خود بیں متصل سرے ہم از اسرار او

ترجمہ: آب وگل کے اس کوچے کو چھوڑ کر اور جان و دل کے محل میں پہنچ جا۔ اس وقت اس اسرار تیرے اسرار کے شریک بن جائیں گے۔

(۶)

عاشق ز راہ معرفت بگذشتہ از فعل و صفت
دیں عاقل عافل صفت سرگشتہ در آثار او

ترجمہ: سچے عشق کا راہی (جسے عرفان الٰہی حاصل ہے) اپنے افعال اور صفات کے وسیلے سے معرفت کی راہ سے گزر جاتا ہے۔ اور وہ جو عقل کو راہبر ماننے والا ہے وہ عاقل صفات اور افعال کے چکر ہی میں پھنسا رہ جاتا ہے۔

(۷)

اظہار حسن دلبری می بیں زہر مہ پیکری
پیداست در ہر مظہری آں حس و آں اظہار او

ترجمہ: محبوب کے حسن کا جلو ہر مہ پیکر میں دیکھو کہ ہر مظہر میں اُس کا حسن اور اس کے نور کا جلو نظر آتا ہے۔

(۸)

منصور کی بود آں زماں کورا انا الحق بر زباں
زنہار غیر حق مداں دیار اندر دار اُو

ترجمہ: جب منصور نے منہ سے "انا الحق" کا بول ادا کیا تو وہ بولنے والا منصور نہیں تھا۔ کہ اُس کی دار کے گرد پھرنے والا سوائے حق کے کوئی اور نہیں تھا۔

(۹)

گویند یار یار شو تا چند باشی یار خود
نی نی کہ یار خویش شو تا چند باشی یار اُو

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ اُس کا دوست بن اپنی صفت کا یار کب تک رہے گا نہیں نہیں یہ غلط اپنا یار بن اُس کا یار کب تک رہے گا۔

(۱۰)

پرشد جہاں یکسر ازو شد نیک و بد مظہر ازو
مومن ازو کافر ازو درقید نور اونار او

ترجمہ: سارا جہاں اُس سے پر ہے نیک اور بد اُس کا مظہر ہے مومن بھی اُسی سے ہے کافر بھی تمام نور و نار بھی اُسی سے ہے۔

(۱۱)

خواہد کند در خود نظر آئینہ سازد از بشر
بارش کند زیرو زبر حیرانم اندر کار راد

ترجمہ: جب اُس نے چاہا کہ وہ اپنا جمال دیکھے تو بشر کو اپنا آئینہ بنایا پھر اسی آئینہ کو زیروزبر کر دے گا مجھے حیرت ہے۔

(۱۲)

در ظلمت آباد عدم یک شعلہ ز انوار قدم
در ہر دلے کو زد علم از جاں نمود اقرار او

ترجمہ: عدم کے ظلمت آباد میں اُس کے انور قدم کا ایک شعلہ چمکا اور ہر اُس دل نے جس میں جان آئی اس کا اقرار کیا۔

(۱۳)

در پردہ آتش گر حسن تو آمد جلوہ گر
پیر مغاں کرد آں نظر کس چوں کند انکار او

ترجمہ: تیرا حسن آگ کے پردے میں بھی جلوہ گر ہو جائے جب پیر مغاں نے یہ خیال کیا تو پھر کون تیرا انکار کرسکتا ہے۔

(۱۴)

ترسا سویت بشتافتہ بوئے و از چلیپا یافتہ
زلف تو برہم تافتہ آں حلقہ زنار راو

ترجمہ: ترسا بھی تیری طرف رواں دواں ہے اُس کو چلیپا میں تیرا ہی جلوہ نظر آیا ہے۔ تیری ہی زلف نے اُس کی زنار کے حلقہ کو برہم کیا ہے۔

(۱۵)

مسکیں معینؔ در یک غزل بنمود اسرار ازل
بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

ترجمہ: بے چارے معینؔ نے ایک غزل میں سارے راز کھول کے دکھا دیے تم اُس کے لباسِ گفتار میں کلامِ یزدانی کو سن سکتے ہو۔

غزل (۱۰۹)

(۱)

ہستی طلیعہ ایست ز نور وجود او
کونین شبنمی ست ز دریائے جود او

ترجمہ: یہ ہستی اُس کے نورِ وجود کی ایک کرن ہے یہ دونوں جہان اس کے جود و کرم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

(۲)

در جب آفتاب کجا ذرہ را بقاست
اندر جوار سایہ نماید وجود او

ترجمہ: آفتاب کی موجودگی میں کسی ذرے کی کیا مجال کہ تاب لا سکے۔ صرف سایہ ہی میں اُس کا وجود ظاہر ہوتا ہے۔

(۳)

نادر وچوں صدف گہر وصل او بکف
تا دل نگشت غرقہ بحر شہود او

ترجمہ: صدف کی طرح اُس کے وصل کا گوہر حاصل نہیں ہو سکا جب تک کہ دل بحرِ شہود میں غرق نہیں ہوتا۔

(۴)

ز آئینہ دلست نمودار حسن دوست
زنگ وجود تست حجاب نمود او

ترجمہ: دل کے آئینے میں محبوب کے حسن کا جلوہ نمایاں ہوتا ہے (مگر وہ اس لیے دکھائی نہیں دیتا ہے کہ) صرف تیرا رنگ وجود اُس کی نمود میں حجاب بنتا ہے۔

(۵)

کہ شعلہ ز عشق کہ در جاں خود زنم
تا دارہم ہم ز ظلمت ہستی دود او

ترجمہ: وہ شعلہ عشق کب لپکے گا کہ میں اپنی جان کو اس سے روشن کرلوں۔ تاکہ میں اُس کے دھوئیں سے ظلمت ہستی سے نجات پالوں۔

(۶)

عاقل چہ پی برد کہ فنا مایہ بقاست
د اندر زیاں عقل نہادند سود او

ترجمہ: عاقل کب سمجھ سکتا ہے کہ فنا ہی بقا کا سرمایہ ہے عقل کے نقصان سے ہی اُس کا تمام تر نفع موجود ہے۔

(۷)

از تار عنکبوت چہ پرواہ ہمائے را
دامے ست بہر صید مگس تارو پود او

ترجمہ: (۷) ہما (وہ پرندہ جو کسی کے سر پہ بیٹھے تو اسے بادشاہ بنادے) کو مکڑی کے جالے کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے یہ تو مگس کو شکار کرنے کے لیے جاتی ہے۔

(۸)

بنیٔ جو جاں زقید حوادث بدر پرد
برزر دہ دنئے فندلے صعود او

ترجمہ: (۸) جب قید حوادث سے جان بچ کر نکل جائیگی اُس وقت دنی فندلی کے پردوں کی طرف اُس کا عروج ہوگا۔

(۹)

از روح خاص خویش دمیدی در آدمے
ورنہ کا ملائکہ کردے سجود او

ترجمہ: تو نے آدم میں اپنا خاص روح پھونکا تو اسے عزت و شرف ملا ورنہ یہ فرشتے اسے کہاں سجدہ کرنے والے تھے۔

(۱۰)

از گنج عشق بُردہ جہاں مایہ دیں عجب
کاندر دو کون یافت نہ ہیچ از نقود او

ترجمہ: دنیا کو تمام دولت و ثروت عشق کے خزانے سے ملی ہے۔ مگر یہ عجیب ہے دونوں جہاں میں اس کی نقدی کا کہیں وجود نہیں ہے۔

(۱۱)

باشد جہاں و ما نہ غم خویش خور معینؔ
تا چند غم خوریم ز بود و نبود او

ترجمہ: (۱۱) اے معینؔ نہ دنیا ہوگی نہ ہم ہوں گے' بس اپنا غم کرو اس دنیا کے بود و نبود کا کب تک ہم غم کریں۔

ردیف "ہ"

غزل (۱۱۰)

(۱)

پیش ازاں کا اُستاد فطرت فرش و ایوان ساختہ
پایہ قدرت فراز کون امکاں ساختہ

ترجمہ: اُستاد فطرت نے اس سے قبل زمین و آسمان کو بنانے سے پہلے اپنی قدرت کا پایہ کون و مکاں سے بلند تر بنایا۔

(۲)

قالب آدم چو از خواب عدم برداشت سر
خاک پایت طوطیای دیدہ جاں ساختہ

ترجمہ: جب آدم کے پتلا نے خواب عدم سے سر اُٹھایا تو اُس کی خاک پا کو دیدہ جاں کے

لیے سرمہ بنایا۔

(۳)

ہمچو بسم اللہ بر منشور قرآنت خدائے
تاقیامت ہم عناں مانند عنواں ساختہ

ترجمہ: بسم اللہ کی طرح قرآن پر تیرے منشور کو بھی قیامت تک باری تعالیٰ نے ایک ساتھ رکھا ہے۔

(۴)

اندراں عنواں دو رحمت کردہ ظاہر اندریں
جسم دجانت رحمتی برانس وبر جاں ساختہ

ترجمہ: اِس فرمان میں دو رحمتوں کا عنوان ظاہر فرمایا یعنی آپ کے جسم و جاں مبارک کو اُنس و جاں کے لیے رحمت بنایا۔

(۵)

دشمناں ازکیں تو برنار حرماں سوختہ
دوستاں از مہر تو بانور ایماں ساختہ

ترجمہ: دشمن آپ کی دشمنی میں محرومی کی آگ میں جلیں گے اور دوست آپ کی محبت میں نور ایمان حاصل کرینگے۔

(۶)

شہسوار ولدل شوقے کہ در میدان چرخ
عشق از بدر و ہلالت گوی وچوگاں ساختہ

ترجمہ: آپ ولدل شوق کے شہسوار ہیں کہ چرخ کے میدان میں عشق نے بدر و ہلال کو آپ کی گوئے وچوگاں بنایا ہے۔

(۷)

خواجہ عالم تو بودی لا جرم بنائے صنع
از برایت چتر و طاق و ہفت ایواں ساختہ

ترجمہ: تخلیق عالم کی بنیاد اے خواجہ عالم آپ ہی کی ذات ہے آپ کی خاطر ہی نہ طاق اور ہفت فلک بنائے گئے ہیں۔

(۸)

دُر وحدت راکہ میجویند در بحر قدم
حق دردوں حقہ جسم تو پنہاں ساختہ

ترجمہ: دنیا کے سمندر میں وحدت کا موتی تلاش کرتے ہیں اُس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دُرج جسم میں پنہاں رکھا ہے۔

(۹)

از برای ماحضر پیش گدایانت خدائے
ہشت جنت باہزاراں حورو غلماں ساختہ

ترجمہ: (۹) آپ کے فقیروں کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آٹھ جنتیں اور ہزاروں حورو غلمان رکھے ہیں۔

(۱۰)

راہ جنت گرچہ دشوار ست پیش دیگراں
بہ طلبگاران ایں اُمت چہ آساں ساختہ

ترجمہ: اگر چہ کے دوسرے لوگوں کے لیے جنت کی راہ دشوار ہے مگر آپ ﷺ کی اس اُمت پر اُس کو کس قدر آسان کر دیا گیا ہے

(۱۱)

نار نمرودے بہ ابراہیم گرشد گلستاں
آتش دوزخ بریں اُمت گلستان ساختہ

ترجمہ: (۱۱) اگر نار نمرود حضرت ابراہیم پر گلزار ہو گئی تھی (تو) دوزخ کی آگ اس امت کے لیے گلستان بن جائے گی۔

(۱۲)

بہر فرزند خلیل از گو سپند آمد فدا
بہر ایں امت فدا از نوع انساں ساختہ

ترجمہ: حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے فرزند (حضرت اسماعیلؑ) کے لیے دونبہ کو فدیہ بنایا گیا لیکن اس اُمت کے لیے نوع انسان کو ایک دوسرے کا فدیہ بنایا ہے۔

(۱۳)

گوہر وصلش بنقد ہر دو عالم میخرند
لیکن از بہر گدایان تو ارزاں ساختہ

ترجمہ: اُس کے وصل کا گوہر ہر دونوں جہاں کی نقدی کے عوض خریدتے ہیں جو تیرے طلب گار ہیں انہیں تو اس مول بھی یہ سودا سستا ہے۔

(۱۴)

یا رسول اللہ ﷺ بحال عاصیاں کن یک نظر
تاشود زاں یک نظر کار فقیراں ساختہ

ترجمہ: (۱۴) یارسول اللہ ﷺ ہم عاصیوں کی جانب اک نظر کرم فرمایئے تاکہ اس ایک نظر ہی سے فقیروں کا کام بن جائے گا۔

(۱۵)

رحمۃ اللعالمینی بر معینیؔ رحم کن
کز جہالت خویش را محکوم شیطاں ساختہ

ترجمہ: (۱۵) اے رحمت اللعالمین۔ معینؔ پر اپنا کرم کیجئے۔ کیونکہ یہ اپنی جہالت کے سبب شیطان کے تابع ہو گیا ہے۔

غزل (۱۱۱)

(۱)

اے کوس دولت تو ملک بر فلک زدہ
عشقت علم بسینہ ہریک بیک زدہ

ترجمہ: آپ کی دولت وحشت کا نقارہ فلک پر بج رہا ہے۔ اور آپ کے عشق کا علم ہر ایک کے سینہ پر نصب ہے۔

(۲)

آئینہ دار طلعت تو بودہ آفتاب
خرگاہ زر طناب ازاں بر فلک زدہ

ترجمہ: یہ سورج تیرے چہرے کا آئینہ بن کے آیا ہے یہی سبب ہے کہ اُس نے شعاعوں کا زریں خیمہ آسمان پر لگایا ہے۔

(۳)

مہ لاف حسن زد بفلک لا جرم شگافت
از پنجہ سیاست تو آں فلک زدہ

ترجمہ: فلک پر چاند نے دعویٰ حسن کیا اسی وجہ سے فلک نے اپنی سیاست کے پنجے سے اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

(۴)

از صفحہ سپہر نشد حل مشکلات
زاں نسر واقعش سہ نقطہ بہر شک زدہ

ترجمہ: آسمان کے صفحہ پر آپ کی مشکلات کا چونکہ حل نہ ہو سکا اس وجہ سے نسر واقع نے شک کے تین نقطے ظاہر کر دیئے۔

(۵)

دیویکہ کردہ خدمت دولت سرائے تو
در اوج کبریائے تو پر بر فلک زدہ

ترجمہ: وہ فرشتہ جو آپ کے دولت سرا کی خدمت کرتا تھا آپ کی بزرگی کی بلندی پر خدمت کے لیے فلک پر پہنچ گیا۔

(۶)

دانستہ نقد بے غش عیار چیست
صراف عقل نقد تو چوں بر محک زدہ

ترجمہ: جب عقل کے صراف نے کسوٹی پر لا کر پرکھا تو اس نے پہچان لیا کہ تیرے پاس جو نقدی ہے وہ کھوٹ کے بغیر یعنی خالص ہے۔

(۷)

در بزم خاص محرم اِلّا اللہ آمدہ
چوں تیغ لا تو بر سرِ ہر مشترک زدہ

ترجمہ: اِلا اللہ کی بزم خاص کے محرم صرف آپ ہی ہیں نہ آپ نے لا کی تلوار ہر مشترک کے سر پر چلائی ہے۔

(۸)

در نعت خواجہ دوسرا روز و شب معینؔ
کوس مجتبش زسما تا سمک زدہ

ترجمہ: خواجہ دوسرا (رسول اکرم ﷺ) کی شان عالی مقام میں معینؔ آسمان کی بلندیوں سے لے کر زمین کی نچلی تہوں تک دن رات مدح و ثناء کی پکار کرتا رہتا ہے۔

غزل (۱۱۲)

(۱)

یک قطرہ بحر قدرتش بر ہر دو عالم ریختہ
واں قطرہ صد دریا شدہ در کام جانم ریختہ

ترجمہ: اُس نے اپنی قدرت کے سمندر میں سے ایک قطرہ دو عالم کو عطا کیا۔ اُس قطرے سے سینکڑوں دریا بن کر میرے کام جاں میں سما گیا۔

(۲)

نور تجلّٰے زد علم ہر صبح از برج علم
کوہِ وجودم لا جرم چوں طور ازہم ریختہ

ترجمہ: عالم کی بلندیوں سے ہر صبح تجلیوں کا نور ہمارے لیے ٹپکتا ہے اور یہ نور تجلی میرے کوہ وجود کو کوہِ طور کی طرح پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

(۳)

از جملہ ذرات جہاں نور تجلی ہیں عیاں
زیرا کہ بحر بیکراں در طرف عالم ریختہ

ترجمہ: دنیا کے تمام ذروں سے تجلیوں کا نور عیاں ہے اس لیے کہ وہ بحر بیکراں تمام اطراف عالم میں جاری ہے۔

(۴)

چوں بر زند خورشید سر حقا کہ نگزازد اثر
موج ہوا شب تا سحر چندانکہ شبنم ریختہ

ترجمہ: جب سورج سر پر چڑھ آتا ہے تو پھر کچھ اثر باقی نہیں رہتا موج ہوا نے تمام رات صبح تک جس قدر شبنم گرائی تھی۔

(۵)

شہ چوں خورد جام صفا برخاک ریزد جرعہا
زاں حق شراب عشق را بر خاک آدم ریختہ

ترجمہ: سلطان جب شراب پیتا ہے تو چند گھونٹ بطور حق گرا دیتا ہے اسی طرح شراب عشق بطور حق آدم کی خاک پر گرائی گئی ہے۔

(۶)

من عاشق دیوانہ در مے کشم خمخانہ
زاں می کہ یک پیمانہ بر عرش اعظم ریختہ

ترجمہ: میں تو وہ دیوانہ عاشق ہوں پورا شراب خانہ پی جاتا ہوں اُس شراب کے جس کا ایک پیمانہ عرش اعظم کو ملا ہے۔

(۷)

نار محبت از ازل میسوخت تا روز اجل
دل را کہ عشق لم یزل در بوتہ غم ریختہ

ترجمہ: محبت کی آگ روز ازل سے حشر تک جلاتی رہے گی اُس دل کو جسے عشق لم یزل نے بوتہ غم میں رکھا ہے۔

(۸)

چشتی کہ از انوار اوی بود برخوردار او
از حسرت دیدار او اشک دما دم ریختہ

ترجمہ: وہ آنکھ کہ جو اُس کے انوار سے کامیاب وکامراں تھی وہ اس کے دیدار کی حسرت میں ہر لحظہ اشک بہا رہی ہے۔

(۹)

عشق از داری نہ فلک آتش زد اندیک بیک
دانگہ بداغ مانمک برجای مرہم ریختہ

ترجمہ: عشق نے آسمان سے بھی بلند ہو کر ہر جگہ اپنی آگ لگادی پھر مرہم کے بجائے ہمارے داغوں پر نمک چھڑکا ہے۔

(۱۰)

خود میدمی در دل ازاں میرنبرد و اسرار زماں
چوں خدرہ آہنگراں کز فربت دم ریختہ

ترجمہ: اور یہ آہن گروں (لوہے کا کام کرنے والے) کی طرح سے ہے کہ (ہتھوڑے کی) ضرب پڑتے ہی اندر سے چنگاریاں پھوٹنے لگتی ہیں۔ دل کو تو خود بھونک رہا ہے اس لیے اُس سے راز ظاہر ہو رہے ہیں۔

(۱۱)

درتافت خورشید یقیں از مطلع جان معیں
واللہ کہ فیضی ایں چنیں بر ہر دلی کم ریختہ

ترجمہ: معین کی روح کے افق پر یقین وایمان کا سورج طلوع ہوا۔ بخدا اس انداز میں کسی اور نے کم ہی (میری طرح) فیض پایا ہے۔

غزل (۱۱۳)

(۱)

جانی کہ مذاقش مزہ عشق مزیدہ
از لطف گریزاں شدہ در قہر خریدہ

ترجمہ: (۱) وہ جان کہ جس نے محبوب کی طلب میں عشق کا مزہ لیا پھر اُس نے آرام سے بھاگ کر قہر کو خرید لیا ہے۔

(۲)

در قید تعلق نتواں داشت بصد بند
مرغیکہ کہ زدام سر زلف تو پریدہ

ترجمہ: سینکڑوں بند باندھ کر بھی قید تعلق میں نہیں رکھ سکتے اس مرغ کو جو تیری زلف کے جام سے اڑا ہے۔

(۳)

سالک کہ در اول قدم ایں رہ نکندش طے
رہ رفتہ بسی بیشک بجائے نرسیدہ

ترجمہ: وہ سالک (سلوک کی منزلیں طے کرنے والا) جس سے پہلے ہی مرحلے میں یہ راستہ طے نہ ہوا وہ پھر بے شک بے شمار سفر کرتا کرتا چلا جائے لیکن کسی مقام پر نہیں پہنچتا۔

(۴)

از گلبن غم خار ستم خورد و نالید
آں دیدہ کہ در گلشن جاں روئے تو دیدہ

ترجمہ: گلبن غم سے خار ستم کھا کر بھی اُف بھی نہیں کرتی وہ آنکھ جس نے گلشن جاں پر تیرے جمال کا مشاہدہ کیا ہے۔

(۵)

جانم چو گل از غنچہ بروں آید ازاں باد
کو وقت سحر پردہ ز روئے تو کشیدہ

ترجمہ: میری جاں غنچہ سے پھول کی طرح نکل آئی اُس ہوا سے جو صبح کے وقت تیرے رخ سے پردہ سرکا کے آئی۔

(۶)

کو محرم جاں تاز دل آرم بزبانش
آں نقطہ کے گوشم زلب عشق شنیدہ

ترجمہ: وہ محرم جاں کہاں ہے جس سے دل کے راز کہہ سناؤں اُس نکتہ کو جسے میرے کانوں نے لب عشق سے سنا ہے۔

(۷)

دریائے کرم موج محبت زدہ صد بار
درہا ہمہ در رشتہ جان تو کشیدہ

ترجمہ: لطف وکرم کے دریا نے محبت کی لہر سو بار اٹھائی ہے اور تیری جان کے رشتہ سے محبت کے موتیوں کی لڑی پرودی ہے۔

(۸)

دانی کہ بہ جنت چہ بود لولو منشور
آں دانہ اشکے کہ زچشم تو چکیدہ

ترجمہ: تم کو معلوم ہے کہ جنت میں قیمتی موتی کون سے ہونگے۔ اُن آنسوؤں کے ہوں گے جو تیری آنکھ سے ٹپکیں گے۔

(۹)

از بزم الست آمدہ سر مست معینی
زاں جرعہ کہ جانش زمی عشق چشیدہ

ترجمہ:(۹) معین بزم الست میں سرمست و بےخود ہو گیا تھا (کیونکہ) اس نے عشق کا ایک گھونٹ پی لیا تھا۔

ردیف "ی"

غزل (۱۱۴)

(۱)

اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی
قیام جملہ اشیاء بود خود بینی

ترجمہ: اگر تو چشم حقیقت سے اپنے وجود کو دیکھے تو اس کائنات کی تمام چیزوں تجھے اپنے وجود کے اندر ہی دکھائی دیں گی۔

(۲)

وجود ہیزمیت نار مہوی گردد
اگر بدون کنی از سر تو دود خود بینی

ترجمہ: تیرا وجود جو خشک لکڑی کی طرح ہی بار مہوی بن جائے اگر تو اپنے سر سے خود بینی کے دھوئیں کو نکال دے۔

(۳)

زقعر لجہ توحید در عشق برار
کہ گنج مخفی حق رانفود خود بینی

ترجمہ: توحید کے بھنور کی گہرائی سے عشق کے موتی نکال لے آ تب تجھے اپنے اندر حق کا مخفی خزانہ دکھ سکیگا۔

(۴)

بعمر عشق ترا پایہ از سر جہدست
کہ تخت ہر دو جہاں رافرود خود بینی

ترجمہ: عشق میں تیرا مرتبہ تیری کوشش کی بنا پر ہے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں جہاں کے تحت تجھے فروتر نظر آئیں۔

(۵)

تو چوں فرشتہ نظر بر جمال دوست گمار
نہ چوں لعیں کہ ہمیں در سجود خود بینی

ترجمہ: تو فرشتوں کی مانند اپنے محبوب کا نظارہ اُس شیطان (ابلیس) کی مانند نہ کر جو پھر سجدے کر کر کے ہار گیا اور معتوب ہی رہا۔

(۶)

ازیں حضیض و ناسُت چو بگذری شاید
کہ تا دنیٰ فتدلیٰ صعود خود بینی

ترجمہ: اگر تو اپنے تن اپنے وجود کے (ناقص اور حرص و ہوس والے) پنجرے سے نکل جائے تو پھر دنی فتدلی کی منزل تک تجھ کو عروج نصیب ہوگا۔

(۷)

بباز خانہ بروں آ و نور دوست نگر
تو چند شیشہ سرخ و کبود خود بینی

ترجمہ: اپنے گھر سے باہر نکل اور ظاہر باطن میں اپنے محبوب کا نور ہی نور دیکھ۔ تو کب تک ان سرخ و سبز شیشوں کا مشاہدہ کریگا۔

(۸)

اگر ز آئینہ زنگ حدوث بزدائی
جمال شاید حق در شہود خود بینی

ترجمہ: (۸) اگر تو اپنے من کے شیشے کا زنگ اتار کر اسے صیقل کرے گا آئے تو پھر شاید تو خدا کے وجود کا جلوہ اپنی روح (اپنی ذات) کے اندر دیکھ سکے گا۔

(۹)

بہ بند دیدہ زا عیاں کہ تا ز عین عیاں
وجود دوست چو جان وجود خود بینی

ترجمہ: اعیان ثابتہ سے آنکھیں بند مت کرتا کہ تو اپنی ظاہری آنکھوں سے دوست کے وجود کو اپنے وجود کی طرح مشاہدہ کر سکے۔

(۱۰)

بیا بزم گدایاں شہ نشاں خودیست
کہ تا نتیجہ احساں وجود خود بینی

ترجمہ: خودی کے شہ نشیں فقیروں کی مجلس میں آ جا۔ تا کہ تو اپنے احسان وجود کا نتیجہ خود دیکھ سکے۔

(۱۱)

در آ مجلس مسکیں معینؔ شوریدہ
کہ نقل و بادہ زگفت وشنود خود بینی

ترجمہ: آ معین بے چارے کی مجلس میں آ کر بیٹھ تا کہ گفت وشنود کے نقل دوبارہ تجھے میسر آ ئیں۔

غزل (۱۱۵)

(۱)

گوہر عشق چو در چشمہ تن میطلبی
دل چو دریا کن اگر در عدن میطلبی

ترجمہ: اگر تو چاہے کہ عشق کا موتی تیرے تن کے چشمہ میں پیدا ہو تو پھر اپنے دل کو دریا کی مانند وسیع اور گہرا کر لے اُس میں عدن کا موتی تجھے مل جائے گا۔

(۲)

چہ روی دشت و بیاباں آہوی تتار
زلف او بوی اگر مشک ختن میطلبی

ترجمہ: (۲) ...د کیا تاتاری ہرن کے تعاقب میں جنگل بیاباں مارا مارا پھرتا ہے۔ (ارے نادان) اپنے محبوب کی زلف کو سونگھ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے ہرن کے پیٹ سے نکلنے والی کستوری کی خوشبو ملے تو وہ تجھے محبوب کی زلف سے مل جائے گی۔

(۳)

باز عشق تو دریں دام کہ آرام مجوئے
سوی او باز پرواز زآنکہ وطن میطلبی

ترجمہ: (۳) اگر تو عشق کا عقاب ہے تو پھر اس دنیا میں کہیں آرام (ٹھکانہ) نہ ڈھونڈ۔ اُس کی طرف پرواز کر اگر تجھے وطن کی تلاش ہے۔

(۴)

نکتہ جُستم ازاں منطق شریں بسوال
گفت بنگر کہ کلام بچہ فن میطلبی

ترجمہ: اُس شیریں کلام محبوب سے سوال کر کے میں نے ایک نکتہ تلاش کر لیا اُس نے کہا تو میرے کس کس فن کی دریافت چاہتا ہے۔

(۵)

من نہ جانم نہ دلم نے بدنم چند مرا
گہ زجان گاہ زدل گہ زبدن میطلبی

ترجمہ: (۵) میں نہ جان ہوں نہ دل ہوں نہ بدن ہوں کب تک وہ میری جان کو کبھی دل کبھی بدن کو طلب کرتا رہیگا۔

(۶)

بر سر عرش دویدم کہ بگویار کجاست
گفت باتست شب و روز من میطلبی

ترجمہ: میں نے عرش پر پہنچ کر تلاش کیا کہ وہ محبوب کہاں ہے کہنے لگا کہ میں تو دن رات

تیرے ساتھ ہوں تو کہاں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔

(۷)

عاقبت پردہ بر افگند کہ ہاں پیشتر آئی

جام می گیر اگر شرم شکن میطلبی

ترجمہ: آخرکار اس نے پردہ اٹھادیا اور کہا اور آگے اور جام شراب لے اگر تو شرم توڑنا چاہتا

ہے۔

(۸)

گیر در دار بقا حبل انا الحق در دست

چند در دیر فنا دار ورسن میطلبی

ترجمہ: دار بقا میں انا الحق کی رسی کو تھام لے۔ دار فنا میں بیٹھ کر کب تک سولی کے رسے کا

انتظار کرتا رہے گا۔

(۹)

عندلیب چمن عشق شو اے طائر قدس

گر تماشای گل و صحن چمن میطلبی

ترجمہ: تو اے طائر قدس چمن شوق کا عندلیب بن جا۔ اگر تجھے صحن چمن میں پھولوں کے

نظارے کی تمنا ہے۔

(۱۰)

خانہ خالی کن از اغیار و بجو یار معینؔ

کیں مجالست کہ ضدیں معا میطلبی

ترجمہ: اے معین اپنے گھر کو غیروں سے خالی کر کے محبوب کو تلاش کر مشکل ہے کہ اللہ اور دنیا

داری دونوں ایک جگہ پر اکٹھے ہو جائیں۔

غزل(۱۱۶)

(۱)

چو از جمال نقاب بطون بر اندازی

دراں ظہور وجود مرا عدم سازی

ترجمہ: جب تو اپنے جمال سے باطنی نقاب کو ہٹائے گا تو اس ظہور میں میرے وجود کو عدم بنا دے گا۔

(۲)

زنورِ حسن چو رخسار شمع آرائی

مکن ملامت پروانہ بجاں بازی

ترجمہ: نور حسن سے جب شمع کے رُخسار کو لے آراستہ کیا ہے تو پھر پروانے کو اُس کی جانبازی پر ملازمت مت کر۔

(۳)

نقوش مہر تو از مہر دل نخواہد رفت

اگر در آتش عشقم چو موم بگدازی

ترجمہ: تیری محبت کے نقوش دل کی مہر سے محو نہیں ہو سکتے خواہ تو مجھے آتش عشق میں موم کی طرح پگھلا دے۔

(۴)

چو چنگ میکشم ایں گو شال زخم فراق

مرادم آنکہ بیزم وصال بنوازی

ترجمہ: جس طرح سارنگی کے اوپر اس کا گز ضرب لگاتا ہے اسی طرح میں فراق وہجر کے زخموں پر چوٹ کھاتا ہوں کہ اِس سے مراد صرف یہ ہے کہ تو مجھے بزم وصال سے سرفراز کر دے۔

(۵)

سپاہ درد و بلا صف کشند از چپ و راست
بقلب ما علم عشق چوں بر افرازی

ترجمہ: میرے دائیں بائیں جانب سے درد و بلا کی فوج صفیں باندھے چڑھی آتی ہے جب سے تو نے میرے دل میں عشق کا علم بلند کیا ہے۔

(۶)

ہمیں دلست کہ آئینہ است در دستش
کہی چو گوی بہر جانبے کہ می تازی

ترجمہ: یہ جو تیرے ہاتھ میں شیشہ پکڑا ہوا ہے یہی ہمارا دل ہے تو اس کو گیند کی طرح کھیلتے ہوئے ادھر اُدھر ہر جانب ضرب لگاتا ہے (تو یہ تو ٹوٹ جائے گا)

(۷)

ولے مظاہر و اعیاں چو رخت بربستند
تو خواہ آئینہ سازی و خواہ گو بازی

ترجمہ: جب اشیائے عالم مظاہر و اعیان کی صورت میں ہیں تو اب خواں تو دل کو آئینہ بنائے یا گیند بنائے۔

(۸)

ہر آئینہ کہ تو عکس جمال خود بینی
اگر در آئینہ دل تجلی اندازی

ترجمہ: یقیناً تو اپنے جہاں کے عکس کا نظارہ کرے گا اگر آئینہ دل میں تو اپنی جلوہ فرمائی کرے گا۔

(۹)

رموز عشق دلم از با تو میگوئید
چرا کہ ہیچ‌کس ہمدم و ہم آوازی

ترجمہ: میرا دل عشق کے راز تیرے ہی تجھ سے کہتا ہے اس لیے کہ تیرے سوا اس کا کوئی ہمدم وہم از ان نہیں ہے۔

(۱۰)

بغیر راز دل خود نمی توانم گفت
تو راز من شنوی بہ کہ محرم رازی

ترجمہ: میں کسی غیر سے اپنے دل کے راز نہیں کہہ سکتا تو ہی میرے راز سن لے کہ تو ہی میرا راز داں ہے۔

(۱۱)

معینؔ بیک نظر از خاک بر گرفتہ تست
بداں امید کہ بازار نظر نیندازی

ترجمہ: معین کو ایک ہی نظر کرم سے تو نے خاک سے اُٹھایا ہے اب اسے یہ آس ہے کہ تو اُسے اپنی نظروں سے دور نہیں کرے گا۔

غزل (۱۱۷)

(۱)

ای کہ اندر عین پیدائی نہانی کیستی
ہرچہ در فہم و گماں آید نہ آنی کیستی

ترجمہ: اے وہ کہ عین ظہور میں بھی چھپا ہے تو کون ہے اور تو وہ نہیں کہ فہم وگمان میں آسکے تو کون ہے۔

(۲)

جملہ اشیاز حد وصف شد معلوم خلق
ایکہ بیروں از حد و صف بیانی کیستی

ترجمہ: تمام اشیاء اپنی حد وصف سے خلق کو معلوم ہوگئیں اے وہ کہ تو حد وصف سے باہر ہے تو کون ہے۔

(۳)

ایکہ در ہر مظہر تو گی ظہوری کردہ
در لباس جملہ اعیاں عیانی کیستی

ترجمہ: اے وہ کہ تمام مظاہر میں مختلف انداز سے جلوہ گر ہے تو پھر تمام اعیان ثابتہ کے لباس میں اور کوئی جلوہ گر ہے۔

(۴)

نی بدن از تو خبردارد نہ جان از تو اثر
تو چو جاں از بسکہ پیدا پیدائے نہانی کیستی

ترجمہ: نہ وجود کو تیری خبر ہے اور نہ کوئی جان تجھ سے اثر نشانی رکھتی ہے تو کہ جان کی طرح بالکل ظاہر ہے پھر یہ پوشیدہ کون ہے۔

(۵)

ایک ہچو شہد و شیر اندر رگ جانی رواں
جان شیریں منی با جان جانی کیستی

ترجمہ: (۵) اے وہ کہ شہد و شیر کی طرح رگِ جاں میں رواں ہے اے میری جانِ شیریں تو کس کی جان جاں ہے۔

(۶)

منزلی یسمع وبی ینطق بعالم درزی
ایکہ سمع و نطق ہر گوش و زبانی کیستی

ترجمہ: رازلی یسمع ولی ینطق تمام عالم میں گونج رہا اے تو کہ ہر سمع و نطق کے لیے گوش و زبان ہے تو وہ کون ہے۔

(۷)

جملہ رواتم جہاں ہر یک نشان ذات تست
باوجود ایں نشانہا بی نشانی کیستی

ترجمہ: اس دنیا کے ہر ہر ذرے میں تیری ذات کی نشانی موجود ہے مگر ان سب نشانوں کے باوجود بھی تو بے نشان ہے تو کون ہے۔

(۸)

در فراق آزار ریش درد مندانی ادلیک
در وصال آرام جان عاشقانی کیستی

ترجمہ: فراق و ہجر کا دکھ درد بھی تو ہے اور درد مند بھی ہے لیکن وصال میں عاشقوں کی جان کا آرام ہے تو کون ہے

(۹)

جام شش روی جہاں از عکس رویت روشنت
تو بروں از شش سوی کون ومکانی کیستی

ترجمہ: دنیا کی طرفیں تیرے عکس رخسار سے روشن ہیں تو کہ ان چھ طرفوں سے باہر ہے بتا کہ تو کون ہے۔

(۱۰)

من بجستجوئے تو ہردم روم دیوانہ وار
وے عجب سو روم بامن روانی کیستی

ترجمہ: میں تیری محبت میں دیوانہ وار پھرتا ہوں لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ ہر طرف میرے ساتھ رواں ہے تو کون ہے۔

(۱۱)

با معینے گفت ہر سو تا بکی خواہی دوید
ہم زخود جوہر چہ خواہی تا بدانی کیستی

ترجمہ: (۱۱) معین سے اُس نے کہا کہ اس طرح ہر طرف کب تک دوڑے گا تو اپنے اندر جو کچھ ڈھونڈھتا ہے ڈھونڈھ تا کہ معلوم ہو تو کیا ہے؟

غزل (۱۱۸)

(۱)

تو مظہر لمعات جمال معبودی
ولے دریغ کز آئینہ زنگ نزدودی

ترجمہ:(۱) تو معبود کے نورانی جمال کا مظہر ہے لیکن افسوس کہ تو نے اپنے آئینہ سے زنگ دور نہیں کیا ہے۔

(۲)

درخت ہستیت از نار عشق پاک بسوز
کہ تا تمام نسوزی مقید دودی

ترجمہ: تو اپنی ہستی کے درخت کو عشق کی پاک آگ سے جلا ڈال اور جب تک یہ تمام کا تمام جل نہ جائے تو مقید ہستی رہیگا۔

(۳)

چو مفردان مجرد زیر دہا بدر آئی
چو بیوگاں چہ گرفتار تاری و پودی

ترجمہ: ایک جوہر فرد کی طرح پردے سے باہر نکل آ تو بیوہ عورتوں کی طرح پردوں میں کب تک گرفتار رہیگا۔

(۴)

زیان و سود چو در دست اختیار تو نیست
زیاں تو ہم ازاں شد کہ طالب سودی

ترجمہ: نفع ونقصان تو تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تو پھر یہ نقصان اس لیے ہوا کہ تو نفع کی فکر میں لگا رہا۔

(۵)

عدم وجود نگردد کہ در حقیقت حال
مجاز بر تو نہادند نام موجودی

ترجمہ: عدم وجود نہیں ہو سکتا کہ حقیقت حال میں تو معدوم ہے مجازاً تجھ کو موجود کہا جاتا ہے۔

(۶)

سحر پیام فلک طبل عشق میکوبند
چہ شد کہ یک سحر آواز طبل نشنودی

ترجمہ: علی الصبح عرش پر عشق کا نقارہ بجایا جاتا ہے لیکن افسوس کہ تو نے کبھی ایک صبح بھی اس نقارے کی آواز نہیں سنی ہے۔

(۷)

در آ بعرصہ میداں کہ وو ابدیت حال
زجملہ منتہیاں کوی عشق بر بودی

ترجمہ: اب تو میدان عشق میں نکل آ کہ ابتدائے حال ہی میں تمام مہارت والوں سے تو عشق میں سبقت لے گیا ہے۔

(۸)

تو قدر خود بہ ازیں داں کہ بر موائد فضل
ہمہ طفیل تواند و توی کہ مقصودی

ترجمہ: تو اپنی قدر کا اندازہ اس سے لگا لے کے فضل کے خوابوں پر سب تیرے طفیلی ہیں اور مقصود صرف تیری ذات ہے۔

(۹)

ہنوز آدم و عالم نبود نام ونشاں
کہ در سراچہ وحدت جلیس حق بودی

ترجمہ: ابھی آدمؑ یا اس دنیا کے وجود کا نام ونشان بھی نہیں تھا اُس وقت آپ وحدت کی خلوت سرا میں حق کے جلیس تھے۔

(۱۰)

ملک بسجدہ آدم قیام نمودی
اگر عیاں نہ بدیدی جمال معبودی

ترجمہ: فرشتے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرتے اگر وہ اُن کی ذات میں جمال معبود کو ظاہر نہ دیکھ لیتے۔

(۱۱)

شہید عشق شو ایدل کہ نزد اہل شہود
یکی ست مرتبہ شاہدی و مشہودی

ترجمہ: تو شہید عشق ہو جا کہ اہل شہود کے نزدیک عشق اور عاشق اور معشوق کا مرتبہ ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔

(۱۲)

اگر بکوہ رسد قطرہ رود از جائے
زبادہ کہ بما بے دریغ بپمودی

ترجمہ: وہ شراب کہ جو ہمیں بے دریغ پلائی گئی ہے اس کا ایک قطرہ بھی پہاڑ پر گر جائے تو وہ اپنی جگہ سے ہل جائے۔

(۱۳)

کدام بادہ قوی تر ازیں تواند بود
کہ حسن خویش بمابی حجاب بپمودی

ترجمہ: جس کی بدولت اے دوست تو نے اپنا جمال ہم کو بے حجاب دکھایا اس سے بہتر اور قوت والی اور کوئی شراب نہیں ہو سکتی۔

(۱۴)

ز ذرہ ذرہ شنو نعرہ ہای منصوری
کنوں کہ از رُخ تاباں نقاب بکشودی

ترجمہ: (۱۴) ایک ایک ذرے سے نعرہ منصوری کی آواز تو سن سکتا ہے کہ اب تو نے اپنے رخ روشن سے پردہ ہٹایا ہے۔

(۱۵)

ہلاک من ز تو د اجتناب از تو محال
مریض عشق ندارد اُمید بہبودی

ترجمہ: جب میری موت ہی تیرے حوالے سے ہے تو میں تجھ سے اجتناب نہیں کرسکتا ۔(بس) مریض عشق اب صحت یابی کی کوئی امید نہیں رکھتا ہے۔

(۱۶)

ہزار بار کشیدم ہزار بار غمت
تو بار دیگر وبار دگر بیفزودی

ترجمہ: تیرے غم کے ہزار بوجھ ہزاروں بار اُٹھانے کے لیے تیار ہوں اور تو ہر بار ان کے بوجھ خواہ کتنا ہی اضافہ ہوتا جائے۔

(۱۷)

زبار عشق نالد معینؔ ولے خود گوی
کہ پشہ چند کشد بار پیل محمودی

ترجمہ: معینؔ عشق کے بار سے نہیں روتا لیکن آپ ہی انصاف کرو۔ بھلا ہاتھی کا بوجھ کوئی چیونٹی بھی اٹھاسکتی ہے۔

غزل (۱۱۹)

(۱)

بخدا غیر خدا در دو جہاں نیست کسے
صد دلیلست ولی واقف ازاں نیست کسی

ترجمہ: (۱) خدا کی قسم خدا کے علاوہ اس دو جہاں میں اور کوئی نہیں ہے اس حقیقت کی سو دلیلیں (سو ثبوت) موجود ہیں مگر پھر بھی کوئی اس سے واقف نہیں ہے۔

(۲)

نکتہ سر محبت چو نہاں از من و تست
لا جرم در صدد شرح و بیاں نیست کسی

ترجمہ: محبت کے راز کے نکات تیرے میرے ہر کسی سے پوشیدہ ہیں یہی سبب ہے اس کی شرح بیان کے درپے کوئی نہیں ہے۔

(۳)

مسند عزت و خلوتگہ وحدت خالیست
از ازل تا بہ ابد در خور آں نیست کسی

ترجمہ: وحدت کی خلوت گاہ (جہاں وحدت کا قیام ہے) اور مسند عزت خالی ہیں ازل سے ابد تک یہ یونہی رہیں گی کہ ان کے قابل (اہل) کوئی بھی نہیں ہے۔

(۴)

لا جرم عاشق و معشوق زخود ساخت پدید
تا کہ بروی بجز از روی نگراں نیست کسی

ترجمہ: یقیناً یہ عاشق و معشوق خود اُسی کے پیدا کردہ ہیں۔ تا کہ اس کے جمال کا دیکھنے والا اُس کے سوا کوئی دوسرا نہ ہو۔

(۵)

ایں ہمہ زمزمہ کز سینہ خود میشنوی
تو چہ گوئی کہ دریں خانہ نہاں نیست کسی

ترجمہ: یہ زمزمے جو تو اپنے سینے سے سن رہا ہے اس کے باوجود کس طرح کہتا ہے کہ دل میں کوئی پنہاں نہیں ہے۔

(۶)

زندہ دل راچہ غم از رفتن جاں روز ازل
زانکہ دل زندہ بایں روح رواں نیست کسی

ترجمہ: زندہ دل کو روز ازل ہی سے موت کا کوئی غم نہیں اس لیے کہ اُس روح رواں کے ہوتے کوئی زندہ دل نہیں ہے۔

(۷)

دل و جاں عاریتم گر برود عمر تو باد
ای حیات دل من غیر تو جاں نیست کسی

ترجمہ: (۷) اگر عمر نہ بھی ہو۔ مجھے دل و جان عاریتاً درکار ہیں۔ اے میرے دل تیری زندگی جاں کے بغیر تو کسی بھی صورت ممکن نہیں ہے۔

(۸)

دعوئ عشق دریں معرکہ ہرگز نکند
اگر از جان و دل خویش بجاں نیست کسی

ترجمہ: یہاں کوئی بھی عشق کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتا اگر جان و دل کے ساتھ جان کی بازی لگانا مقصد نہ ہوتا۔

(۹)

بار عشق تو معینؔ بدل و جاں بکشد
کہ ہوا دار تو تنہاں بہ زباں نیست کسی

ترجمہ: اے معینؔ تو عشق کا بوجھ اپنے جان و دل پر اٹھا تا رہا ہے حالانکہ محض زبانی باتوں سے کوئی تیرا طلب گار نہیں بن سکتا۔

غزل (۱۲۰)

(۱)

اگر زمستی خود چشم دل فراز کنی
نخست دیدہ بدیدار دوست باز کنی

ترجمہ: (۱) اگر مستی میں آ کر تو دل کی آنکھ کھولے تو سب سے پہلے دوست کا دیدار ہی ان آنکھوں کو کھولتا ہے۔

(۲)

دمی زہستی خود بگذری بہ از صد سال
کہ روز روزہ بداری و شب نماز کنی

ترجمہ: ایک لمحے کے لئے اپنی ذات کے ساتھ وقت گزارنا سو سال کی روزہ داری اور نماز گزاری سے زیادہ بہتر ہے۔

(۳)

چو سرو دوست طمع گر کنی زخود کوتاہ
سزد کہ پای دریں انجمن دراز کنی

ترجمہ: سرو کے درخت کی مانند اگر تو طمع ولالچ کو دور کر دے تب عین ممکن ہے کہ اس انجمن (عشق) میں اپنے پاؤں پھیلا لے۔

(۴)

بلندیت بتواضع نہادہ اند بکبر
تو خویش رانتوانی کہ سرفراز کنی

ترجمہ: تیری افرازی کا راز تواضع اور انکساری میں ہے بغیر ان کے تو اپنے آپ کو سر بلند نہیں رکھ سکتا۔

(۵)

زکعبتین فلک نقد جاں نخواہی برد
چو عرض شعبدہ با چرخ حقہ باز کنی

ترجمہ: آسمانوں کی وسعتوں کے اندر تو اپنی جان نہیں بچا سکتا جب تک تو شعبدہ باز آسمان سے شعبدہ بازی کرے گا۔

(۶)

بناز کی ببری پی بمنزل مقصود
مگر سلوک رہش از سر نیاز کنی

ترجمہ: (۶) اگر ناز و نخرہ اور حیل و حجت کرتے رہیں تو منزل مقصود ہاتھ نہیں آتی۔ لیکن اگر سر نیاز جھکا کر عاجزی دکھائی جائے تو یہ منزلیں طے ہو سکتی ہیں۔

(۷)

گرت نیاز براند مرد کہ آخر کار
بصد نیاز بخواند تراو ناز کنی

ترجمہ: اگر محبوب ناز و ادا کے ساتھ تجھے دور ہٹائے مت جا کہ آخر کار تیرے نیاز کی بدولت وہ تجھے باز یاب کریگا۔

(۸)

ز بندگی بلشینی تخت سلطانی
اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کنی

ترجمہ: تو بندگی کرے گا تو بادشاہی تخت پر بیٹھے گا (اور یہ اس وقت ہوگا) جب تو ایاز کی مانند محمود (محبوب) کی خدمت کرتا رہے گا۔

غزل (۱۲۱)

(۱)

مرا ای ساقی وحدت بدادی جرعہا زاں مے
کہ ہر دم از ہیا ہوئش بر آید از دلم ہی ہی

ترجمہ: اے، ساقی وحدت تو نے اُس شراب کا ایک گھونٹ مجھے پلایا ہے کہ جس کی سرشاری سے میرا دل ہے ہے پکار رہا ہے۔

(۲)

گوای خم چہ میجوشی چو می دردی تو میریزی
گوای نے چہ بینالی چو ہم خود میدی درد

ترجمہ: جب تو ہی خم میں شراب ڈال رہا ہے تو خم کو جوش سے منع نہ کرنے (بانسری) کے نالے ہی تیری ہی وجہ ہیں پھر اُس کو ملامت کیسی۔

(۳)

چہ بادست ایں نمیدانم کہ جام دل بجرعہ
چناں از رنگ صافی شد کہ دیدم یار رادر وی

ترجمہ: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کونسی شراب ہے کہ جس کا ایک گھونٹ پی کے دل ایسا صاف اور شفاف ہوگیا ہے کہ آئینے کی صورت محبوب کی شکل نظر آنے لگی ہے۔

(۴)

بدیدم دلبری چوں مہ شدم از حسن او والہ
مرا در برکشید انگہ کہ از من میگجی تا کے

ترجمہ: میں نے محبوب کو چاند کی مانند دیکھا اور اس کے حسن کا شیدائی ہوگیا پھر وہ اپنے پاس بٹھا کے کہنے لگا کہ کب تک تو گریز کرے گا۔

(۵)

مقاماتی بدیدم من حکایاتی شنیدم من
بجا لاتی رسیدم من کہ کیں آنجا نبردہ پی

ترجمہ: میں نے بہت سی حکایتیں سنی ہیں اور ایسے ایسے مقام دیکھے میں اُن حالات کو پہنچ گیا کہ وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

(۶)

ز عقل خود بروں رفتم ببازار جنوں رفتم
بمیخانہ دروں رفتم بدیدم خمہا پری

ترجمہ: میں عقل گنوا بیٹھا ہوں اور بازار جنوں میں آگیا ہے۔ مے خانے میں جا کے دیکھا ہے کہ صراحیاں شراب سے بھری پڑی ہیں۔

(۷)

رواں یک جامہ برکردم بیاد لعل او خوردم
فنا از خویش بستردم بقائی یافتم زاں می

ترجمہ: اُس کے لب لعلین کی یاد میں ایک جام بھرا اور اُسے پی گیا۔ خود سے بیگانہ ہو گیا اور اس شراب کی بدولت میں نے بقا حاصل کر لی۔

(۸)

نہ عصیاں ماند و نی طاعت شدم محو اندراں ساعت
چناں گشتم دراں حالت کہ وی من گشت من ہم دے

ترجمہ: پھر نہ عصیاں رہے نہ طاعت رہی میں اس کی ذات میں محو ہو کر ایسا بن گیا کہ وہ میں ہو گیا اور میں وہ بن گیا۔

(۹)

معینؔ بس کن ایں دعویٰ کہ در دیوان آں مولیٰ
ہنوز از دفتر معنی نکردی یک ورق راطی

ترجمہ: اے معین اس دعویٰ کو ختم کر کے اُس مولیٰ کے دیوان میں ابھی تو میں نے معرفت کا ایک ورق بھی نہیں پڑھا ہے۔

غزل (۱۲۲)

(۱)

گہی کہ از رخ تاباں نقاب زلف کشائی
ز عاشقاں بنگاہی ہزار دل بربائی

ترجمہ: اے دوست جب تو اپنے رُخ تاباں سے نقاب ہٹاتا ہے تو ہزاروں عاشقوں کے دل ایک نگاہ میں چھین لیتا ہے۔

(۲)

بیاز بادہ بروں ورنہ جملہ پردہ برافگن
کہ نیست سوختگاں رادگر شکیب جدائی

ترجمہ: مجھے شراب دے یا پھر اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دے۔ کہ ہم دل سوختہ اب اس سے زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔

(۳)

چگونہ صبر تواں کرد در فراق جمالت
کہ ہر زماں بدلم صد ہزار بار در آئی

ترجمہ: تیرے حسن سے دوری میں کیسے صبر کیا جائے اے محبوب تو میرے دل میں ہر لمحے ہزاروں بار ڈال رہا ہے۔

(۴)

بیک حجاب کہ برداشتی دلم بہ ربودی
جہاں نماند وجاں ہم اگر جمال نمائی

ترجمہ: اپنے جلوے کے ایک لشکارے سے میرے دل کو لوٹ لیا۔ اگر محبوب اپنا جلوہ دکھا دے تو نہ جان رہے نہ جہان رہے کوئی بھی جلوے کی تاب نہ لا سکے۔

(۵)

دلا بمجلس مستاں در آو خاک شو آنجا
کہ جرعہ بتو ریزند از شراب جدائی

ترجمہ: اے دل مستوں کی محفل میں آجا اور وہاں آکے خاک ہو جا تا کہ تیرے جام میں شراب جدائی کا ایک قطرہ (ایک گھونٹ) تیرے اوپر ڈال دیں۔

(۶)

چو جرعہ خواری مستان حق نصیب تو آید
زہر حجاب کہ شد تمام خود بدرائی

ترجمہ: جب مستان حق کی جرعہ خواری تیرے نقش میں آئے گی تو اُس وقت تیرے تمام حجاب اُٹھ جائیں گے۔

(۷)

بہ نیم جرعہ ز دل بر زند ہزار انا الحق
خموش باش معینے بگر بخود تو کجائی

ترجمہ: ایک گھونٹ جام توحید کا پی کر دل ہزار بار انا الحق پکار اُٹھے۔ اے معین خاموش ہو جا اور دیکھو تو تم کہاں پہنچ گئے ہو۔

غزل (۱۲۳)

(۱)

دلا چو محرم آں دلبر یگانہ توئی
قضا چو تیر بلا میزند نشانہ توئی

ترجمہ: اے دل جب تو ہی اُس دلبر یگانہ کا واقف و جاننے والا ہے۔ اس سے قضا کا ہر تیر تیرے ہی اُوپر آ رہا ہے۔

(۲)

دگر فروزد کانوں عشق آتش شوق
شرارۂ کہ بریزد ازاں زبانہ توئی

ترجمہ: عشق کی انگیٹھی میں محبت' آتش شوق بھڑکاتی ہے۔ اس سے جو شرارہ نکل رہا ہے اے دوست تو ہی ہے۔

(۳)

تنم چو دائرہ و نقطہ درمیانہ دلم
دلم چو دائرہ و نقطہ درمیانہ توئی

ترجمہ: میرا جسم دائرہ کی طرح ہے اور میرا دل نقطہ کی طرح ہے اور میرے اس دل میں دائرے اور نقطہ کی طرح تو موجود ہے۔

(۴)

بگفتم از چہ بہانہ چو دور حجابے گفت
وجود تست حجاب من و بہانہ توئی

ترجمہ: میں نے اُس دوست سے کہا کہ تو کس بہانے سے پردے میں ہے اُس نے کہا تیرا وجود حجاب ہے اور بہانہ تیری ذات ہے۔

(۵)

ہمای عشق بدام حدوث کی گنجد
چو مرغ خانگی در قید آب و دانہ توئی

ترجمہ: عشق کا ہما حدوث کے دام میں کب پھنس سکتا ہے کہ پالتو مرغ کی طرح تو آب ودانہ کی قید میں ہے۔

(۶)

چہ حلقہ خنظری بدرز و نمیدانی
کہ طالب خودی در درون خانہ توئی

ترجمہ: مجھے کس چیز نے حلقہ کیا ہوا ہے (چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے) میں نہیں جانتا۔ کہ میں خود اپنا طالب بن کیف۔ گھر کے اندر گھس کے بیٹھا ہوں۔

(۷)

معینؔ بر آئی بمنبر بگوی نکتہ عشق
کہ بلبل چمن عشق در زمانہ توئی

ترجمہ: اے معینؔ منبر پر آ کے عشق کے راز بیان کر کہ اس دنیا کے، باغ عشق میں تو صرف بلبل ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

اس دیوان کی تیاری کے لیے دیوان معین الدین چشتیؒ "نول کشور لکھنؤ، دیوان معین الدین چشتیؒ" مطبوعہ بمبئی لمحات خواجہ مطبوعہ کراچی

صوفیائے کرام کے حالات و واقعات
پر مشتمل بہترین کتب

رابعہ بصری

حکایات اولیاء

داتا گنج بخش

مقام بابا فرید